

Vol. I

PART III-IV



# TARIKH

## STUDIES OF THE HISTORY AND ARCHAEOLOGY

EDITED BY

HAKIM SAYYID SHAMS ULIAH QADRI

### CONTENTS

A TREATISE OF SHAIKH ABD UL-HAQ DHILAWI,

*Containing the Review of Memoirs of the Illustrious Writer and  
Poets of Delhi, Persian Text 1--88, 1--13*

MUHAMMAD HARUN KHAN SHIRWANI M. A., B.A. LL. B.

*Khawarizmshah, Translated from "Less Persians de  
Pishan" Par Baron Curial Vol. I-8*

HAKIM SAYYID SHAMS ULIAH QADRI,

*Historian of Muslim India 9-16*

SAYYID MUHAMMAD HASAN BARNI, I. A., LL. B.,

*Muslims in Southern India in the Eighth Century A. D.  
57-13*

MUHAMMAD JAFAR, MAWLAWI KAMIL,

*Muslim Numismatics, Translated from the original Arabic  
Text of Ahmad Bin Ali Al Maqizi 74-83*

SAYYID ALI ASGHAR BELGIRAMI,

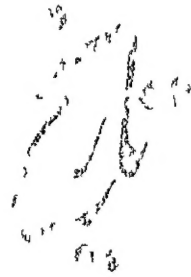
*The Foreign Relations of Qutub Shahi Kings 84-92*

REVIEWS 94-101

Printed and Published at  
THE TARIKH PRESS KOTLAH AKBAR JAIL  
HYDERABAD-Deccan

Subscription For four Parts Rs 5-8-0 for Govt Rs 10





### جہاندار (۱) - ۱۳۰۵ء

- ۱۔ صبر و توکل میرزا
- ۲۔ مورخین صہبہ
- ۳۔ دکن خان سلیمان
- ۴۔ فقرہ اکبر - لاصیہ
- ۵۔ ملا طبر فطرت نامہ - کیمبرلہ آباد
- ۶۔ تاریخ ہندوستان -
- ۱۔ راجہ رام داس - مولوی محمد عیسیٰ صاحب بہائی - ایلہ البانی
- ۲۔ عصر قدیم - مولوی محمد اکرم صاحب - سحر روم
- ۳۔ تاریخ مغربی یورپ - مولوی محمد عیسیٰ صاحب بہائی - ایلہ البانی
- ۴۔ تہذیب و تمدن - مولوی جواد علی صاحب - ایلہ البانی
- ۵۔ فقرہ اکبر - لاصیہ - مولانا عبدالسلام - دی
- ۶۔ نامہ ابوداؤد اور ادب - مولانا علی صاحب ایم
- ۷۔ تاریخ ادب اور - مولوی نواز محمد عسکری صاحب - ایلہ البانی
- ۸۔ جہاندار - لکھنؤ - مولانا علی صاحب





# ابراہیمؑ کی شہادتِ اسلام

خبرِ انوشیروان: شہنشاہِ ایران ۸۱۶ء ۷۵۶ء  
 اور وصیرِ خاں ہارون خاں تہرانی امیر۔ سرسبز، آباد، آباد اور آباد

(فراس) کے بہادر بیڑی مراں کرادے، وہ کی کیا۔ یہ حکم اس الام کا ایک امر)

حضرت رسول اکرمؐ کی ولادت ماہِ مبارک ۱۲ ربیع الاول ۵۷۰ء، ماہِ ایران کے  
 ۱۴ دس یا ۲۲ دس سال، یہی جو ہر دور و دور، و ہر ماہ و سال  
 کا ایک مبارک کس تھا، ہم اس ماہِ مبارک کا ذکر اس سے لے کر بھی کر کے ہیں، حاکم اس  
 موقع پر ہم اس مایوں کے آخری ہمد کا۔ اس کر کے راکت آکر س گئے اگر کوئی شخص  
 مسلمانوں کی اسیح ایران اور اس کے اندر کے واقعات کو سمجھنا چاہے تو اس کے لئے  
 اس ہمد کا مطالعہ بہت ضروری ہے ابراہیمؑ وہ ایران کی ماسکی، وادہ کے  
 اور ملکی اقبیاء حضرت اسل، اس کے ماسد و رہیں ہم و اور اک کی کمی نہ ملے  
 ماسہیں میں تہب و عزت تھری ہوئی تھی، یہ ہم روں میں سسرنگوں ہو چکا ہے اور  
 ہمارا مرض ہے کہ ہم اس کے زوال کے اسباب پر غور کریں۔ مگر لطف یہ ہے کہ

الحمد لله

ایہ فرم کیا جاوا اور اس کا ترجمہ یہ ہے کہ یہ ہے کہ  
 اللہ تعالیٰ نے اس کو پیدا کیا ہے اور اس کو  
 مال کر دیا ہے اور اس کو مال کر دیا ہے اور اس کو  
 مال کر دیا ہے اور اس کو مال کر دیا ہے اور اس کو

ایک بار اس کا ترجمہ یہ ہے کہ اس کا ترجمہ یہ ہے کہ  
 اللہ تعالیٰ نے اس کو پیدا کیا ہے اور اس کو  
 مال کر دیا ہے اور اس کو مال کر دیا ہے اور اس کو  
 مال کر دیا ہے اور اس کو مال کر دیا ہے اور اس کو

جلد اول کے نمبر بارون کا بیحد اس اشاعت پر ختم ہو گیا ہے  
 جلد دوم کے نمبر بارون کا بیحد اس اشاعت پر ختم ہو گیا ہے  
 و معمول ہونا چاہیے ہے



ہمیں دافدار، ملا، ادہ کرس، گے اس میں کرس کی ہی کہیں کہیں،  
 نظر آئی کہ آ، سید فومون کا موعی، ہام، حیر کی اندرانی، مانع کے مصلی ہیں  
 جس، ہی کم، ملایا، مال، ہا، سلطہ، ابراں کی سرحد یہ، چو در، ملایا، ملایا  
 جوں میں، شیلہ ہو، سے، خنے اور یہاں، اس، سلطہ، ملایا، اور، ملایا  
 جانب سے، عین اس وقت، ناخلف، کرنا شروع کیں، جب، اس کے اور، ملایا، کرنا، ملایا  
 مخالفت، و موافقت کی صورت، ملایا، جو آ کر، ملایا، کی، ملایا، ملایا  
 یہ سب، ملایا، ملایا، ملایا، ملایا، ملایا، ملایا، ملایا، ملایا  
 اور اس ویرم و ملایا، ملایا، ملایا، ملایا، ملایا، ملایا، ملایا، ملایا  
 کہنے، ملایا، ملایا، ملایا، ملایا، ملایا، ملایا، ملایا، ملایا

کیا ہے جسکی مہمات کے اعتبار سے اور کیا نئے انتظامی و قارنی کارناموں کی رو سے تو ممبران ہر آئیں ایک عظیم الشان فرماں روا کہانائے حایے کائنات ہیں۔

---

طہ یہ بات اولد کیے کی سہوڑ افغان تھیں، مارج ایران و عرب اچھڑا مایاں کا اخص ہے، یہ کتاب

تایرج طبری سے اہد کی گئی ہے، لیکن جگہ بہ استہم، قیمتی مادہ اسیوں سے ملتا ہے۔ علاوہ اس مالک علم  
 اور دوسری (مصرعہ مول) مغلہ ۱، طبری (مترجم سوٹن مرک ملا ۲) مسعودی (مترجمہ مارٹے دو بیارڈ



میں نے دیکھا کہ اس کے راجہ ہمارے ہاں پہنچے ہوئے ہیں اور کہا کہ یہاں سے میرا  
 راجہ کا حکم ہو گا اور اس کے لڑائی کا سبب یہ ہو گا کہ یہاں سے یہاں شہنشاہ ایران کا  
 مان کر اس کا۔

۱۔ علاقہ آں میں اپنی نویر والے اپنا دارہ اترو سمع لیا اس کے اپنے مانجکدار  
 علاقہ حمرہ کے راجہ کو حو ایراں کے جنوبی علاقے میں آباد ہیم، جو اس کا دناہ مندر کرنے  
 کی اجازت مادی۔ اس کا یہ رسم چرہ جو ہر سال یہی ہرانا تھا اور ایک طرح کے بیان کے  
 بموجب چہاں بھی اس کی سلطنت میں شامل تھا۔ اسی طرح ہم دیکھیں گے کہ اپنے عہد  
 حکومت کے اختتام پر اسے ہن میں طلب کیا گیا اور اس نے اس ملک کو بھی اپنی جلیلہ الشان  
 سلطنت میں شامل کر لیا۔ انضر ملک، حمرہ کا ایک بڑا حصہ جو اپنی دولت و مرفہ الحال میں  
 کسی دوسرے حصہ سے کم نہیں تھا ایران کے ارض میں آگیا۔ اس نے جہتہ سے بھی راختیں کیں  
 اور ٹرے ٹرے جہاز لیکر عدن کے محال آفریقہ کے ایک بندر گاہ کی ماکہ بندی کرنے  
 میں کامیاب ہوا۔

علاقہ قفقاز میں بحیرہ خزر اور پہاڑوں کے دریاں دریا کی قلعہ بندی اسی اثناء  
 کی طرف مسوب کی جاتی ہے اور اس کے دریاہ نہ شاہ ایراں اس اقوام کی ماعت کر کرتا  
 تھا جو اس نواح میں رہتے تھے اور اس کے پیچ نعلی سلسلہ کا ہنوز یقین نہیں کیا جاسکا۔  
 ہم نے اس کا ذکر اسلامی سباحوں کے ضمن میں کیا ہے۔

بحیرہ خزر کے مشرق اور دریائے جھون کے علاقے یعنی جرجان و ترکستان  
 میں بھی نو شیروان بہت سے قلعوں پر تسلط ہوا اور جن قلعوں کو اس کے پیشروں نے چھوڑ  
 رکھا تھا ان کی مرمت وغیرہ کرائی۔ اس عہد میں ترکوں پر ایک خاقان حاکم تھا  
 جو ہمیشہ طرح طرح کی بے چینیوں اور احتمال پیدا کرتا تھا، یہاں تک کہ رفتہ رفتہ اس نے  
 علاقہ ماوراء جنوں پر قبضہ کر لیا اور ایک مہر کے میں ایک لاکھ سیپاہ کا قلعہ قمع کر کے

یہ اشریفین نہیں، کہ دین میں جو ایوان گزری ہے اسے خسرو و برونہ  
بنایا تھا یا تو تبرواں نے چنانچہ بعض تو اسے ایکہ کی طرف اور بعض دوسرے کی  
طرف مسوب کرے ہیں۔ لیکن حاص ایوان میں اس کا مانی تو تبرواں ہی قرار دیا  
جاتا ہے۔ ایک مسلمان مورخ کہتا ہے کہ یہ محل انٹ جو نے کا تھا اور اس کی بلدی  
سرہا قد تھی یا جو۔ کہتا ہے کہ ”اس کے صدر دروازے پر جو بیہ بھی اس میں  
خسروا تو تبرواں انطاکیہ کے ماتدوں سے بات حبیب کرتا ہوا نظر آتا تھا“ ابک  
روایت کے مطابق جو مسلمانوں میں زبان زد خواص و عام ہے، اس محل کا ایک حصہ  
عیں اس روگر جس دں رسول اکرم صلی علیہ وسلم میں دہا میں تشریف لائے۔

مذہب کے اعتبار سے نو شیروان مسروائی تھا۔ اور اس نے عہد حکومت کے اوایل ہی میں اس نے مزدکوں کا جو اثر کثرت بندوں کا ایک خطرناک فرقہ تھا خاتمہ کر دیا۔ مزدک ایک طرح کا مانوی تھا جس نے کیتباؤ کے عہد میں اپنے اصول کی تبلیغ و ترویج سے بہت سے ارا میوں کو انما یرو بتا لیا تھا۔ وہ اولیسا کی کچھ طرح

منزل پر، اور دوا دے، کہا کہ انا ہی کر اس کی مانت کچھ اغراض ہیں۔ اس پر ایک  
 شخص نے رائے دے کر کہا کہ ”ایسے بادشاہ کہا تو جاننا ہے کہ ان میں سے کون سی بھی  
 مقبول ہو کر رہے جو اس دوا دے، وہ بادشاہ بنے گا۔ اور جو بادشاہ نہ بنے گا  
 وہاں پر رہے گا، یہی بادشاہ بنے گا۔ اس پر بادشاہ کو اس کی گزشتہ تحفہ آگاہ  
 تھا کہ اس کے پاس کمال کی کچھ چیزیں تھیں، اس کو بعد میں کسی کو ایک ملاحظہ کرنے سے  
 نکالنے کی راہ پر لے گیا۔“

واجب ہے کہ یہ مسلمانوں نے دیکھا، غرض کہ راہ میں ایسا رخ نکلا ہے کہ  
 اسلام کے حکم سے یہ راہیں برابر رہیں۔“

اس لیے وہاں ادنیٰ علوم و فنون کا ہی سرپرست تھا، حاکم اس پر بہت ہی  
 دیکھا کہ اس کے سامنے بھی کرائے۔ اس نے چند ساریوں میں ایک جامعہ کا قیام کیا  
 جہاں پر علم و ادب کے علوم و فنون میں عارف پیدا کرتے تھے، یہ جامعہ، یادہ تر عیسائیوں  
 کے فتنہ میں تھا، اس سے پہلے ہی یونانی علوم و فنون کا درس آجائے کے مدرسہ میں دیا  
 تھا، اساتذہ و اساتذہ حاصل تھے، یہاں کہا ہے کہ ان کے کھڑے روئے، اس میں  
 و تدریس اور اسے اس راہ پر جس کی وجہ سے مسطور ہی عیسائیوں کا علاوہ علوم و  
 فنون کے ساحل سے منحرف ہو گیا۔

حد ساریوں کا مدرسہ ایسے آس کو مسلک، انداز کا پیر و کہا تھا اور بد مذہبی  
 کا گویا گوارہ ماہو تھا، ایران اسے ماستاد کیسے واسطے کے زمانے سے یونانی علماء  
 و فضلاء کا مانت تھا، اور کون ایسا ہے جو اس بات سے واقف نہیں کہ جب  
 یونانی نیاں نے علماء و فضلاء کی طرح کی سختیاں کرنی شروع کی ہیں تو اس پر  
 فرمانروا کا دربار ان کا جائے مانت کیا تھا، ان کی تعلیم و تدریس کو خود شاہ ایران  
 نہایت ہی قدر کی نگاہ سے دیکھتا تھا اور چاہتا تھا کہ لوگ اسے حکیم و فاضلوں کا پیر و



مؤرخین ہند

عالم تاریخین

طبقات اکبری

تصنیف ملا نظام الدین احمد بن محمد مقیم ہروی

ہندوستان کے حکومت اسلامیہ کی عام تاریخ ہے جس میں امیر نامہ برالدین  
سبکتگین کے آغاز حکومت (۷۵۶ھ/۱۳۶۶ء) سے حلال الدین خواراکبر بادشاہ کے  
اڑتویں سال جلوس (۸۲۶ھ/۱۴۲۶ء) تک واقعات ہیں۔

اس کا مصنف ملا نظام الدین احمد بن محمد مقیم ہروی بیچ الاسلام خواجہ علی  
انصاری (تولد ۷۹۶ھ/۱۳۹۴ء وفات ۸۸۱ھ/۱۴۷۳ء) کی اولاد سے ہے جو ہرات کے مشہور  
برگ ادبیر ہرات کے لقب سے مشہور تھے۔ محمد مقیم ابتداً بار بار شاہ کے رمانیں



(۹) موحار، مہر، سیاہی (۱۰) اسرار کربلا	(۱۱) تاریخ مہر السلاطین (۱۲) تاریخ محمود بنی و کلا
(۱۳) تاریخ مہر سیاہی و جود (۱۴) تاریخ مہر سیاہی و کلا	(۱۵) تاریخ مہر سیاہی و کلا (۱۶) تاریخ مہر سیاہی و کلا
(۱۷) تاریخ مہر سیاہی (۱۸) تاریخ مہر سیاہی	(۱۹) تاریخ مہر سیاہی (۲۰) تاریخ مہر سیاہی
(۲۱) تاریخ مہر سیاہی و کلا (۲۲) تاریخ مہر سیاہی و کلا	(۲۳) تاریخ مہر سیاہی و کلا (۲۴) تاریخ مہر سیاہی و کلا
(۲۵) واقعات مہر سیاہی (۲۶) تاریخ مہر سیاہی	(۲۷) واقعات مہر سیاہی (۲۸) تاریخ مہر سیاہی

طبقات اکبری ایک مقدمہ لکھا ہے اور ایک خامہ ترجمہ ہے

مقدمہ در ذکر سلاطین آل سلاطین ۱۵۸۲ء تا ۱۱۸۱ء

طبقات اول - ذکر سلاطین دہلی - سلاطین مصر الہی محمد بن سام کے زمانہ سے لے کر  
سے اسیوں سال جلوس تک - ۱۵۸۲ء تا ۱۵۹۳ء

طبقات دوم - ذکر سلاطین دکن - ۱۵۸۲ء تا ۱۵۹۳ء

طبقات سوم - ذکر سلاطین گجرات - ۱۵۸۲ء تا ۱۵۹۳ء

طبقات چہارم - ذکر سلاطین بنگالہ - ۱۵۸۲ء تا ۱۵۹۳ء

طبقات پنجم - ذکر سلاطین لکھنؤ - ۱۵۸۲ء تا ۱۵۹۳ء

طبقات ششم - ذکر سلاطین جونپور - ۱۵۸۲ء تا ۱۵۹۳ء

طبقات ہفتم - ذکر سلاطین سندھ - ۱۵۸۲ء تا ۱۵۹۳ء

طبقات ہشتم - ذکر سلاطین کشمیر - ۱۵۸۲ء تا ۱۵۹۳ء

طبقات نہم - ذکر سلاطین لبنان - ۱۵۸۲ء تا ۱۵۹۳ء

خاتمہ - ذکر بعض خصوصیات ہندوستان

طبقات اکبری اگرچہ تاریخی اخلاط سے حالی ہیں ہے اور ان خصوص اس میں نہیں

کام علیاں کثرت سے موجود ہیں لیکن باوجود اس کے ہندوستان کی عام ماحول میں ایک

حاصل وعت اور اہمیت رکھتی ہے کیونکہ یہ سب سے پہلی کتاب ہے جو اس موضوع پر

نظام الدار اگر ایک شخص یا عیسیٰ (سلاطین) سے ہمارا بیچ مال، زمین،  
 اسلحہ وغیرہ میں کیا رہا، اس میں رسد کہ ہونے کر ماضی لکھیں ملازم ہو گیا، اگر نہ  
 اپنے ملک کے ان سبوں سال (سلاطین) آغا، حاکم، کوثر، کاد، میرزا، نصر، کاتو  
 نظام الدار، کہ منسوب کا ہو، ادا و ادا کر لیں۔ ال اس حد میں کہ سب، ماضی کے  
 ساتھ اہم دوا، جانور، کے لئے، ال (سلاطین) مراحتہ، دریا، حال، کے۔ ماضی  
 کی، ہر مرد، اور بیوا، و اولاد، ال، لکھ کر، ماضی، قرایا، جانور، کے اوٹا، کسوں سال  
 ۲۰۰۰ دھڑلے، ہر کو، ماضی، ال کی عمر میں، ماضی، محض، کے، ال، سے، انہما، کیا، اور  
 لاہور میں، مردوں، بیوا، ملا، عبدالحق، دربار، فی، کے۔ ماضی، اس کے، و ماضی، تعلقات، ماضی، ملا، و  
 ال، اس کی، فاسد، کا، حال، انہوں، اگر، ال، ماضی، لکھا، ہے۔ اور، ویر، کا، ماضی، تاج، ماضی، ماضی،  
 ماضی، التواریخ، طبع، لکھ، ہو، گا۔

فت میرا نظام دیں احمد  
گوہر راہ سے کہ عالی بود  
تھادی ناف سال مار گیش  
سوئے تھی حنف دریا شہ  
در حرار ماکسہ نقالی رفت  
گوہر سے ہا زو سار منت

لغام الدین نے سنہ ۱۰۸۵ھ میں جلوس اکبری کے سینتیسویں سال اس کتاب کی تصانیف شروع کی اور سنہ ۱۰۸۷ھ کے اسرایام میں انہی ۱۰۸۵ھ ختم ہوا۔ پہلے اختتام کو ہیو کیا اور اٹھائیس کتابوں سے جن کی تفصیل دیل میں درج ہے اس کی ترتیب و تدوین میں مدد ملی

(۱) تاریخ کبھی (۲) رس الاخبار (۳) روضۃ الصفا (۴) فتح الماتر

۱) حرايين الفسج (۶) تعلق نامه (۷) طعقات ماصري (۸) تاييج فيروزشاهي

کر رہے تھے۔ اس لئے ان کا لقب امام اکبر بادشاہ ہو گیا۔ ۱۲ جمادی الثانی ۱۰۰۰ھ کو دہلی میں ان کا انتقال ہوا۔ (مراتہ عامرہ صفحہ ۳۲۲) ان کے محل جلالہ کے لئے دیکھئے ملاک میں کاربہ آئیں اکبری دہلی ص ۴۱۔ اور مولانا آراؤدہ ملوی کی دربار اکبری۔ ص ۱۹

ملا صاحب : اس تاریخ میں ابواب و فضول قائم نہیں کیئے ہیں لکن ان کے بعد انہی نوعیت کے لحاظ سے اردو میں مختلف حصوں میں منقسم ہو گئے ہیں۔

(۱) سلاطین دہلی کے واعجاز۔ امیر ناصر الدین بک شکیں کے زمانہ (۱۲۹۶ھ) سے ہمایوں کی وفات (۱۵۵۶ھ) تک

(۲) جلال الدین اکبر کے رالاب تخت نشینی سے چالیسویں سال جلد میں تک

(۳) مشاہیر عہد کا ذکر۔ اس میں ان امرا و فقرا، علماء کا اور تہذیب کا احوال مذکور ہے جو اکبر کے ماضی اور ہندوستان میں گزرے ہیں۔

یہ کتاب (۱۵۹۶ھ) میں تصنیف ہوئی ہے اور اس میں ملا صاحب نے سلاطین کے حالات تاریخ مبارک شاہی اور طبقہ اکبری سے اضافہ کیے ہیں۔ سہرا کا ذکر علاء الدین قروی کی کتاب المآثر سے منتخب کیا ہے اس کا کارآمد حصہ وہ ہے جس میں شہد اکبری کے واقعات ہیں اور اس کو علاء الدین نے اپنے عینی مشاہدات کی بنا پر تحریر کیا ہے۔

تہذیب المآثر (۱۵۹۶ھ) میں یہ مقام لکھنؤ ایک جلد میں چھپی ہے۔ فرید پور ای رمان میں ڈاکٹر سولیس نے نین جلدوں میں سلسلہ کتب ہندیہ میں یہ مقام کلکتہ ۱۸۹۴ء سے ۱۸۹۶ء عرصہ چھ سال میں چھپوایا ہے۔ اس کا انگریزی ترجمہ ۱۸۹۵ء سے ۱۹۱۴ء تک

بین جلدوں میں سلسلہ کتب ہندیہ میں تالیف ہوا ہے۔ پہلی جلد کورنگا کے دوسری کو کوئی نے اور میری کو ہیک نے ترجمہ کیا ہے۔ اس سے پہلے ڈاکٹر ولین نے صرف اس حصہ کا ترجمہ کیا تھا جس میں اکبر کے حالات ہیں اور ڈاکٹر موصوف کے مجموعہ



تھیں جس میں الدین نے کہا کہ ہاں اگر وہ گزرا ہے اس کے حالات طبعیات مادی  
میں ماخوذ ہیں۔ غار، الدین نے پہلے فیروز راہ کہا، بعد میں ساہوں کا تذکرہ اپنے مخفی  
مذہب کے قول ہے۔ اس کے بعد ان کے لوس، یک، بن، ماوسا، ہر، اے حکیم، کی ہے، ان کے  
والہاء معتبرہ و ماتہ اور حنی ماہوار کی تباہی و تفریق ہے۔

رہکار، جلوس اکر کے جالیدوس سال شمس انیس لکھینا ہو ہی ہے، اشتیغ ہے  
حسنیت ہے اُس کی تاریخ نکالی ہے وہ بدل میں درج ہے۔

ماقصہ جو فائدہ سالانہ محسوس را  
دکر ملوک کے اعداد ۱۰۰۰۰۰ ہوں۔ اس سے ۱۱۱ عدد ناقص کریں تو ششہ پوری

[illegible]

منہاں کے تعلق سے اس طرح ہے۔

(۱) تذکرہ سلاطین دہلی (۲) ذکر سلاطین شکار

(۴۴) ذکر سلاطین جون پور (۴۵) ذکر سلاطین مالوہ

(۵) ذکر سلاطین کجیاریه (۶) ذکر سلاطین دکن

(۷) ذکر سلاطین گماں (۸) ذکر سلاطین گہم

نسخہ نے اس کا یہ نام ذکر الملوک رکھا ہے۔ لیکن عام طور پر تاریخ ممتی کے نام سے مشہور ہے۔

ایلیٹ کا انڈکس (۱۹۴۳) ص ۱۲۸۰ ایلیٹ کی تاریخ جلد ششم ص (۱۰۵)

نامہ (۱۸۱) ریپبلک، اول مئی ۲۲۴ مار کے لیے ص (۶۲)

شیخ فرید بخاری (وفات ۲۵۰ھ) جہانگیر کے دربار میں ایک حایل العدا امیر گدا  
اس کی وراثت سے شیخ کے فرزند نور الحق مہترقی نے ہندوستان کی ایک مختصر تاریخ لکھی  
اس کا نام ردة التواریخ ہے اور سلسلہ میں تمام ہوئی ہے۔ یہ تاریخ حقیقت میں سؤرا الملک

تسبیحہ کی دوسری جلد میں ص ۲۵۹ سے ص ۴۰۰ تک موجود ہے۔ اردو میں  
مولوی احسان الدین مراد آبادی نے ترجمہ کیا ہے جو ۱۹۵۹ء میں مطبعہ اول انوار لکھنؤ  
۲۵ جلیا ہے۔

اسوئیس کاغذوں میں ص ۴۵۵۔ اہل بیت کا ان کاں میں ص ۱۱۹ تا ص ۲۵۰۔ اہل بیت  
کی تاریخ جلد ہفتم ص ۲۴۰ تا ص ۵۴۹

## (۱۲) ذکر الملوک

تذوینت شیخ عبدالحق محدث دہلوی

ہندوستان کی عام تاریخ ہے۔ سلطان مغز الدین محمد بن سام کے زمانہ سے تہذیب  
اکبر کے جلوں تک واقعات ہیں۔

شیخ عبدالحق ہندوستان کے علمائے عظام سے ہیں۔ علوم دینیہ میں یدِ علی  
رکھتے تھے۔ عہد انستبار میں حجۃ الہد کے لیے حجاز کا سفر کیا اور وہاں شیخ عبدالوہاب  
مذہبی کے حلقہ درس میں ترکیب ہو کر علم حدیث کی تکمیل کی۔ ۹۵ھ میں پیدا ہوئے۔ اور  
۱۵۷ھ میں جہانگیر کے عہد میں انتقال کیا۔ علوم دینیہ اور بالخصوص حدیث۔ سر اور تصوف  
میں بہت سی کتابیں تصنیف کی ہیں ان کی مجموعی تعداد پچاس سے زیادہ ہے۔

سبۃ المرجاں ص ۵۲۱۔ مائرا الکرام ص ۱۰۰۔ تذکرہ علمائے ہند ص ۱۰۰

آسیائے مشرقین اور فقرائے ہندوستان کا ایک مبسوط و مفصل تذکرہ لکھا ہے۔ جو  
اخبار الانبار کے نام سے موسوم ہے اس میں مشائخین کے حالات ہیں اور ۲۸۳۱ھ اور ۱۳۳۱ھ  
میں دوبار دہلی میں طبع ہوا ہے

دیباچہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ محمد بن سام کے فتح ہندوستان سے سلطان ناصر الدین



۱۵۰۰ء۔

درستہ سے تاریخ کے علاوہ ایک کتاب کا نام ملتا ہے جس کا نام دوسرا ملا ہے۔  
اس میں ہندوؤں کے طریق طلاق اور ہندوؤں کے رسم و رواج کے متعلق اس کا نام ہے۔ یہ کتاب  
امرتسر میں ۱۵۰۰ء میں تصنیف کی گئی ہے۔

درستہ کے ایسی تاریخ (۱۳۳) کتابوں سے ایک کی ہے۔ اس میں سے (۱۲) کتابیں وہی  
ہیں جو طبقات اکبری کا نام ہیں ان کے علاوہ دس کتابوں کے نام یہ ہیں (۱۱) ملخصات طہارات  
اصری تیج عس الدین سیجا پوری (۱۲) تاریخ ساکنی (۱۳) مریضہ فیہ من غلطی فی تاریخ۔ ان سے  
کچھ لکھا گیا ہے (۱۴) سراج التواریخ ملا محمد لاری (۱۵) تاریخ ملا احمد چشتی (۱۶) طبیب الہمر  
(۱۷) تاریخ حاجی محمد رضا صہری (۱۸) قواعد النواد (۱۹) جہاں طالع (۲۰) حصر العارفين (۲۱) طبقات اکبری

درستہ سے اتنی تاریخ کو ایک مقدمہ مارہ مقابلے اور ایک جامعہ پر ترقیم کیا ہے۔

مقدمہ - ذکر راجاں ہنود - و کیفیت طہور اسلام در اہد و ہستان

مقالہ اول - ذکر سلاطین لاہور

مقالہ دوم - ذکر سلاطین دہلی - سلطان مغز الدین محمد بن سام کے زمانہ سے

اکبر کی وراثت تک

مقالہ سوم - ذکر سلاطین دکن -

روضہ اول - ذکر سلاطین بہمنیہ

روضہ دوم - ذکر سلاطین بیجاپور - یقیناً بہمنیہ عاقل شاہ

روضہ سوم - ذکر سلاطین احمد نگر - یقیناً بہمنیہ عاقل شاہ

روضہ چہارم - ذکر سلاطین ملنگا - یقیناً بہمنیہ عاقل شاہ

روضہ پنجم - ذکر شاہان مرا - یقیناً بہمنیہ عاقل شاہ

روضہ ششم - ذکر شاہان مید - یقیناً بہمنیہ عاقل شاہ

فارم شدہ ہے۔ اس میں نور الحق نے زمار تصنیف کیا۔ سلاطین دہلی اور اُن کے  
ہم عصر راجا سہن کا ذکر ہ اصاف کر دیا ہے۔ المبیٹ کی تاریخ جلد سوم ص (۱۸۲) بہ  
جلد اول ص (۲۱۳)

(۴)

## تاریخ فرشتہ

تصنیف حکیم محمد قاسم فرشتہ ابن غلام علی ہندو شاہ استرآبادی  
ہندو تان کی عام تاریخ ہے۔ اس میں قدیم زمانہ سے ۱۵۱۵ تک واقعات ہیں۔  
فرشتہ ۹۶۷ء کے قریب استرآباد میں پیدا ہوا۔ ابتدائے عمر میں استرآباد  
کے ساتھ ہندوستان میں آکر احمد نگر میں مقیم ہوا۔ اس وقت احمد نگر میں مرقضی نظام شاہ  
درستہ ۹۹۶ء کی حکومت تھی ماب اور کیا دونوں نے دیباڑی رسائی چال کر لی۔  
مرقضی شاہ نے ہندو شاہ کو اپنے فرزند مسرا جین کا اتالیق مقرر کر دیا۔ مرقضی کے بعد  
میرا جین برسر حکومت ہوا اور کم و بیش ایک سال حکومت کرے کے بعد ۹۹۷ء میں  
معزول کر دیا گیا۔ مسرا جین کے بعد میں درستہ احمد نگر میں مقیم رہا۔ اس کے بعد وہاں  
سکھ کر درستہ ۹۹۸ء میں یجاوڑ میں آیا اور عادل شاہی دربار میں ماریاب ہو گیا۔ سلطان  
ارہیم عادل شاہ درستہ ۹۸۳ء کے حکم سے اس سے ایسی تاریخ لکھی شروع کی  
جو ۱۰۱۵ء میں احصام کو پہنچی اور اسے گلشن ابراہیمی کے نام سے موسوم کیا۔ لیکن  
یہ نام عام طور پر مشہور نہیں ہوا۔ فرشتہ کا سال وفات معلوم نہیں۔ لیکن یہ بات یقینی ہے  
کہ اس نے بہت بڑی عمر بائی ہے کیونکہ اُس نے حاندیس کی سلطنت فاروقیہ کے اقتدار  
کا تذکرہ کرتے ہوئے بہادر خان فاروقی کی وفات کا ذکر کیا ہے جو بہانگیر کے بہادر  
درستہ ۱۰۱۵ء میں واقع ہوئی ہے اور اس سے ظاہر ہے کہ درستہ ۱۰۱۵ء میں بقید حیات

مالدار ہیں اور اکاؤنٹس، آفیس، سیکرٹری، ایڈیٹر کے رسالہ اشیا کے مسلمانوں میں ۱۸۸۷ء  
میں شائع ہوا ہے۔ مکمل کتاب کا مرتبہ جس کے لئے چار جلدوں میں کیا ہے جو ۱۸۲۹ء

میں یہ مقام لندن اور ۱۸۶۱ء میں یہ مقام کلکتہ میں

اردو میں بھی اس کے متعدد حصے ہوئے ہیں۔ مکمل کتاب کا مرتبہ دو ضخیم جلدوں  
۱۸۵۹ء میں مطبعہ نیشنل کول کورس طبع ہوا ہے۔ مولوی حیدر علی بنوری نے سر شہ علیہم  
پنجاب کی فرمائش سے ابتدائی ۱۱ جلدوں کا مرتبہ کیا ہے جو دو جلدوں میں یہ مقام مطبعہ  
پہلی جلد میں سلاطین لاہور و دہلی کے حالات ہیں اور اس کا نام عتہ الملوک ہے۔ دوسری  
جلد میں سلاطین پنجاب کا تذکرہ ہے اور اسے سلطان التواریخ کے نام سے موسوم کیا ہے۔  
اس کتاب مرتبہ حیدر آباد کی عثمانہ یونیورسٹی کے سر رتنہ تالپت و مرتبہ کے شائع کیا ہے۔  
مترجم کا نام صداعلی طالب ہے۔ اس کی دو جلدیں شائع ہوئی ہیں جن میں ابتداء سے  
سلطان جلال الدین لکھنوی وفات تک واقعات ہیں۔ کتاب کے آخر میں ایک حدیث  
تعلیقات کا اضافہ کیا گیا ہے۔ اس میں تاریخی حواشی مترجم نے اور جبرانی حواشی  
مولوی سید ہاشمی فرید آبادی نے لکھے ہیں۔

## خلاصۃ التواریخ

تصنیف نشتی سوجان رائے ساکن پٹالہ

ہندوستان کی عام تاریخ جس میں قدیم زمانہ سے اورنگ زیب عالمگیر کی نشتی  
تک واقعات ہیں۔

مصنف کے نام میں اختلاف ہے ایلیٹ نے سوجان رائے اور کارن دی ناسی نے  
سوجان رائے لکھا ہے۔ بعض قلمی نسخوں میں کاتبوں نے جو خاتے لکھے ہیں ان سے آخر ذکر

مقالہ چہارم - ذکر سلاطین گجرات  
مقالہ پنجم - ذکر سلاطین امان الدولہ  
مقالہ ششم - ذکر سلاطین باندہیں  
مقالہ ہفتم (۱) ذکر سلاطین سکالہ  
(۲) ذکر سلاطین جوں پور

مقالہ ہشتم - ذکر سلاطین بھٹان  
مقالہ نهم - ذکر سلاطین بیدہ  
مقالہ دهم - ذکر سلاطین کرم  
مقالہ یازدهم - ذکر حکام بلیدار و کفیتہ، رنگہراں ہندوستان  
مقالہ دوازدہم - ذکر متا بنین ہندوستان  
نامہ ایکفیتہ ہندوستان

ایلیٹ کانڈکٹر ص ۳۱ تا ص ۳۲۹ ایلیٹ کی تاریخ جلد ستم  
جلد ششم ص ۲ تا ص ۳۲۶ - یو۔ ج۔ اول میں ۲۱۵ - تا ص ۵۰ تا ص ۹۸  
بہت سی کورز اور مہور مورچ لارڈ آلفنس نے تاریخ فرستہ کو بہایت اہتمام کے  
ساتھ ٹریٹیز کی دو ضخیم جلدوں میں ۸۳۲ اعر میں مسمیٰ میں جیوایا ہے۔ اس کے بعد لکھنؤ  
کے مطبع غنی نو لکھنؤ نے اس کے متعدد ایڈیشن تیار کئے ہیں۔ (۱۸۶۵ء تا ۱۸۸۴ء)  
انگریزی میں اس کے متعدد ترجمے ہوئے ہیں۔ اسکندر دیونے مقالہ اول و دوم  
کا ترجمہ کیا ہے جس میں سلاطین لاہور و دہلی کا تذکرہ ہے۔ اور تاریخ ہندوستان کے نام  
سے ۱۸۶۸ء میں بہ تمام لندن دو جلدوں میں جیوایا ہے۔ میجر اسکاٹ نے مقالہ سوم  
کا ترجمہ کیا ہے جس میں سلاطین دکن کے حالات ہیں اور ۱۸۶۶ء میں تاریخ دکن کے نام سے  
دو جلدوں میں جیوایا ہے۔ انڈرسن نے گیارہویں مقالہ کا ترجمہ کیا ہے جس میں بلیدار

۱۸۷۱ء میں نکالنے میں اور ۱۹۱۹ء میں لکھنؤ میں تیسری جلد کا جہر اضافی دہرہ لکھنؤ  
کے جازنگ سر کے ایسے مجموعہ بتا رہا ہے۔ ہندی میں سائل کا۔ ۱۔ یہ سو سالہ میں یہ وہ امر  
لکھنؤ طبع ہوا ہے۔

مارلے ص ۶۹۔ الماسٹ کی تاریخ جلد ۵، ص ۱۲۔ اسوئیں کا غنوں  
ص ۴۲۳ گلاس دی اسی کی تاریخ اور ہندی و ہندوستانی حلا اول ص ۳۱۔ آتی ۱۹۲  
بہدہ سال کی غیر مشہور اسوئیں میں ان کے سر التواریخ بھی ہے جو ساہ جہان کے  
بہد میں تصنیف ہوئی ہے۔ اس میں راجہ جہد ہتر کے مانہ سے ساہ جہان کے حلوں تک  
سلاطین دہلی کے حالات مذکور ہیں، ایلینڈ کی تاریخ جہد ہتر ص ۱۱۱ الیہ کا جہان ہے کہ  
سو جہاں رائے نے اسی کتاب، راہی تاریخ کا ساہ جہد ہتر لکھا ہے اور اس کے انکسب  
اجزاکو لکھنا۔ ایلینڈ ایسی کتاب میں نسل کیا ہے۔ یہاں کہ اصل عبارتوں کے ساتھ  
اسعار بھی حلا ص ۱۲۹ میں بغیر موجود ہیں جن میں محمد التواریخ کے مصنفہ کے کتاب ہیں  
موقع بہ موقع درج کئے ہیں۔ یہ ہی کیفیت سر التواریخ کی ہے اس کی پہلی جلد میں جو مشق  
سیر التواریخ کے نام سے موسوم ہے مصنف نے بعض عبارتوں کو ترجمہ کر کے خلاصہ التواریخ  
کو حرف بحرف نقل کر لیا ہے۔

۱۔ اس کی صنعت ادا ہوئی۔ یہ سوچا جائے کہ اس تاریخ کے علاوہ اور کئی کتابیں  
 تصنیف کی ہیں مثلاً نساء، فردوسی کا خلاصہ جو ۳۲۰۰ میں تمام ہوا ہے خلاصۃ التواریخ۔  
 ۲۔ میں فنِ اساء کی جو کتب کتابوں پر سے اٹھ کر کے نامور انسا برداروں کے محکمہ تحریر  
 جمع کئے ہیں۔ خلاصۃ المسکاتیب جس میں صلوٰۃ نولسی کے آداب و قواعد مذکور ہیں۔  
 مصنف نے خلاصۃ التواریخ کی تالیف میں چھپیس کتابوں سے مدد لی ہے اور  
 وہ بال کے عرصہ میں حلوں عالمگیری کے چالیس سال سے لے کر اخیر یام ہیں اس کو  
 تمام کیا ہے۔

۳۔ میں کی ترجمہ و تفسیر اس طرح ہے۔

۱۔ ہندوستان کا حراہ

۲۔ تاریخ راجگان ہندوستان راجہ جہنیر کے نام سے فتوحات اسلام تک۔

۳۔ تاریخ سلاطین ہندوستان امیر الدین خلجی کے زمانہ سے ابراہیم لودھی  
 کے اعراس تک۔

۴۔ تاریخ سلاطین تیموریہ۔ ماباد سہا کے فتح ہندوستان سے اور گربہ عالمگیری  
 کی تخت نشینی تک۔

مصنف نے سلاطین ہندوستان کے حالات بیان کرے ہوئے صمنا ان کے مہار  
 سلاطین کا تذکرہ بھی لکھ دیا ہے مثلاً بابر کے حالات میں سلاطین عمان کا ذکر آیا ہے۔ اگر کے  
 حالات میں سلاطین مالوہ، گجرات، بنگال، کشمیر، سندھ، اور دکن کے واقعات مرقوم ہیں۔  
 ڈاکٹر جان گل گرسٹ کی فرمائش سے اس کے ابتدائی حصہ کو جس میں ہندوستان کا  
 حراہ اور راجگان ہندوستان کا تذکرہ مذکور ہے۔ میر سر علی افیس نے ۱۸۰۵ء میں  
 رباں اردو میں ترجمہ کیا اور اس کا نام آرائیت محل رکھا ہے۔

خلاصۃ التواریخ کو مولوی طغرن نے ۱۹۱۰ء میں دہلی میں جیوایا ہے۔ آرائیت محل

(۱۲۱) بارہ (۱۵) کابل

گاکش دوم اکس کے چہرہ نور کامیاں (۱۱) ترہ (۱۱) راجہ جس (۱۳) اور کاک  
(۴) جیالور (۵) گوکارہ (۶) سیار

گاکش سوم ہندوستان کے راجوں کامیاں۔ خود پانی۔ مختلف صوبوں کے  
گزر رہے ہیں۔

گاکش چہارم مسلمان اور ہندو صوبوں کے مختلف صوبوں کا ذکر ہے۔  
انگلز اول میں سلاطین ہندوستان کی تاریخ راجہ ہندوستان کے زمانہ میں  
شاہ جہاں ثانی کے حلقوں کے بحر میں گاکش دوم میں اکس کے  
حہ ذیل شاہی خاندانوں کا ذکر ہے۔

(۱) سلاطین ہندوستان (۲) سلاطین عادل شاہیہ (۳) سلاطین نظام شاہیہ

(۴) سلاطین قطب شاہیہ (۵) سلاطین غلام شاہیہ (۶) سلاطین برہم شاہیہ

(۷) سیواچی اور سمبھاجی کا احوال

ہر صوبہ میں جس قدر زیارت گاہیں۔ شاہی قلعے۔ درباریہا۔ مشہور مقام۔ منسلک گتے  
واقع ہیں ان کی تفصیل بھی درج ہے۔ اور اس کے ساتھ ساتھ شہروں کے تحت میں ان متاہیر  
مونیہ کا ذکر بھی لکھا ہے جو یہاں ملے ہیں۔

ایلیٹ کی تاریخ جلد ہفتم ص ۲۵۵ ریو جلد اول ص ۲۲

پروفیسر جادو مانجھ سرکار نے اپنی کتاب ہندوستان بعد از ننگ زریب میں اس  
ناب کے بہت سے جغرافیہ اقباس نقل کیے ہیں۔

# جغرافیائی تاریخیں

## چهار گلشن

تصنیف رائے پتر من

ہندوستان کی جغرافیائی تاریخ جس میں قدیم زمانہ سے ۱۱۳۰ء تک واقعات ہیں۔  
مصنف نے اس کو وزیر غازی الدین خاں بہادر کی فرمائش سے ۱۱۳۰ء میں حکم  
احمد شاہ ابدالی نے دہلی پر دوسری بار حملہ کیا تھا تصنیف کیا اور اخبار النوا در اس کا نام رکھا  
لیکن اس کا مسودہ ریتان و پراگندہ حالت میں تھا۔ جس کو مصنف کے نوٹے منشی حیدر علی  
نے ۱۲۰۴ء میں از سر نو مرتب کیا اور مصرعہ دہلی سے اس کی تاریخ نکالی۔

وایما سیراب بادا چار گلشن در بہاں

یہ کتاب چار فصلوں میں منقسم ہے۔ ہر فصل گلشن کے نام سے موسوم ہے اور اسی  
مناسبت چار گلشن کہلاتی ہے۔

گلشن اول - ہندوستان کے پندرہ ولوں کا بیان (۱) دہلی (۲) اکبر آباد  
(۳) لاہور (۴) پٹنہ (۵) تہہ (۶) کشمیر (۷) ادرہ (۸) بنگالہ  
(۹) بہار (۱۰) الہ آباد (۱۱) اودہ (۱۲) اجمیر (۱۳) گجرات۔





## حقیقتِ ہندوستان

تصنیف لالہ کچھمی ناراین شفیق  
یہ کتاب بھی مثل چارگلشن کے ہندوستان کی جبرائیلہ تاریخ ہے اور ۱۹۰۲ء میں  
حیدرآباد میں تصنیف ہوئی ہے۔

محقق اس کا لوایہ نظام الملک آصف شاہ اول کے دیوان لالہ مسارام کافرید  
اور میر غلام علی آدنا رامی کا شاگرد ہے۔ ۲۰ صفحہ ۵۵۰ کو اورنگ آباد میں اس کی ولادت  
ہوئی تھی تیارچ وراحم میں اس نے بہت سی کتابیں لکھی ہیں۔ مثلاً (۱) ہمنق سگرب دکن  
کی تاریخ ہے (۲) ماتر آسمی۔ سماں آصفیہ کی تاریخ ہے (۳) بساط الغناہم۔ مرہٹوں کی  
ایچ۔ پتہ (۴) ماتر حیدری حیدر علی اور اس کے مامور و مریدوں سلطان کی تاریخ ہے  
(۵ و ۶) گل رضا اور تمام عرماں فارسی شہزادے کے تذکرے ہیں (۷) خیمساں شعرا، اردو  
شعرا کا تذکرہ ہے۔

لالہ مسارام اپنے را دیوانی میں ممالک اور جمہور کے محال و مدخل کا ایک گوتوار  
مرتب کیا تھا۔ مہاراجہ ولیم یاترک کی فرمائش سے اس گوتوار کو از سر نو ترتیب دیا اور  
اس کی توضیح کے لئے یہ کتاب تصنیف کی۔

یہ کتاب چار مقالوں میں منقسم ہے۔

مقالہ اول۔ اس میں محال و مدخل کا گوتوار درج ہے۔

مقالہ دوم۔ اس میں ہندوستان کے حسب محل صوبوں کا بیان ہے۔

(۱) شاہ جہاں آباد (۲) اکبر آباد آگرہ (۳) الہ آباد (۴) اودھ

(۵) بہار (۶) مشکالہ (۷) اٹواریہ (۸) مالوہ (۹) اجمیر (۱۰) گجرات

لی الماثر ما اس کتاب ہے۔ اس کے علم سے مراد و مادر سر آئیے ہیں کہ ان  
 آریہ میں اس کا ایک باب نہیں ہے۔ خود (فن تاریخ میں ۲۸۱) اور التیہ تا کی اور  
 حلد میں اس کا عمدہ ترجمہ شامل ہے۔  
 ایک بیانی کی تاریخ حلد دوم میں ۲۰۴۔ ڈاکٹر ناموس کا مضمون، جلد دوم میں ۲۰۴  
 جلد اول میں ۲۲

## تاریخ فیروز شاہی

تصنیف، مولانا فیاض الدین برنی

سلطنت دہلی کے آٹھ بادشاہوں کی تاریخ جس میں سلطان غیاث الدین بلبن  
 کے جلوس (۱۲۱۲ء) سے انطاکیہ فیروز شاہ کے چھٹے سال جلوس (۱۲۵۵ء) تک واقعات ہیں۔  
 مولانا فیاض الدین سلطان المتماح خاندان نظام الدین اولیا (وفات ۱۲۵۵ء) کے مرید  
 مشہور شاعر و آج امیر خسرو کے دوست اور سلطان محمد بن تغلق کے ندیم تھے۔ سلطان کی وفات  
 کے بعد فیروز شاہ کے دربار میں تقریب حاصل کیا۔ اسی زمانہ میں اپنی تاریخ لکھی۔ یہ تاریخ ۵۵۵ھ  
 میں تمام ہوئی ہے اس وقت مولانا کی عمر چوتھتر سال کی تھی۔ اس حساب سے معلوم ہوا ہے کہ  
 ۱۸۵۵ء میں یا اس کے قریب زمانہ میں ان کی ولادت ہوئی ہے۔ سال وفات معلوم نہیں  
 ۱۵۵۵ء کے بعد ان کا انتقال ہوا ہے اور تاریخ نظام الدین اولیا کے حواش مدفون ہوئے۔  
 اجارا لاخیر ص. ۱ تذکرہ علمائے ہند ص. ۹۔

تاریخ فیروز شاہی طبقات ناصری کا کلمہ ہے۔ قاضی مہاج الدین نے طبقات کو  
 ۵۵۵ھ میں ختم کیا ہے۔ فیروز شاہی کی ابتدا غیاث الدین بلبن کے جلوس سے ہوئی ہے  
 جو ۱۲۱۲ء کا واقعہ ہے۔ اس کے بعد ۵۵۵ھ تک جبکہ فیروز شاہی نصیب ہوئی ہے

## سلطان علی گڑھ کی تاریخیں

### تاریخ الملائک

مصنف نظام الدین حسن نظامی نیشاپوری  
 یہ کتاب پہلی کی سب سے قدیم اور پہلی تاریخ ہے۔ اس میں پہلی کے پہلے مسلمان سلطان  
 امیر قباد، الابر، ایک اور اس کے جانشین سلطان تھمس الدین التتق کے عہد حکومت کے  
 سلطان جمال واقعات مذکور ہیں جو ۵۵۵ھ سے ۵۸۱ھ تک کے ہیں۔  
 روضۃ الصغار اور کشف الظہور میں اس کے ساتھ ساتھ نظام الدین محمد  
 حسن نظامی لکھا ہے۔ لیکن حقیقت میں نام اصل ائمہ کے کاتب کا ہے اور اس  
 کا سب سے کام یہ جو حاتمہ لکھا ہے اس میں مصنف کا نام نظام الدین حسن نظامی نیشاپوری  
 درج ہے۔ جہاں مستوفی کی تاریخ گزیدہ سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ حسن نظامی مشہور ادیب اور  
 شاعر نظامی عروسی ہمنقذی مصنف یہاں قتلہ کا فرزند تھا۔  
 کتاب کی ابتداء فتح اجمیر سے ہوئی ہے (۵۸۵ھ) اخیر واقعہ جس پر کتاب کا حاتمہ  
 ہوا ہے۔ ۵۸۷ھ میں شاہزادہ ناصر الدین محمود کا صوبہ دار لاہور مقرر ہوا ہے۔

خونہ جانی تیرے لئے بہتر قسمت ہے۔ کہا ہے اس میں راہِ آخر میں، عالمِ قیام میں  
 لے جاتا ہے۔ اگر اس لئے کہ ہم اللہ کی قسم "اللہ را راہِ اولیٰ دارا" اسلام اور راہِ آخری میں  
 راہِ اولیٰ راہِ اللہ ہے راہِ اولیٰ راہِ اللہ ہے۔

پہلے اللہ کے نام اور احوال دے رہا ہے۔ اگر کہہ دے کہ وہ اللہ ہے اور ہمیں آواز دے  
 (راہِ طبرستان) کہ وہ راہِ اولیٰ ہے، جس کا حال تھا اس کی ماں ماہِ اولیٰ ماہِ اللہ ہے،  
 سلطانِ میانہ، الدین محمد بن ساج کی رہائی پر بھی اسی لئے ہے۔ یہ سنائی ہے، ہزاروں  
 پہلے اللہ کی برکت میں رہتی تھی۔ سلطانِ مسالین الدین نے اس کے انقباض پر  
 پہلے اللہ کی کوہِ ساج کی کاغذی بادیا تھا۔ انقباض میں ہو گیا۔ سلطانِ میانہ اللہ کے محمد کو  
 اور عباس اللہ کے ابن صاحب، ائمہ تبار تھا اس کو خوب عروج حاصل ہو گیا۔ اور پھر اس نے  
 حواس کا سر پرست تھا۔ جہاں کا زلزلہ دیکر قاضی القضاۃ شہداء ہوئے۔

طہارت، ماضی میں ۲۳ طہارت میں منقسم ہے۔ ان میں آٹھ طہارتیں ہیں۔

نہایت رکھنے میں اور ۱۰۰ میں سلسلہ گنبد ہندو میں بیع ہو رہا ہے۔  
 طبقہ یازدہم۔ دگر سلاطین آل سلجوقی۔ امیر ناصر الدین سلجوقی کے آواز کو  
 سے شہر و ملک تارکے جس کے راہ میں اسے خاندان کا اصرار تھا  
 طبقہ نہدہم۔ دگر سلاطین سبانیہ۔ پہلی شاخ کا ذکر ہے جس کی حکومت علاقہ

عور میں تھی

طبقہ ہشتم۔ دگر سلاطین سبانیہ۔ دوسری شاخ کا ذکر ہے جس کی حکومت علاقہ  
 طہارت میں تھی۔

طبقہ نوزدہم۔ دگر سلاطین سبانیہ۔ تیسری شاخ کا ذکر ہے جس کی حکومت علاقہ  
 عربین و امیان میں تھی۔

طبقہ دسٹم۔ دگر سلاطین ہندوستان۔ طہارت، امیان، ایکسہ اور اس کے سر

یہ زمانہ ہر سال ہکا زانگہ رہا ہے اور اس عرصہ میں حصہ اولیٰ المجلد اربعہ، ہر کتب خانہ میں ہے  
 ہر کتب خانہ میں ملے گا۔

۱۶۱	۱۶۲	۱۔ سلطان خواجہ الدین بک
۱۶۹	۱۶۹	۲۔ سلطان میرزا بک
۱۶۹	۱۶۹	۳۔ سلطان جلال الدین فیروز
۱۶۹	۱۶۹	۴۔ سلطان علاء الدین بک
۱۶۹	۱۶۹	۵۔ سلطان علاء الدین بک
۱۶۹	۱۶۹	۶۔ سلطان علاء الدین بک
۱۶۹	۱۶۹	۷۔ سلطان علاء الدین بک
۱۶۹	۱۶۹	۸۔ سلطان علاء الدین بک

مرحوم سر سید احمد خاں نے فیروز شاہی کی تصنیف کی ہے۔ اور ڈاکٹر ماسٹر نے یہ  
 تصنیف سے مستلزم اس میں یہ مقام کا کتبہ طبع ہو کر ملتا ہے۔ یہ تصنیف ہوئی ہے۔ اور  
 ہر کتب خانہ میں ملے گا۔ کسی اور کتب خانہ میں ملے گا۔ یہ تصنیف ہوئی ہے۔ اور  
 ہر کتب خانہ میں ملے گا۔ کسی اور کتب خانہ میں ملے گا۔ یہ تصنیف ہوئی ہے۔ اور

ایلیٹ کی تاریخ جلد سوم ۵۵۵۔ جلد دوم ۵۵۴۔ جلد اول ۵۵۳۔ جلد دوم  
 ص ۹۱۹ و ص ۹۲۰

سر سید نے فیروز شاہی پر ایک موطو دیباچہ بھی لکھا ہے۔ جس میں ان تمام باتوں  
 کا حال ہے جو شاہان ہند کے متعلق اس سے پہلے اور فیروز شاہ کے حال میں اس کے بعد  
 لکھی گئی ہیں اور اس کے بعد فیاض الدین سری کی سوانح عمری لکھی ہے۔ وہ دیباچہ سوانح عمری  
 سوانح عمری کے اخبار کی جلد میں شامل ہوا ہے (حیات جاوید حصہ اول ص ۵۲) میں  
 طبقات ناسری دیا کی عام تاریخ ہے اور اسے قاضی مہاج الدین بن سراج الدین

# لودھی اور سوری خاندان کی تاریخیں

## ۱۱ مُخَرَّنِ افغانی

تصنیف خواجہ نعمت اللہ بن حبیب اللہ لودھی

اقوام افغانہ کی تاریخ ہے اور سنہ ۱۲۸۵ھ میں خاں خاں لودھی کی فرمائش سے تصنیف ہوئی ہے۔

جہانگیر کے واقعات بیان کرے سے پہلے مصنف نے جو تہمید لکھی ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مصنف کا والد حبیب اللہ بیس سال تک اکبر کے دربار میں ملازم اور دفتر خالصہ میں کار گزار رہا۔ خود مصنف نے جہانگیر کے عہد میں سولہ سال تک وقائع نویسی اور دیگر سرکاری خدمات انجام دیے تھے۔ سولہ برس کسی وجہ سے شاہی ملازمت چھوڑ کر خان خاں خاں لودھی کا توسل پیدا کیا اور اس کی فرمائش سے ۲۰ رزی الحجہ سنہ ۱۰۸۵ھ کو علاقہ رار کے قصبہ لکا پور میں اس کی تصنیف شروع کی اور اس میں کتب دہل سے مفہامیں اخذ کئے۔

(۱) تاریخ طبری (۲) تاریخ گردیدہ (۳) تاریخ جہانگشی (۴) تاریخ شاہ شجاع

(۵) تاریخ نظام شاہی (۶) مطلع الانوار (۷) معدن الاخبار (۸) طبقات اکبری

حکاماں اطلاع ہندوستان مثلاً ناصر الدین قباچہ والی سندھ و بلقان  
بہار الدین طغرل والی سائنہ تنجیار سلجی والی ہنگالہ اور اس کے جانشینوں  
کے حالات۔

طبیبہ سبکدوشیم - ذکر سلاطین دہلی - سلطان حسن الدین اہلس کے آثار حکومت سے  
سلطان ناصر الدین محمود کے یندر ہویں سال جلوس تک  
طبیبہ سبکدوشیم - ذکر لوگ سنیہ - اس حکام کا ذکر جو سلطان حسن الدین اہلس  
اور اس کے جانشینوں کے طرف سے وقفہ فضاہاں و سمان کے مختلف  
اطلاعیں مہر ہوئے ہیں۔

طبیبہ سبکدوشیم - حکمیر خاں کا صروح اور ملیہ حملوں کا ذکر۔  
بانیوں طبقہ کے احصاء سے تاریخ فیروز شاہی کا سلسلہ شروع ہوتا ہے۔

## تاریخ فیروز شاہی

تصنیف شمس سراج عقیف

نیاں الدین برنی کی تاریخ کا مکمل ہے۔ اس میں سلطان فیروز شاہ کے واصلات ملوک  
(سنہ ۷۹۹ھ تک تحریر ہیں۔ ابتدا میں مختصر سا بیان بادشاہ کی ابتدائی  
زندگی کا درج ہے۔ اس کے علاوہ کتاب میں مختلف مقامات پر وہ حالات بھی تحریر کئے ہیں  
جو فیروز شاہ نے اپنے زمانہ میں انتظام سلطنت اور امور راہ خلافت کے متعلق انجام دئے تھے۔  
یہ کتاب سنہ ۸۹۱ھ میں یا اس کے بعد قریب تر زمانہ میں تصنیف ہوئی اور سنہ ۸۹۱ھ میں  
سلسلہ کتب ہندیہ میں شائع ہوئی ہے۔ یہ بروقیہ دوسن نے اس کا ترجمہ کیا ہے جو ایکٹ کی  
تاریخ کی جلد سوم میں صفحہ ۲۲۷ سے صفحہ ۲۴۷ تک چھپا ہے۔

ناموں کے کاموں میں ۲۲۵ - یو جلد اول میں ۲۲۱ - ۲۱۱



اس کی اصلاح کی اور ایک مقدمہ اور بہت بہ مفید حواشی کے ساتھ ۱۸۳۶ء میں  
چھپوایا۔ اس کے بعد سریلوی کنگ نے اسے اردو ترجمہ کیا۔ دیکر ۱۹۲۱ء میں  
لندن میں طبع کیا۔

ایک مشہور سپاہی ہے۔ مرزا امیرالبرس۔ یہ ایک فارسی ترجمہ ہے اور اٹلی  
میں ترجمہ کیا اور جان لیڈن کے انگریزی ترجمہ سے اس کی مطابقت کرنے کے طور  
۱۹۱۴ء میں دہلی میں طبع کرایا۔

ایلیٹ جلد چہارم ص ۲۳۲ تا ص ۳۰۷۔ ریو جلد اول ص ۲۲۷۔ ایشیہ

## ہمایوں (۱۵۵۶ء - ۱۵۵۷ء)

۱۴

## تذکرۃ الوقعات

### تصنیف جوہر آفتاب چچی

ہمایوں بادشاہ کا تذکرہ جو اس کی وفات کے تیس سال بعد ۱۵۷۵ء میں مرتب  
اس کا مصنف جوہر ہمایوں کا آفتاب چچی تھا۔ اور اس خدمت کو اس نے  
بادشاہ کی حضور میں سالہا سال انجام دیا ہے۔ ہمایوں نے اپنی حکومت کے آخری  
۱۵۶۲ء کے قریب اسے ہمیت یور کا فوجدار بنا دیا تھا۔ پھر اکبر کے ابتدائی زمانہ میں ترقی  
کر کے پنجاب اور ملتان کا خزانہ دار ہو گیا۔ ایلیٹ جلد پنجم ص ۱۳۶ تا ص ۱۴۹ اور جلد اول  
مولانا اللہ داد سرہندی نے جوہر کے اس تذکرہ کو اصلاح و ترمیم کے بعد از سر نو  
ترتیب دیکر "تاریخ ہمایونی" نام رکھا اور اس کے مضامین چار ابواب میں تقسیم کئے۔  
باب اول۔ ہمایوں بادشاہ کے جلوس سے اکبر کی ولادت تک جو ۱۵۵۶ء

(۹) تاریخ ابراہیم شاہی تصنیف مولانا محمد بن ابراہیم کالوانی (۱۰) تاریخ مولانا متقی دہلوی  
(۱۱) تاریخ شیر شاہی تصنیف شیخ اسدروانی دہلی

یہ کتاب ایک مقدمہ سات ابواب اور ایک حاتمہ پر مشتمل ہے۔  
مقدمہ - اس میں بنی اسرائیل اور ان کے جدا جدا حضرت یعقوب بن ابراہیم علیہ السلام  
کا ذکر ہے

### باب اول اس میں سب ذیل مضامین میں

ماک طاووت اور حضرت سلیمان کا ذکر

بیت المقدس پر حجت نصر کا تسلط دروہاں سے سی اسرائیل کا حملہ  
ہو کر لادہ نور میں آلا اور یہاں سے منتقل ہو کر کوہ سلیمان اور دیار روہ  
میں آباد ہوا۔

باب دوم - اس میں حضرت خالد بن ولید کا ذکر اور ان مختلف روایات کا بیان ہے  
جو ان کی نسبت کتب تاریخ میں مذکور ہیں۔

باب سوم - اس میں لودھی خاندان کی تاریخ ہے۔

(۱) احوال سلطان بہلول دہلوی

(۲) احوال سلطان سکندر ابن بہلول لودھی

(۳) احوال سلطان ابراہیم بن سکندر لودھی

باب چہارم - اس میں بسوری خاندان بسوری کی تاریخ ہے۔

(۱) احوال شیر شاہ بسوری

(۲) احوال اسلام شاہ بن شیر شاہ بسوری

(۳) احوال فیروز شاہ بن سلیم شاہ بن شیر شاہ بسوری

(۴) احوال محمد عادل شاہ

میں اس کا انتقال ہوا۔

ہمالوں اسمہ جیوڈی کی کتاب ہے اسے مرتزہ ہورج۔ آرسٹلہ میں بہ مقام اہل  
عصبوایا ہے جس کے ساتھ اکبر کی ترجمہ اور بہت سے مفید و کارآمد تاریخی اور سوانحی ہستی  
بھی اضافہ کئے ہیں۔

## اکبر (۹۶۱ھ - ۱۰۱۴ھ)

(۱۶)

### اکبرنامہ

تصنیف شیخ ابوالفضل غلامی ابن شیخ مبارک ناگوری  
اکبر کے عہد حکومت کی مہبوط و مفصل تاریخ ہے۔ ابوالفضل ۹۵۸ھ کو آگرہ  
میں پیدا ہوا۔ اور ۹۸۱ھ میں دربار میں باریاب ہوا۔ بادشاہ نے ابتدا میں دفتر انشاء  
اس کو تفویض کیا۔ رفتہ رفتہ ترقی کر کے عہدہ وزارت پر فائز ہو گیا۔ ۹۸۴ھ ربیع الاول  
سنہ کو تہزادہ سلیم کے ایسا سے راجہ راج سگدے نواح اوجین میں مار ڈالا۔  
ابوالفضل نے اکبر نامہ کو جلوس اکبری کے اکتالیسویں سال سنہ ۱۰۱۳ھ میں تمام کیا  
اس کے بعد سنہ ۱۰۱۴ھ تک اس میں واقعات اضافہ کئے اور مضامین کے لحاظ سے دو  
جلدوں پر منقسم کیا۔

جلد اول دفتر اول۔ اس میں امیر تمبور کے زمانہ سے ہمایوں کی وفات تک  
اکبر کے آبا و اجداد کا تذکرہ ہے۔

دفعہ دوم اس میں اکبر کی تخت نشینی سے سترھویں سال جلوس تک واقعات  
جلد دوم۔ دفتر اول۔ اس میں جلوس کے اٹھارویں سال سے چھیالیسویں

میں واقع ہوئی ہے۔

**باب دوم**۔ ہمایوں کا تیرناہ سے شکست پانے کے بعد شاہ طہاسیب مصغوی کی ملاقات کے لئے جانب مراساں روا ہوا۔

**باب سوم**۔ ہمایوں کا ایران سے جانب قندھارہ ایس ہوا۔

**باب چہارم**۔ ہمایوں کا ہندوستان پر حملہ کی تیاری کرنا۔

فرستہ نے جوہر کے تذکرہ کا نام واعانت ہمایونی لکھا ہے۔ مولانا اللہ واہی اصل میں کیا سوا اتھنہ یارچ ہمایونی کہلاتا ہے۔

ایکس نے جوہر کے اصل نسخہ کا انگریزی میں ترجمہ کیا جس کو میجر اسٹوارٹ نے اپنی بیکر سلسلہ میں بہ مقام لندن چھپوا یا۔

## ہمایوں نامہ

تصنیف گلبدن بیگم دختر طہیر الدین محمد بابر شاہ

بارہ ہمایوں کا تذکرہ ہے۔ اگر بادشاہ کی وراثت سے گلبدن بیگم نے اسے مرتب کیا ہے ہمایوں نے ۹۶۲ء میں اپنے بھائی مرزا کامران کو باربار کی جون ریزی اور بدچلنی سے تنگ آکر اندھا کرادیا تھا اس واقعہ پر اس کتاب کا حاتمہ ہوا ہے۔

گلبدن بیگم جیسا کہ دیباچہ سے ظاہر ہوتا ہے بابر کی وفات کے وقت آٹھ سال کی تھی اس اعتبار سے ۹۲۹ء میں اس کی ولادت ہوئی اور اگر کی تخت نشینی ۹۶۳ء کے وقت چونتیس سال کی تھی۔

۹۵۲ء میں اس کا عقد عواجہ خضر خاں سے ہوا۔ ۹۸۲ء میں اپنی بیوی بھی سلیم سلطان بیگم کے ہمراہ زیارت بیت اللہ کے لئے عازم حجاز ہوئی۔ ہر ذی الحجہ ۱۰۰۰ء کو اگر

(۵) سلیمان کرانی اور اُس کے جانشینوں کے حالات  
باب پنجم۔ اس میں جان چاہاں خاں لودھی اور اُس کے اجداد کا تذکرہ ہے۔  
باب ششم۔ اس میں اقوام افغنہ کے اسباب ہیں۔

(۱) سلسلہ تربتی کا بیان

(۲) سلسلہ نبوی کا بیان

(۳) سلسلہ فرغتی کا بیان

(۴) سلسلہ کرانی کا بیان

باب ہفتم۔ اس میں سلطان نور الدین محمد جہانگیر بادشاہ کا تذکرہ ہے۔  
خاتمہ۔ اس میں اوس شاہجہن اور حضرات صوفیہ کا تذکرہ ہے جو طائفہ افغنہ سے  
یروغیہ دوروں نے اس کا انگریزی زبان میں ترجمہ کیا ہے ۱۸۲۹ء میں

لندن میں چھپا ہے۔ ایلیمٹ ہسٹری جلد ۵ ص ۲ تا ۷۴

(۱۲)

## تاریخ داودی

دہلی کے سلاطین سے صرف لودھی اور سوری بادشاہوں کی تاریخ ہے۔ سلطان بہلول  
لودھی کے حالات سے اس کا آغاز اور سلطان داود شاہ کی وفات پر خاتمہ ہوا ہے  
کتاب میں اس کے مصنف کا نام مذکور نہیں ہے لیکن ایلیمٹ کی تحریر کے بموجب ایک  
شخص غیر مشہور نے جس کا نام عبد اللہ ہے اسے تصنیف کیا ہے۔  
اس کتاب میں جہانگیر کا تذکرہ بادشاہ وقت کی حیثیت سے آیا ہے اور کئی  
جگہ مصنف نے طبقات اکبری اور تاریخ فرشتہ کا حوالہ دیا ہے اس سے یقین ہوتا ہے کہ  
یہ کتاب جہانگیر کے عہد میں تصنیف ہوئی ہے۔

سال تک واقعات ہیں۔

مستی محمد صالح نے شاہ جہاں کے عہد میں بیلوڑ کا مکملہ جلد دوم کا دفتر دوم مرتب کیا ہے جس میں چھیالیسویں سال جلوس سے وفات تک واقعات ہیں لیکن یکم مہینہ مستہور و معبول نہیں ہوا۔

اکبر نامہ سلسلہ کتب ہندیہ میں ۸۴۳ھ سے ۸۸۴ھ تک کا کتبہ میں اور ۱۸۶۶ء میں لکھنؤ میں چھپا ہے۔ انگریزی میں بیوج نے ترجمہ کیا ہے۔ جو ۱۸۹۶ء سے ۱۹۲۱ء تک کلکتہ سے شائع ہوا ہے۔

ایڈیٹ جلد پنجم ص ۱۰۲ مارے ص ۱۸ دی ساسی جلد دہم ص ۱۹۹

## آئین اکبری

تصنیف شیخ ابوالفضل علامی

اکبر نامہ کا ضمیمہ ہے۔ اس میں اکبر کے چھیالیس سالہ نظم و نسق کی تاریخ اور سلطنت کا صوبہ دار جغرافیہ تحریر ہے۔ خاتمہ میں مصنف نے اپنے حالات لکھے ہیں۔ ۱۸۵۵ء میں یہ کتاب تمام ہوئی ہے۔

سر سید احمد خاں نے اس کو صحیح کر کے ۱۸۵۸ء میں غدر سے پہلے تین جلدوں میں چھپوایا تھا اور اس میں کثرت سے تاریخی اور توضیحی حواشی اضافہ کئے تھے۔ دوسری جلد غدر میں تلف ہو گئی۔ پہلی اور تیسری جلدیں کمیاب اور شاذ و نادر مل جاتی ہیں۔ بلاک میں نے سلسلہ کتب ہندیہ میں ۸۶۴ھ سے ۸۸۴ھ تک کلکتہ میں کامل کتاب کو چھپوایا ہے اس کے ساتھ حواشی وغیرہ نہیں ہے۔ مطبع فنی نو لکھنؤ سے اس کے دو ایڈیشن شائع ہوئے ہیں۔ پہلا ایڈیشن راجہ ہندرسنگھ والی پٹیل کی فرمائش سے

# سلاطین تیموریہ کی تاریخیں

بابر (۸۹۹ھ تا ۹۰۳ھ)

(۱۳)

## ترک بابر

مترجمہ مرزا عبدالرحیم خاں خاں فرزند بہرام خاں  
تہنشاہ ظہیر الدین محمد بابر بادشاہ کی خود نوشتہ سوانح عمری جس کو مرزا عبدالرحیم  
خان خاں نے تہنشاہ اکبر کے حکم سے ۹۹۶ھ میں ترکی زبان سے فارسی زبان میں ترجمہ کیا  
مرزا عبدالرحیم خان خاں اکبر کا مشہور یہ سالار ہے۔ ۱۴ صفر ۹۹۶ھ کو لاہور  
میں پیدا ہوا ۱۰۱ رجسٹر جہانگیری کے اکیسویں سال ۹۹۶ھ کو بہتر سال کی عمر میں انتقال کیا  
۱۰۱ علم آدمی تھا۔ عربی فارسی ترکی اور ہندی زبان میں خوب حاشا تھا۔ ملا عبداللہ  
ہاوندی نے ماترجمی کے نام سے ایک ضخیم کتاب اس کے حالات میں لکھی ہے۔ ترک  
جہانگیری صفحہ ۱۲۹ ملاک میں ترجمہ آئیں اکبری جلد اول ص ۲۳۴ تا صفحہ ۱۳۹ ماثلاً الامر  
جلد اول ص ۶۹۳ تا صفحہ ۷۱۳۔

کتاب میں حسب ذیل ملاطین کا تذکرہ ہے  
لودھی خاندان (۱) سلطان سلوول لودھی

(۲) سلطان سکندر لودھی

(۳) سلطان ابراہیم لودھی

سوری خاندان (۱) تیر شاہ سن فرید بن سن سور

(۲) اسلام شاہ سن تیر شاہ

(۳) محمد عادل شاہ

(۴) داود شاہ

عادل شاہ پر سوری خاندان کی تاریخ ختم اور کرائی خاندان کی تاریخ شروع ہوتی ہے  
 ۳۲ سال کی حکومت کے بعد سلسلہ میں عادل شاہ کا انتقال ہوا ہے اور حکومت اُس کے  
 فرزند شیر خاں کے قبضہ میں آتی ہے اس کے عہد میں سلیمان کرائی ترقی یا کر سلطنت پر  
 تسلط حاصل کرتا ہے اور یہ خود اور اس کا فرزند دس سال تک سر حکومت رہتے ہیں۔ پھر  
 حکومت داود شاہ کے تصرف میں آتی ہے اس کے بعد داود شاہ کا حال مصنف نے تفصیل  
 کے ساتھ لکھا ہے اور اس کا خاتمہ اوس لڑائی پر ہوا ہے جو سلسلہ میں معلوم اور داود شاہ  
 کے ماہیں ہوئی ہے اور جس میں داود شاہ مارا جاتا ہے۔ خان جہاں خاں کے حکم سے اس کا  
 سر اکر کے دربار میں بھیجا جاتا ہے اور کرائی خاندان کی حکومت ختم ہو جاتی ہے۔ مصنف نے  
 اس واقعہ کی تاریخ مصرعہ ذیل میں نکالی ہے۔

ملک سلیمان روادود رفسن

ناسولیس کا مضمون ص ۲۲۷ - ایلیٹ جلد ۲ ص ۳۴ تا ص ۱۳۷ ریوچلر اول ص ۲۲۳



۱۶۹ء میں طبع ہوا ہے۔ مرحوم سرسید کے تصبیح کروہ لکھی کی نقل ہے۔ دوسرا ایڈیشن ۱۸۶۲ء میں جمہور ہوا بلکہ میں دوا لکھنے کے مطابق ہے۔

اگر یہی میں پہلے پیل ورائس کلامہ رٹ نے رجبہ کیا جو سنہ ۱۸۵۸ء میں لندن میں چھپا۔ یہ اس کے بعد دوسرا ترجمہ تاجی اور تہذیب ۱۸۶۴ء کی کے ساتھ سلسلہ کتب ہند میں تین جلدوں میں ۱۸۵۸ء۔ ۱۸۶۲ء تک بہ تمام کلامہ طبع ہوا ہے۔ یہ پہلی جلد کلامہ تین نے دوسری اور تیسری جلد کا حیرت نے ترجمہ کیا اور کتب ریز نے ان کا اٹکس کیا ہے۔

۱۸

## سوانح اکبری

تصنیف امیر سید رحیم الدین بگرامی  
اکبر کی بہترین سوانح مسمی ہے جس میں یہاں ایت سے جلوس کے جو مودی ہمال تک (۱۵۹۰ء) واقعات مرقوم ہیں۔

اس کا مصنف مولانا غلام علی آزاد کا بھروسہ ہے اس نے شعر و سخن اور صرف و نحو کے متعلق کئی مفید و کارآمد رسالے تصنیف کئے ہیں مثلاً تحقیق الاصطلاحات منتخب العصر، منتخب النجوم، مفتاح العروض وغیرہ

جیسا کہ دیباچہ سے معلوم ہوتا ہے کہ مصنف نے ابو الفضل علامی کے اکبر نامہ پر اس کی بنیاد قائم کی ہے اور اس کی تصفیہ و مسجع عبارت کو آسان زبان میں ادا کر کے اس کا اختصار کیا ہے لیکن کتب ذیل سے بھی اس کی ترتیب میں امداد ملی ہے۔ منتخب التواریخ، ملا عبد القادر بدایونی۔ طبقات اکبری۔ تاریخ فرشتہ۔ اکبر نامہ شیخ الہمداد فیضی مصنف، دارالافاضل یاثر الامرا اور اس کا کلمہ منشات ابو الفضل کے چار دفتر۔

مصنف کا بیان ہے کہ ابو الفضل کے منشات میں ایسی تاریخی معلومات کثرت کے ساتھ

بابر از محرم ۹۸۵ھ کو پیدا ہوا اور ۵۰ یا ۶۰ جمادی الاول ۹۳۴ھ کو آگرہ میں انتقال کیا۔ فرستہ تہذیب ص ۱۹۱ و صفحہ ۲۱۱۔ اقبال نامہ جہانگیری جلد اول صفحہ ۱۰ و صفحہ ۱۰ اس کی حکومت ۹۹۹ھ سے شروع ہو کر ۹۳۴ھ میں ختم ہوئی ہے۔ اس عرصہ میں اس نے تین مختلف علاقوں میں حکومت کی ہے۔

سختیت ماسادہ رناہ ۹۹۹ھ تا ۹۳۴ھ

بہمنیت بارتاہ کابل ۹۱۰ھ تا ۹۳۴ھ

بحیثیت تہتہ ہندوستان ۹۳۲ھ تا ۹۳۴ھ

تیزک بابر کی آغا زہ رمضان ۸۹۹ھ سے ہوتا ہے جبکہ وہ اپنے مارچ کے مرنے پر فرغانہ میں حکمراں ہوا ہے۔ اس کے بعد ۹۱۰ھ کے حاتمہ تک مسلسل واقعات ملتے ہیں ۹۱۶ھ سے ۹۳۴ھ تک وقفہ ہے یہ نیندرہ سال کا وہ زمانہ ہے جو کابل میں بسر ہوا ہے اس دوران میں صرف ۹۲۲ھ کے قانع مختصر الفاظ میں ملتے ہیں۔ ۹۳۲ھ سے کتاب کے ختم ہوئے تک واقعات کا سلسلہ برابر قائم رہتا ہے۔ ہندوستان کی فتح ملک کے حالات اور قیام سلطنت کے بعد جو اذات میں آئے ہیں وہ سب تفصیل سے مذکور ہیں۔

ترکی نسخہ گوالمشکی نے ۸۵۰ھ میں قاراں میں جھپو کر شائع کیا ہے سیوج کی سعی و کوشش سے ایک قدیم قلمی نسخہ جو اب سالار جنگ بہادر کے کتب خانہ میں موجود ہے مکس کے دربیہ ۱۹۰۷ء میں سلسلہ یادگار منتر گب میں شائع ہوا ہے۔ فارسی ترجمہ ۱۹۰۸ء میں بھی طبع ہوا ہے۔

اصل ترکی سے فرانسیسی میں پاویٹ دی کوٹریل نے ترجمہ کیا جو بہ مقام پیرس ۱۸۵۶ء میں شائع ہوا ہے۔ انگریزی میں سیوج نے ترجمہ کیا جو چار جلدوں میں بمقام لندن ۱۹۱۰ء میں چھپا ہے۔

فارسی ترجمہ سے انگریزی میں جان لیڈن نے ترجمہ کیا۔ ولیم ارکن نے

سے منسوب کیا جاتا ہے۔ اس میں سے ایک کو سبب نے بالاتفاق خود بادشاہ کی تصنیف تسلیم کیا ہے۔ اس نسخے کے واقعات تخت نشینی سے سترہویں سال جلوس تک خود بادشاہ نے قلم بند کئے ہیں۔ اس کے بعد بادشاہ کے حکم سے متعدد خاں نے سلسلہ تصنیف کو جاری رکھا اور انیسویں سال کے اوائل تک واقعات لکھے اور انہیں بادشاہ کے ملاحظہ میں منتی کرنے کے بعد شامل کتاب کیا۔ بعد ازاں محمد شاہ مارتا ۱۱۳۱ھ ۱۷۱۸ء کے زمانے میں مرزا محمد بادی نے اس میں بادشاہ کی وفات تک واقعات معتبر کتابوں سے اجدا کر کے اضافہ کئے اور ابتدا میں ایک مقدمہ تحریر کیا اور اس میں ولادت سے تخت نشینی تک مختصر حالات درج کئے اس طرح یہ ایک طویل مدت میں توڑکے کا یہ نسخہ تکمیل یا کراختتام کو پہنچا۔

یہ نسخہ دو جلدوں میں منقسم ہے۔ جلوس کے تیرھویں سال بادشاہ کے حکم سے بارہ سالہ واقعات ایک جلد میں ترتیب دئے گئے۔ اور اسے جلد اول قرار دیا اس کے بعد جو واقعات ضبط تحریر میں آئے وہ جلد دوم قرار پائے۔

اس مکمل نسخے کو ڈاکٹر سر سید احمد خاں نے ۱۸۶۲ء میں بہ مقام کلکتہ چھپوایا اس کے بعد ۱۹۲۵ء میں مطبع مشی نول کتور سے اس کا دوسرا ایڈیشن تیار ہوا۔ لواء بہائم خاں والی ٹوٹاک کی فرمائش سے مولوی احمد علی رام پوری نے اردو میں ترجمہ کیا جو ۱۹۲۹ء میں نظامی پریس کانپور میں چھپا ہے۔

انگریزی میں سب سے پہلے جیمس انڈرسن نے جلد اول کے بعض اقتباسات کا ترجمہ کیا جو ایتھنگ میلنی کلکتہ ۱۸۶۶ء جلد دوم ص ۱ تا ۶۹ میں شائع کئے اس کے بعد فرگلائیڈ ویٹن نے اس کے متعدد حصوں کا ترجمہ اپنی تاریخ ہندوستان جلد اول ص ۶۶ تا ۱۰۱ میں کیا۔ لونی نے مکمل کتاب کا ترجمہ شروع کیا جس کا کچھ حصہ ۱۸۸۹ء میں سلسلہ کتب ہندیہ میں طبع ہوا لیکن ناتمام رہ گیا۔ راجرکس نے ابتدا کے دوازدہ سالہ واقعات ترجمہ کئے جس کو

موجود ہیں جس کا ذکر عام تاریخی تصنیفات میں نہیں ہے اور ان سے اکبر کے عہد حکومت  
مرینر، مولیٰ رشتہ کی بڑائی پر مصنف نے کو تعجب ہے کہ ان کتاب سے اس وقت تک کسی  
مصنف نے کیوں استفادہ نہیں کیا۔

یہ کتاب ولی کرک پائزک کی فرمائش سے تصنیف ہوئی ہے اور مصنف نے اس  
کا نام اس طرح لکھا "غریۃ الملک مفخر الدولہ بہادر شوکت شاہ" ولیم کرک پائزک اس  
ولیم کرک پائزک بہت سی مشرقی اور ہندوستانی زبانوں کا ماہر تھا۔ لارڈ کانن  
جب میسور کی جنگ ۱۷۹۱ء میں مصروف تھا تو کرک پائزک اس کے یہاں فارسی  
زبان کی خدمت مترجمی پر مامور تھا اور اس نے ٹیپو سلطان کے دربارے اور مراسلات کا فارسی  
سے انگریزی میں ترجمہ کیا تھا۔ ۱۷۹۱ء میں ہندوستان سے ولایت چلا گیا اور ۱۸۱۲ء  
میں اس کا انتقال ہوا۔

لاکھنؤ میں نے آئین اکبری کے ترجمہ (جلد اول ص ۳۱۶) میں لکھا ہے کہ اہل ہندو  
نے اکبر کے شعلق جو تاریخیں لکھی ہیں ان میں ایک بہترین اور بلند پایہ کتاب ہے۔ مرید معلوم  
حاصل کرنے کے لئے دیکھئے۔ ایکٹ جلد ہشتم ص ۱۹۳۔ ریو جلد سوم ص ۹۳۔  
اس کا ایک بہترین نسخہ ۱۲۰۰ء کا لکھا ہوا بالٹی پور کے کتب خانہ مشرقیہ میں موجود

جہانگیر ۱۰۱۴ھ ۱۰۳۶ھ

۱۹  
توزک جہانگیری

جہانگیر کا مہوط و مفصل تذکرہ جس کو خود بادشاہ نے تحریر کیا ہے۔ توزک کے  
دو نسخے مروج ہیں۔ اور دونوں ایک دوسرے سے مختلف ہیں۔ لیکن ان کو عام طور پر بادشاہ

کو اس کا انتقال ہوا۔ (عمل صالح جلد ۲ ص ۲۱۱)  
 • معتمد خاں نے اقبال نامہ کو جلوس جہانگیری کے ساتھ سال ۱۲۹۹ھ میں بہ مقام نمبر  
 مرتب، بدون کید اس کے بعد جہانگیری و خانگہ و اعلیٰ کو مسلسل اضافہ کرتا رہا۔

اقبال نامہ تیس جلدوں میں منقسم ہے۔  
 جلد اول میں تیمور سے ہمایوں کی وفات تک۔ و امارت میں انصوص، بایوں کے  
 حالات کو خوب شرح و بسط کے ساتھ تحریر کیا ہے۔

جلد دوم میں اکبر کے حالات ابتدائے وفات تک ہیں۔  
 جلد سوم میں جہانگیری کی ۲۱ سالہ عہد حکومت کے واقعات ہیں۔  
 معتمد خاں جلد اول و دوم کو ابوالفضل علامی کے اکبر نامہ نظام الدین احمد کی طبع  
 اکبری اور عطا بگ کی تاریخ اکبری سے اخذ کیا ہے جلد سوم میں اپنے منادات اور ختم دید  
 واقعات، طبع بند کئے ہیں۔

اقبال نامہ کا کامل نسخہ ۱۸۷۵ء میں مطبع مشی ذیل کشور لکھنؤ میں چھپا ہے صرف جلد  
 سوم جس میں جہانگیری کے حالات ہیں ۱۸۶۵ء میں بہ مقام کلکتہ سلسلہ کتب ہندیہ میں  
 اور ۱۸۹۸ء میں بہ مقام لکھنؤ مطبع ذیل کشور میں چھپی ہے۔

راجہ راجیشور راوا صاحب نے جلد سوم کا اردو میں ترجمہ کیا ہے جو کارنامہ جہانگیری  
 کے نام سے کارخانہ پیمہ اخبار لاہور میں ۱۹۷۱ء میں چھپا ہے۔

المیٹ جلد ششم ص ۲۰۰ مارلے ص ۱۲۰۔ ناسولیس ص ۴۵۵ ریو جلد اول ص ۲۵۵

جلد سوم ص ۹۲۲

یہ چغندر کے سال ۱۲۹۱ء - ۱۲۹۲ء کے درجہ اول میں۔ مقام لہاں چھوڑا۔  
 لہاں کے واقعہ - اس وقت کے مہم ہوا ہے۔ اس میں جہانگیری میدان سالہ عہد  
 حکومت کے واقعات کو گورہیں میں لکھ کر ڈھانڈا لکھ کر اس کا انگریزی میں ترجمہ کیا جو ۱۲۹۱ء  
 میں لکھنؤ میں لکھ کر اس کی طرف سے لکھنؤ میں طبع ہوا ہے۔  
 اس کے علاوہ کے اصلی اور غیر اصلی ہونے کی نسبت اس کا تحقیق نے محکمات ایسا  
 لاہر کی ہیں۔ نسخہ تالی میں جو کہ گہرے عہد از قیاس اور دور از کا واقعات ہیں  
 اس لئے غلبہ آرا اس کے عر اصلی ہونے کی تائید و توثیق کرتا ہے۔  
 توڑک کے متعدد نام مشہور ہیں۔ مثلاً ایچ سلیم تہی - یلینج جہانگیری - واقعات  
 جہانگیری - کلام جہانگیری - مقالات جہانگیری وغیرہ لیکن اس کا اصلی نام حیا کہ خود جہانگیر  
 نے جوڑ لیا ہے۔ جہانگیر نامہ ہے۔ ایلیٹ جلد ۲۵ ص ۳۹ مارے ص ۱۱

اقبال نامہ چٹانگیر

تصنیف محمد شریف معتد خاں تکملہ نویس تزک جہانگیری  
 جہانگیر اور اُس کے آوا اجداد کی مہربان و مفصل تاریخ ہے۔ امیر تمبور کے عہد سے جہانگیر  
 کی وفات تک واقعات ہیں

محمد شریف معتمد خاں جاگیر کے مشہور امرا سے ہے۔ بادشاہ نے اپنے جلوس کے تیسرے سال معتمد خاں کے خطاب سے سرفراز کیا۔ سترہویں سال شہزادہ صرم جب دکن کی ہم پرورد ہوا تو بادشاہ نے معتمد خاں کو منصب بخشی گری عطا فرما کر شاہرادرے کے ساتھ روانہ کیا اور جب اس ہم سے واپس آیا تو باقاعدہ تہنک کا کلمہ لکھنے کے لئے مامور کیا۔ تاہم جہاں نے تخت نشین ہونے کے بعد میر بخشی کا عہدہ عطا کیا۔ جاوید شاہ جہاں کے سترہویں سال ۱۶۵۹ء ۲۶ رجب

## شاہجہاں سنہ ۱۰۳۷ھ

(۲۲)

### بادشاہ نامہ

تصنیف مرزا محمد امین بن ابوالحسن قزوینی  
شاہجہاں کی مفصل تاریخ ہے جس میں دور اول کے وہ سالہ واقعات مذکور ہیں  
اس کا مصنف جو مرزا امینائی قزوینی کے نام سے مشہور ہے ایران سے  
ہندوستان میں آکر جلوس کے پانچویں سال شاہجہاں کے دربار میں ملازم ہو گیا۔ جلوس  
کے آٹھویں سال جب بادشاہ نے اپنے عہد حکومت کی تاریخ لکھوانا چاہا تو اس کو درباری  
مورخ قرار دیا۔

اس کتاب کی ابتدا ایک مقدمہ سے ہوئی ہے جس میں شاہجہاں کی ولادت کا  
بیان اور اس کا نسب نامہ بیان کیا گیا ہے۔ امیر تیمور تک مذکور ہے۔ اس کے بعد اصل تاریخ کا  
آغاز ہوتا ہے جس میں دور اول کے وہ سالہ واقعات مذکور ہیں۔ خاتمہ میں شاہی عہد  
کا تذکرہ ہے۔

ایلیٹ جلد ہفتم ص ۱۷۰ جلد اول ص ۲۵۸ مارلے ص ۱۲۱

(۲۳)

### بادشاہ نامہ

شاہجہاں کے سی سالہ عہد حکومت کی مفصل تاریخ جو خود بادشاہ کے حکم سے لکھی گئی ہے  
جلد اول میں پہلے دور کے وہ سالہ واقعات تخت نشینی ۱۰۳۷ھ سے ۱۰۳۸ھ

## ماثر جہانگیری

تصنیف مرزا کامکار حسینی النخاطب بہ غرت خاں

جہانگیری کی تاریخ ہے۔ جس میں یوگم ولادت سے تاریخ وفات تک واقعات ہیں اس کا مصنف مرزا کامکار جہانگیر کے اہل دربار سے تھا۔ شاہجہاں نے اپنے عہد حکومت میں اس کو غرت خاں کا خطا سب دیکر دہلی کا صوبہ دار مقرر کیا۔ اس کے کچھ عرصہ بعد آہستہ کا صوبہ دار مقرر ہوا اور اسی جگہ سترہ سال میں انتقال کیا۔ ماثر الامر میں اس کے حالات تحریر ہیں۔

مصنف نے دیا یہ میں اس کی وجہ تصنیف یہ بیان کی ہے کہ جہانگیر نے اپنے حالات میں خود ایک کتاب جہانگیر نامہ لکھی ہے۔ جس کی ابتداء تخت نشینی سے ہوئی ہے اور آخری چند سال کے حالات وفات تک اس میں نہیں ہیں اس لئے مصنف نے اس کتاب کو تصنیف کیا اور اس میں جہانگیر کا مفصل تذکرہ تحریر کیا۔ دیا چو کے بعد نسب نامہ مذکور ہے جس کی ابتداء امیر تیمور سے کی ہے۔ اس کے بعد ولادت سے تخت نشینی تک حالات ہیں۔ پھر عہد حکومت کے بائیس سالہ واقعات کو قلمبند کیا ہے۔ خاتمہ میں جہانگیری کی وفات اور شاہجہاں کی تخت نشینی کا تذکرہ ہے۔

الفاظ نور الدین محمد جہانگیر بادشاہ سے جہانگیری کی تاریخ وفات نکالی ہے۔ شاہجہاں کے تیسرے سال جلوس میں سنہ ۱۰۲۸ کو یہ کتاب تمام ہوئی ہے اور ماثر جہانگیری اس کا تاریخی نام ہے۔

ایلیٹ جلد ششم ص ۲۳۱ تا ص ۲۴۵ ناسولیس جلد سوم ص ۲۶ ریو جلد اول ص ۲۵۶



## ۲۱۴ عمل صالح

تصنیف محمد صالح کنبوہ

شاہجہاں نے عہد حکومت کی سوا و معصل تاریخ ہے اور سنہ میں تصنیف ہوئی ہے  
محمد صالح غنئی نہایت اند مصنف بہار دانش کا چھوٹا بھائی اور عہد شاہجہاں  
کا مشہور مصنف ہے اس نے ایک بہترین کتاب فارسی شعر و سخن کے متعلق لکھی ہے  
جس کا نام بہار سخن ہے۔ یہ رو فیہ دوس لے میر صالح کشفی کو عمل صالح کا مصنف سمجھا  
جو فارسی کا مشہور شاعر اور خطاط ہے لیکن یہ غلطی ہے کیونکہ کشفی نے سنہ ۱۰۶۱ھ میں  
انتقال کیا اور اس کے نو سال بعد سنہ ۱۰۷۱ھ میں یہ کتاب تصنیف ہوئی ہے اور اس کا  
مادہ تاریخ ہے ”لطیفہ فیض الہی“

عمل صالح کا دوسرا نام شاہجہاں نامہ ہے۔ اس کی ابتدا میں بطور مقدمہ آباد  
اجداد کے حالات باہر کے زمانہ سے شروع کئے ہیں۔ جس میں اکبر و جہانگیر کے حالات کئی  
تفصیل کے ساتھ درج ہیں اس کے بعد اصل تاریخ کا آغاز ہوا ہے جس میں عہد شاہجہاں  
کے واقعات تحت نشانی سے اور تک ریب عالمگیر کے آغاز حکومت تک کمال شرح  
و بسط کے ساتھ بیان کئے ہیں۔ حاتمہ میں ان امار حکما علما اور شعراء کا ذکر لکھا ہے  
جنہیں شاہجہاں کے دربار سے تعلق رہا ہے۔

یہ کتاب سلسلہ کتب ہندیہ میں سنہ ۱۹۱۲ء سے طبع ہو رہی ہے اور اس وقت  
تک اس کی دو جلدیں شائع ہوئی ہیں۔

ایلیٹ جلد ہفتم ص ۱۲۳ تا ص ۱۳۲ مار لے ص ۱۲۲ نا سولیس کا مضمون ص ۲۶۳

ریو جلد اول ص ۲۶۳

تک نہ کورہیں۔

جلد دوم میں دوسرے دور کے وہ سالہ واقعات سنہ ۱۰۴۷ء سے سنہ ۱۰۵۷ء تک ہیں۔

جلد سوم میں تیسرے دور کے وہ سالہ واقعات سنہ ۱۰۵۷ء سے سنہ ۱۰۶۷ء تک ہیں۔

پہلی دو جلدیں ملا عبد الحمید نے لکھی ہیں یہ شخص لاہور کا باشندہ اور شیخ ابوالفضل علی کاشاگر تھا سنہ ۱۰۵۷ء میں اس کا انتقال ہوا ہے بادشاہ نے اکبر نامہ کی طریقہ پر یہ عہد کی تاریخ لکھوانا چاہا تو عبد الحمید کو مینہ بہ بلا کہ اس خدمت پر مامور کیا تھا۔ ضیافت و پیری کی وجہ سے عبد الحمید آخر کے وہ سالہ واقعات لکھنے سے مجبور ہو گیا تو بادشاہ نے محمد درویش کو سلسلہ جاری رکھنے کا حکم دیا۔ اس نے دور سوم کے واقعات سنہ ۱۰۶۷ء سے سنہ ۱۰۷۷ء تک تحریر کئے اور اسے بادشاہ نامہ کی جلد سوم قرا دیا۔

محمد وارث ملا عبد الحمید کاشاگر درویش اور بادشاہ نے اُسے وارث خاں کا خطاب یا اورنگ زیب عالمگیر کے تیئیس سال جلوس میں ۱۰۹۱ء میں وارث خاں کو ایک طالب علم نے قلم تراش سے زخمی کر کے اس کو مار ڈالا (ماہر عالمگیری ص ۱۹۲)

بادشاہ نامہ کا جس قدر حصہ ممرض تحریر میں آتا اس پر نواب سعد الدین خاں عالمگیر کی اصلاح ہو کر تہی۔ سنہ ۱۰۶۷ء میں جب سعد الدین خاں کا انتقال ہو گیا تو یہ خدمت ملا علی الدین توفی الخطاب بہ فاضل خاں کے تفویض ہوئی۔ ایلیٹ جلد ہفتم ص ۲۱۳ و ص ۱۲۱ مارے ص ۱۲۲ تا سولیس کا مضمون جلد ۳ ص ۲۶۲ ریو جلد اول ص ۲۶۰۔

بادشاہ نامہ کی پہلی دو جلدیں سلسلہ کتب ہندیہ میں بہ مقام کلکتہ سنہ ۱۸۶۷ء و سنہ ۱۸۶۸ء میں چھپ گئی ہیں۔ تیسری جلد نایاب ہے اور شاذ وادرمل جاتی ہے اس کے دو نسخے جو تخطا لکھے ہوئے ہیں۔ کتب خانہ آصفیہ میں موجود ہیں۔ فن تاریخ ص ۲۳۵

مذکرہ نویسیوں نے انھیں احوال سی سالہ شاہجہاں کے مام سے موسوم کیا ہے اس کا ابتدائی نام مذکرہ ابن قزویٰ کا بادشاہ نامہ ہے جس میں اس نے جلوس کے چوتھے سال سے دسویں سال تک ضروری واقعات انتخاب کئے تھے پھر اس کو عبد الحمید کی تصنیف سے بطبعی بیکر لکھیہ حالات کو تیس سال کے اختتام تک اس سے اور اس کے حکمران سے نقل کیا ہے اور اس کی اسد میں بادشاہ کے اجداد کا مختصر تذکرہ اور بدلتے سے جلوس تک حالات اضافہ کئے ہیں حاتمیں ہندوستان کے صوبوں کی تحصیل اور ان شہزادوں اور منصبداروں کے حالات تحریر کئے ہیں جو شاہجہاں کے عہد میں گزرے ہیں۔

اس کتاب کے دیباچہ کا انگریزی ترجمہ اور بہت سے اقتباس الیٹ کی تاریخ

میں شامل ہیں

الیٹ جلد ہفتم ص ۲۳ تا ۱۲۰ مارلے ص ۱۲۳۔ یو جلد ۱ ص ۲۶۱ جلد ۲ ص ۱۰۸۳

(۳۶)

## لطائف الاخبار

تصنیف محمد بدیع الخاطب بہر شید خاں

شاہزادہ داراشکوہ کے ہم فزار کی مفصل تاریخ۔

دیباچہ میں یا کتاب میں کسی اور مقام پر مصنف نے اپنا نام نہیں لکھا ہے لیکن خانی خاں مورخ کے بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ کتاب محمد بدیع کی تصنیف ہے جس کا خطاب رشید خاں تھا اور وہ دیوان تھا۔ نواب مہاست خاں کا۔

دفتنب اللباب جلد اول ص ۴۲۲

مصنف نے اس کا نام اگرچہ لطائف الاخبار رکھا ہے۔ لیکن زیادہ تر

## شاہ جہاں نامہ

تصنیف مرزا محمد طاہر آشنا المناطیب بہ عنایت شاہ جہاں کے عہد حکومت کی تیس سالہ تاریخ جس میں ابتدائے حلوس سے ۱۰۶۸ تک واقعات ہیں۔

مصنف اس کا طفر جہاں کا فرزند اور خواجہ ابوالحسن (وفات ۱۰۴۲ھ) کا پوتا تھا۔ ابوالحسن اکبر کے زمانے میں ولایت سے ہندوستان میں آیا اور شاہراہ واسیل کا وزیر اور صوبہ جات دکن کا دیوان مقرر ہوا۔ جہانگیر نے اپنے زمانہ میں عہدہ وزارت اور منصب پنچہاری سرفراز فرمایا۔

ظفر خاں جہانگیر اور شاہ جہاں کے امراء عظام میں شامل تھا اور بادشاہ نے اسے کشمیر کا صوبہ دار مقرر کیا تھا۔ ۱۰۳۸ھ میں بہ مقام لاہور اس کا انتقال ہوا ہے۔ فارسی کا مشہور شاعر مرزا صاحب اس کی ملاقات کے لئے ولایت سے آیا اور مدت تک اس کے دربار میں متوسل رہا۔

محمد طاہر شاہ جہاں کے دوہری منصب داروں میں شامل تھا۔ جب اورنگزیب برسر حکومت ہوا تو اس نے کشمیر میں گوتہ نشینی اختیار کر لی۔ اور ۱۰۸۱ھ میں انتقال کیا۔ شعر و سخن سے اس کو خوب دلچسپی تھی۔ تذکرہ نویسوں نے اس کے دیوان کا ذکر کیا ہے جس میں غزلیات کے علاوہ متعدد قصائد وثنویات بھی شامل ہیں (امام الامرا جلد اول ص ۳۷، جلد دوم ص ۷۶۳۔ سر آزاد ص ۹۵ تلخ الاکار ص ۳۳ و ۳۴)۔

محمد طاہر کا شاہ جہاں نامہ اُن تاریخوں کا مختص ہے جو شاہ جہاں کے حکم سے مختلف مصنفوں نے مختلف اوقات میں تصنیف کئے ہیں اور اسی وجہ سے اس کو



تاریخ قندھار کے نام سے تہرت رکھتی ہے۔ اس کا مصنف اس مہم میں شاہزادہ کے ہمراہ  
رکاب تھا۔ اس لئے اس میں اس نے اپنے چشم دید واقعات تحریر کئے ہیں۔

اس کے مضامین تین مختلف عنوانوں کے تحت میں مذکور ہیں۔

اولاً وہ واقعات جو اراشکوہ کی مہم سے پہلے گزرے ہیں مثلاً ازبکوں کا

حملہ قندھار پر۔ نذر محمد خاں والی توران کے زیرِ کمان۔ شاہزادہ مراد

اوزنگ ریب کا حملہ قندھار پر۔ داراشکوہ کا جاسب قندھار روانہ ہونا

ثانیاً۔ داراشکوہ کی مہم کاروزنا مچے ارجادی الثانی سنہ ۱۰۶۳ سے ۱۰۶۵ زدی قندھار

سنہ ۱۰۶۳ تک۔

ثالثاً۔ داراشکوہ کا مہم قندھار سے واپس ہونا اور ۹ زدی القعدہ سنہ ۱۰۶۳ کو کچھ

عرصہ کے لئے قندھار میں قیام کرنا۔

خانی خاں جلد اول ص ۲۲، ریو جلد اول ص ۲۰۴۔ ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵

## اوزنگ ریب عالمگیر

۲۷

## عالمگیر نامہ

تصنیف مرزا محمد کاظم بن محمد امین قزوینی

اوزنگ ریب عالمگیر کے عہد سلطنت کی وہ سالہ تاریخ جس میں سنہ ۱۰۶۴ سے ۱۰۶۵

تک واقعات مذکور ہیں۔

مرزا کاظم کا باپ محمد امین جو زیادہ تر ایناٹی قزوینی کی نام سے مشہور ہے۔ شاہجہاں

کے اہل دربار سے تھا اگر اس نے شاہجہاں کے پہلے دو سالہ عہد حکومت کی تاریخ بھی لکھی ہے

بادایا۔ عالمگیر کی وفات کے بعد شاہ عالم بہادر شاہ نے اعظم شاہ پر فتح حاصل کر کے سلطنت پر تسلط حاصل کیا تو اسے دانتھ خاں کا خطاب دیکر مقرب خاص مقرر کیا اور اپنے بہنہ سلطنت کی تاریخ نویسی اس کے قہو ایں کی سلسلہ میں اس نے اہمال کیا اور بہ تمام حیدر آباد دائرہ میہ محمد مومن اسر آادی میں مدفون ہوا۔ سرو آزاد ص ۱۳۶ تاریخ الافغان ص ۲۹۹ گلزار آصفیہ ص ۶۱۲

وقائع گو لکنڈہ بمبئی لکھنؤ، کانپور میں کئی بار چھپا ہے۔ او ذقائع نعمت خان عالمی کے نام سے مشہور ہے۔ خانی خاں نے اپنی تاریخ میں فتح گو لکنڈہ کے واقعات بیان کرتے ہوئے اس کا اقتباس بھی نقل کیا ہے۔ دیکھو منتخب المبار، جلد دوم ص ۳۱، تانص ۳۶

## ۳۰ واقعات عالمگیری

تصنیف میر محمد عسکری عاقل خاں رازی

اوزنگ زیب کے عہد حکومت کے ابتدائی بیج سالہ واقعات۔ داراشکوہ، سبجاء۔ مراد اور اوزنگ زیب کی باہمی خانہ جنگیاں۔ اندامیں ولادت کا حال۔ آخر میں شاہ جہاں کے انتقال کی کیفیت بھی درج ہے۔

عاقل خاں اوزنگ زیب کا مشہور امیر ہے اس کے اجداد خواف علاقہ خراسان کے رہنے والے تھے خود اس کی ولادت اوزنگ آباد میں ہوئی ہے۔ شیخ پرمان الدین رازی کا مرید تھا اسی لئے رازی تخلص کیا کرتا تھا۔ سلسلہ میں اس کا انتقال ہوا ہے فارسی نظم و نثر میں اس نے متعدد تصنیفات چھوڑی ہیں۔ ید ماوت اور مدالتی کے عاشقانہ حکایتا کو شمع و پروانہ اور ہر و ماہ کے نام سے منظوم کیا ہے۔ اپنے مرتد کے لمحو طات فترات الحیات کے نام سے جمع کئے ہیں مفصل حالات کے لئے دیکھئے۔ مائر عالمگیری ص ۳۸۳، مائر الامراء

اسے جنگ لڑیں تعینات کیا تھا اور میر جملہ کی مہارت میں یہ بھی بذات خود شریک تھا اس نے اپنے ذاتی مشاہدات کی بنا پر یہ کتاب تصنیف کی اور اس کا نام فتحیہ جبر یہ رکھا اس کے واقعات میر جملہ کی وفات پر ختم ہوئے ہیں جو ۱۰ رمضان ۱۰۸۵ھ کو خضر پور میں واقع ہوئی ہے اور اس کے اڑتالیس ہوم بعد ۲۰ شوال ۱۰۸۵ھ کو مصنف نے اس کی تصنیف سے فراغت حاصل کیا ہے۔

تاریخ اتمام ۱۰۸۵ھ میں یہ مقام کلکتہ مطبع آفتاب عالم تاب میں چھپی ہے۔ ڈاکٹر جاں گل گرسٹ کی فرمائش پر فوراً ولیم کالج کتب خانہ میر بہادر علی حسینی نے اس کا اردو میں ترجمہ کیا ہے جو ۱۰۸۵ھ میں بمقام کلکتہ مطبع ہوا ہے اور اس اردو کا فریخ ترجمہ ۱۸۴۵ء میں پیریں میں کیا ہے۔

المیٹ جلد ہفتم ص ۱۹۴ و ۲۷۵ تا ص ۲۶۹۔ دی بای جلد اول ص ۲۳۳۔ ریو جلد اول ص ۲۶۶

(۲۹)

## وقایع گو لکتہ

تصنیف نور الدین مرزا محمد شیرازی المتخاطب نعمت خان علی اور گاسریب عالمگیر نے ۱۰۹۰ھ میں قلعہ گو لکتہ کا جو محاصرہ کیا تھا اس کے بعض حالات و واقعات اس میں مذکور ہیں۔

مصنف کا نام نور الدین محمد ہے اس کے اجداد شیراز کے رہنے والے تھے اور خود اس کی ولادت ہندوستان میں ہوئی تھی۔ اورنگ زیب کا درباری ملازم تھا۔ ۱۰۸۵ھ میں بادشاہ نے اسے ماورچی خانہ کا داروغہ بنا کر نعمت خان کا خطاب دیا اس کے چند سال بعد اپنی حکومت کے اخیر ایام میں مقرب خان کا خطاب سرفراز کر کے داروغہ جواہر خان



# دکن میں مسلمان آٹھویں صدی ہجری تک

ارسلوی سید حسن صاحب سرلی بی لے ال ال بی (ملیک) ایڈیٹر

مسلمانوں سے پہلے ہندوستان کی کوئی تاریخ موجود نہیں ہے اور یہ وقت ہر ملک کے ہر حصے کی قدیم تاریخ مرتب کرنے میں پیش آتی ہے لیکن دکن کے ہندو عہد کی تاریخ کی حالت اور بھی ناگفتہ بہ ہے۔ بقول فرگس، دکن کے شمال و جنوب کو چھوڑ کر جب ہم جنوب کے حصوں کی طرف متوجہ ہوتے ہیں تو اگر شمالی ہندوستان کی تاریخ کے واقعات ناقابل اطمینان و ناقابل اعتماد ہیں تو اس جزیرہ نما کے جنوبی حصے کے حالات اس سے بھی زیادہ غیر معلوم اور غیر متعین ہیں نہ کرشنا اور سیکھندرا کے جنوب میں تامل دیس ہے۔ اس ملک کے قدیم ترین باشندے تامل کہلاتے ہیں جنہیں سنسکرت میں دراوڑی کہتے ہیں اُن کے یہاں وید کی طرح کوئی قدیم ادبی یادگار نہیں ہے نہ ایسی روایات ہی متداول ہیں جن سے معلوم ہو سکے کہ اس نسل کا اصلی مرکز بوم کہاں تھا یا دسیا کی کس قوم سے ان کا پیوند ملتا ہے۔“

ڈاکٹر کالڈھل کا جو دراوڑی قوم کے ادب اور تاریخ سے نہایت عمدہ طور پر

جلد ۲ ص ۸۲۱۔ مرآۃ النخیال ص ۲۳۸۔ تنایح الافکار ص ۱۸۱  
 یہ کتاب مختلف ناموں سے مشہور ہے۔ ظفر نامہ عالمگیری۔ وقائع عالمگیری۔ واقعات  
 عالمگیری وغیرہ لیکن اس کا صحیح نام جیسا کہ مورخ خانی خاں نے لکھا ہے۔ واقعات عالمگیری  
 نقشب اللباب جلد دوم ص ۳۲۔ یوں ہاول ص ۳۶

## ماثر عالمگیری

تصنیف محو ساقی مستعد خاں

اوزنگ زریب کے عہد سلطنت کی پہل سالہ تاریخ۔ گیارہویں سال جلوس (شہ)  
 سے وفات (۱۱۱۱ھ) تک

مستعد خاں۔ نواب غنایت اندخاں کا فرشی تھا۔ اپنے آقا کی نرانیس سے  
 شاہ عالم بہادر شاہ کے عہد حکومت میں ۱۱۲۲ھ کے قریب اسے مرتب و مدون کیا۔ اور  
 سخت نشینی سے دسویں سال جلوس تک جو واقعات گزرے ہیں انہیں ملا محمد کاظم کے  
 عالمگیر نامہ سے انتخاب کر کے مقدمہ کے طور پر ابتدا میں شامل کیا ہے۔

غنایت اندخاں اوزنگ زریب کا امیر اور مستعد خاص تھا۔ بادشاہ نے اس کی  
 وساطت سے جو احکام اعیان و امرا کے نام صادر کئے تھے ان کو اس نے احکام عالمگیری  
 کے نام سے جمع کئے ہیں اور جو شیعے خود بادشاہ نے اپنے قلم خاص سے لکھے تھے ان کا ایک  
 مجموعہ مرتب کر کے اسے کلمات طیبات کے نام سے موسوم کیا ہے۔ ۱۱۳۹ھ میں بعد حکومت

محمد شاہ بادشاہ اس نے وفات پائی ہے۔ مائر الامرا جلد ۲ ص ۸۲۸

ماثر عالمگیری سلسلہ کتب ہندیہ میں ۱۸۴۱ھ میں بہ مقام کلکتہ چھپ گئی ہے۔

ایلیٹ جلد ۱ ص ۸۱ تا ص ۱۹۷۔ بارلے ص ۱۲۷۔ یوں جلد ۱ ص ۲۷۰

بیان ہے کہ قدیم الایام میں وہ تین حصوں پر منقسم ہو گئے تھے جن کے نام چیران، چولان اور پانڈی تھے۔ اس کا قول ہے کہ چیران چولان پانڈیان تین کھائی۔ بھے جو کرکئی میں نامہ ایرنی ندی کے دہانے پر ایک ساتھ راج کرنے تھے۔ آخر کار تینوں کھائی جدا ہو گئے اور انھوں نے جدا جدا حکومتیں قائم کر لیں۔ چیران اور چولان نے توجیب اقصیٰ سے ٹرہہ کر شمال و مغرب میں ایسی اپنی حکومتوں کی ببا ڈالی۔ اور پانڈیوں کے قبضے میں قدیم مورتی ملک رہا

اس روایت سے ظاہر ہوتا ہے کہ اہل ملک کے نزدیک تامل (درادڑی یا پانڈی) احاسب سے زیادہ سرسراوردہ اور موقر سمجھے جاتے تھے۔ تاریخی تحقیقات سے بھی اس بات کی کافی طور پر تائید ہوتی ہے۔ اگرچہ ایک زمانہ میں چولان کو جن کا مرکز حکومت کا دیری ندی کے کنارے پر تھا اور دوسرے عہد میں چیران کو جس کی حکومت میور کے جنوب میں واقع تھی تمام دکن میں تسلط اور غلبہ حاصل ہوا اور دونوں میں سے ہر ایک نے اپنے اپنے زمانہ میں اماؤلا خیری کاؤنگہ بجایا لیکن ماد جو اس کے پانڈیوں کی حکومت چیران و چولان کے زمانہ تسلط میں جنوب اقصیٰ میں محدود و ضعیف ہو کر رہ گئی تھی کبھی معدوم نہیں ہوئی۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ان تینوں حکومتوں میں شروع سے بالادستی کے لیے نرا آزماؤں رہتی تھی۔

تحقیقات سے معلوم ہوتا ہے کہ چولادیس (چولہ منڈلم) کی وسعت شمال میں بیارندی، جنوب میں ولاروندی اور مغرب میں کورگ تھی یعنی وہ مشرقی ساحل کار و منڈیر نیلور سے لیکر پانڈی کوٹہ تک پھیلا ہوا تھا اور اس کا دارالسلطنت ایریر یا سندیم ترینیالی تھا۔ چیرا کے ملک میں جنوبی ساحل ملابار تھا جس میں ضلع ملابار کے علاوہ ٹرافلور و کوچین کے موجودہ علاقے بھی شامل تھے۔ دسویں صدی عیسوی کے اخیر میں چولا راجہ اجراجا نے تمام جنوبی دکن پر تسلط حاصل کر لیا اور پانڈی راجہ محض ماجلدار رہ گئے تھے۔ یہ تسلط

واقف ہیں بیان ہے کہ تامل بلکہ نام جنوبی زبانوں میں سب سے پورانی کتاب آٹھویں نویں صدی عیسوی سے پہلے کی نہیں ہے۔ یہ کتاب بھی جینیوں کی لکھی ہوئی ہے جو شمالی ہند سے آئے تھے۔ قدیم زمانہ میں یہاں سکھ کا رواج نہ تھا اور اگر یہ کہتے کہ ثرت ہیں لیکن کوئی باجھویں چھٹی صدی سے پہلے کا نہیں ہے۔ یہ قوم اپنے متعلق اس سے زیادہ کچھ نہیں جانتی کہ وہ اس ملک کے اصلی باشندے ہیں اور ان کی نسل کا بھی یہی گوارہ ہے۔ البتہ یہ روایت ان لوگوں میں زبان زد ہے کہ ان کے سب سے مشہور سلاطین یعنی پانڈیوں کا مورث اعلیٰ جنگ جہا بھارت کا مامی گرامی بہادر راجن تھا جس نے دوران سیاحت میں ایک دراوڑی تہاہادی سے شادی کر لی تھی جس کے بطن سے پانڈی نامی تہاہرادی ہوا جو پانڈیوں کے خاندان کا مافی تھا (دیکھو کاٹول کی کتاب قینولی ص ۱۲-۱۳)۔

شمالی ہند کے آثارِ حقیقہ میں سب سے قدیم ذکر پانڈیوں کا اشوک کے ایک کتبہ میں آیا جاتا ہے جو تقریباً سنہ ۲۵۰ قبل مسیح کا ہے۔ یونانی سفیر مسیکستان نے جو سیلون کی طرف سے حیدر گیت کے دربار میں یہ مقام یا ملی پتھر سنہ ۳۰۰ قبل مسیح میں مقیم تھا۔ پانڈی ملک کا ذکر کیا ہے اور بطلمیوس اور بعض دیگر یونانی مصنفوں نے بھی پانڈیوں کے ملک کا جس کا دار الحکومت مودورا (مدرا) اور جہاں کے راجا کا لقب بھی پانڈیوں تھا ذکر کیا ہے۔ مصر کی فتح کے بعد رومی اس ملک میں تجارت کے لئے آئے تھے اور سب سے قدیم رومی کے جو اس ملک میں پائے جاتے ہیں قیصر اعطس اور قیصر نیرو کے عہد کے ہیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ اس بحری تجارت کی بدولت رومیوں سے پانڈیوں کے نہایت دوستانہ تعلقات پیدا ہو گئے تھے چنانچہ اسٹرابو (سنہ ۶۰ء) نے لکھا ہے کہ قیصر اعطس کے دربار میں پانڈیوں کی جانب سے ایک سفارت پہنچی تھی (دیکھو کاٹول کی تہولی ص ۱۲-۲۳) خود یہاں کے ملکی باشندوں تامل کا جنھیں سنسکرت میں دراوڑی کہا جاتا ہے

مدعی ایک دوسرے کے خون کے سیاہی باہم تمیز آزما دکھائی دیے جو بالآخر محمد مد  
وکا میاں دتھس کے مقابلہ کی تاب نہ لا کر اپنی حائض سحائے کے لئے قلعوں کی بجائے  
گنجان اور تیرہ بار جنگلوں میں پناہ گزیں ہونے پر مجبور ہو گئے۔

علامہ الدین کی افواج کے معریر حملہ آور ہونے سے پندرہ سال پہلے تک کے مستند  
سیاسی حالات و صاف کی تاریخ اور مارکو پولو کے سفر نامہ سے معلوم ہوتے ہیں لیکن  
ان حالات سے متحققین حال نے ایک سے زیادہ تاریخی مکتے پیدا کر لیے ہیں جس کی  
عقدہ کتانی میں بہت کچھ سرگردانی کے بعد انھوں نے اپنی معذوری ظاہر کی ہے۔ آگے  
چل کر ہم ان تاریخی مفقودوں اور پھر ان کے وحوات کی طرف جن کے باعث ان کے  
حل کرنے میں اتنی تاخیر ہوئی اشارہ کریں گے۔

مارکو پولو (۱۲۵۲ء - ۱۳۲۴ء) معبر کے ملک میں ۱۲۹۲ء کے قریبی زمانہ میں  
پہونچا تھا اس نے معبر کے حالات تفصیل سے لکھے ہیں۔ وہ لکھتا ہے کہ اس زمانہ میں  
معبر میں چار راجہ تھے جن میں ہندو پنڈی سب سے بڑا راجہ تھا۔  
وصاف معبر کے حالات اس طرح بیان کرتا ہے :-

”ایساں مادتاہ خود ادیور گویند و مقرر است این لفظ بمعنی خدا و بدلت  
دوریں خند سال دیو سدریندی بود و سہ برادر داشت۔ ہر ایک بر طرف  
استیلا یافتہ و ملک معظم زمان الہندی قفنی الدین عبدالرحمن من محمد لطیفی  
مذہبہا دران طرف بر طرف۔ نائب وزیر و مشیر و صاحب تدبیر و  
دقتن دلی قفس و قایل کہ ہنور مذکر خطہ او قایل است و ما وجود او قایل  
فتن نہ بروزی ار رانی داتہ و نوست مہ گانہ دریں مواضع برتب و مہریت  
کا نگاری روز بروز مقرر و مقرر گردانیدہ کہ ہر سال ہزار و چہار صد ستر و

دوسو برس سے زیادہ تک ماقی رہا لیکن مارہویں صدی کے نصف اول میں پانڈیوں کا  
تارہ اقبال پھر چمکا اور جنوبی دکن کا غالب حصہ اُس وقت تک اُن کے قبضہ میں رہا  
جب تک کہ علاقائی افواج نے حذب شمالی کو یا مال کر کے انھیں بے دخل نہیں کر دیا۔ معلوم  
ہوتا ہے کہ پانڈی خاندان کے باقاعدہ دعویٰ ارٹراڈکٹور کے گوشے میں بنیاد کریں ہو گئے  
اور اُس وقت تک از دست رفتہ اراضی میں منظرِ عمل پر نمودار نہیں ہوئے جب تک کہ  
یجاگر کی اعطیت ہندو سلطنت قائم نہیں ہوئی۔ یجاگر کی مدد سے انھوں نے مسلمانوں پر  
فتح پائی اور چودھویں صدی عیسوی کے نصف اخیر میں کھویا ہوا راج برائے نام دوبارہ  
ہاتھ آیا۔ کم و بیش دوسو برس تک اُن کی حکومت یجاگر کے ماتحت اُن کے آبائی دارال  
مدور میں برقرار رہی لیکن سولہویں صدی عیسوی کے وسط میں خاندانی نزاع کے باعث  
یجاگر کے ایک عامل نے اخیر پانڈی راجہ کو بے دخل کر کے اس قدیم خاندان کا خاتمہ کر دیا۔  
ولادت سے کم از کم چار سو برس پہلے سے پانڈیوں کے راج کا سراغ لگتا ہے  
اور سولہویں صدی عیسوی کے اخیر تک اُن کے گھرانے میں حکومت پائی جاتی ہے۔ سطح  
دوہزار برس سے زیادہ اس خاندان کے وراثت و تاج کے مالک رہے۔ ہندوستان کی  
تاریخ میں اس قدر مدت مدید تک کسی خاندان نے حکومت نہیں کی، بلکہ دنیا کی تاریخ میں  
شاید ہی کسی ایک خاندان کی ایسی طویل و مدید اقتدار کی مثال دستیاب ہو سکے۔

جس وقت علاقائی لشکر مشرقی گھاٹ کے دروں سے جنوب اقصیٰ کے میدانوں  
میں اُترا اُن کے سامنے اسی قدیم خاندان کے وارثوں کا ملک تھا جسے مسلمان "مہاجر" کہتے  
تھے اور جس کا رقبہ حکومت جنوبی ٹراڈکٹور کی حدود سے لے کر نیلور کے علاقے تک پھیلا  
ہوا تھا اور مارہویں صدی عیسوی کے نصف اول میں جو تسلط پانڈیوں کو حاصل ہوا تھا  
ہنوز برقرار تھا لیکن مہاجر کی سلطنت کے زوال کا وقت آچکا تھا۔ جس حریف کے لیے  
تمام سلطنت کی مجتمع قوت بھی بہ شکل کافی ہو سکتی تھی ایسی میدان میں وراثت کے

اجناس گنبد و بر حسب احمیار قماس دبیع آوند۔ یس اراں ہر جہ  
 لائق معاملہ فرضہ داند طوا لقت تھارا احارہ حریدیں دہندہ بواتی را  
 ترکم و لبث سعاٹن و دو اب سحر ائر سحر و بلاد شرق و غرب فرستند  
 و اما تمان آں ازاں مواضع بضاعت و اصناف تجارت کہ ملائم این  
 دیار مات محمول سارند۔ و مہارست و معاملت مدین و جہ کہ مارا رنگانی  
 بضاعت اراقتضائے پس بیا در در منتہائے معرف صرف کند  
 در جہاں لتاں ندادہ اند۔

و چون علوقدر و نہایت ذکر و نقاد امر و سلطنت اختتام ملک  
 اسلام حال الدین و ملک اعظم تقی الدین در اکثر بلاد ہند با صنفا  
 اس دیار است، ہمیتہ ملوک آں طرف بہ موالات ایشان متعاضد و مظاہر  
 نور۔ اندہ (وصاف جلد سوم صفحہ ۳۱۳۔ ۳۲۳)

اس اقتباس کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ معبر میں ۶۹۲ء سے پہلے چار بھائی  
 راج کرتے تھے جن میں سدر بندہ سب سے مشہور تھا۔ سدر بندہ کی کا ۶۹۲ء میں انتقال ہوا  
 اور اُس کا جانشین اس کا بھائی ہوا۔ سدر بندہ اور اُس کے جانشین کا وزیر ایک مسلمان  
 تھا جس کا یورامام ملک اعظم مرزا بن الہندی تقی الدین عبد الرحمن بن محمد الطیبی کے تھا۔  
 اُس کی جائداد میں مہر کے بہترین سدر گاہ قابل فسخ اور ملی فسخ بنے ہوئے تھے۔  
 سلطنت کے لیے گھوڑوں کی خریداری اور ملک کی تمام تجارت درآمد و برآمد کا انتظام اسکے  
 سپرد تھا۔ ملک معبر میں ملک اعظم تقی الدین اور خلیج فارس میں جزیرہ قیس میں ملک  
 اسلام جال الدین کی نگرانی میں اس عہد کی بحری تجارت بھی جس کی دائرہ میں اس زمانہ کی  
 ہند دنیائے مشرق و مغرب داخل تھے اور (بقول وصاف) اپنی وسعت کے لحاظ سے  
 اپنی آپ ہی نظیر تھی۔ جنوبی ہندوستان میں مسلمانوں کی سلطنت تھی، لیکن جس ملک

یاد ارخاصه ملک اسلام حال الدین و تحار و خزیره میں لکڑ  
 پہچر ساسد و جید اگہ دست دہد ار سائر جزایر فارس و قطیف و محاور  
 و ہرموز و قلمنا تو و غیرہ معبود باشند کہ لول کشند و ہر اک سراسیمہ مارویت  
 ، تیت و نیاز و سرخ قیمت معین شدہ از قدیم مازہ سرانگہ اگہ اگر دنیا  
 تحار آئے شد یا چند سہرہ و سوسن آن رحر این مارتاہ واجب  
 مارتاہ و آرمہ این رہ ایت کہ در سہد انا ملک الیوکر ہر سال رہ ہر ستریز  
 نہ معرہ کہ امیب و آل حدود فرستادند و بہاے آن کہ دو ہزار ہزار و دو  
 ست ہزار دیار مانند اکثر آن از حاصلات حاصلات موقوفات تہا  
 و معائے عاری کہ وقف اندر کمایں و معاند آن حوالہ  
 رفتہ کہ وصول اموال خواہہ ہیج تعلق نہ داشتہ

و در شہور (۱۹۹۲) سہ اقلی و تسننہ و یوراد ملک  
 معبرہ حریفانگہ کرد و حرایں عالم باقی گذاشت . ار ملک اسلام حال الیوکر  
 رواست است بہت ہر از بہر گاد و محمول جو اہر آردار و زرد ساد و سیم باب  
 برادر شش رسید و خام مقام کشت و بر قاعدہ مالوہ ملک اعظم تہی الیوکر  
 نائب دستار و حاکم آن دیار شد و ائت و رفعت و اہمیت و حکمت  
 یکے ہر از یاد و دایں شکاست تجارت در امارت کہ مثل عارت گفتہ اید  
 تاحدے کہ بضاعات اقلی عیس و بلاد ہند بعد از اہماز فرض چوں  
 نفرض معرہ و ردتا و کلا و گماستگان او خواہند ہیج خریدار و استکار  
 ہیج و شرع نتواند بود و چوں لہالیں و لہالیں چال شد کھمازات  
 خاصہ و تجارت اطراف و لواحد دیاہ بہ دولت خانہ قیس فرستند . آسما  
 نیر ہیج آفریں رارخصت نہاشد کہ معاملہ کند تا لو اب ملک اسلام انتخاب



اس اقتباس میں مورخ کے بیاں میں ایک خفیہ سا اختلاف پایا جاتا ہے اور وہ یہ ہے کہ وہ سن ۳۸۰ء کے واقعات میں لکھتا ہے کہ شیخ الاسلام جمال الدین کو منسل یا قیاً (لو یا من ذوق قآن) نے ہر چند ہمالک فارس و بلخ اور کی حکومت سنبھال لی لیکن اس نے قبول نہ کی اور خیرہ گیش کو سوزنا اور اپنی بے مثل تلافی کاروبار کو ترک کرنا پسند کیا۔ اسی سال کے کسی مہینہ میں سلطان اعظم تقی الدین (مربان الہت) کا انتقال ہو گیا پھر دو ہی سطروں بعد انتقال کی تاریخ ان الفاظ میں لکھتا ہے۔

وذلك في شهر راتين وسبع مائتين وثمانين

بہر حال سن ۳۸۰ء کے اخیر یا سن ۳۸۱ء کے اوائل میں ملک تقی الدین وزیر معبر کا انتقال ہو گیا اس وقت راجا برہم تھا۔ اس نے چاہا کہ اس کی متروکہ عاود و مال و منال پر تصرف کر لے لیکن جمال الدین کے لڑکے سراج الدین نے میں ہزار اشرفیاں دیکر راجا کو راضی کر دیا۔ اور راجہ نے پچھلے وزیر کا منصب سراج الدین کو محنت کیا ناظرین نے وصاف کے بیانات سے یہ تو معلوم کر لیا ہوگا کہ جمال الدین اور تقی الدین میں تجارتی تعلقات کے علاوہ کوئی دوسرا تعلق بھی تھا۔ اصل یہ ہے کہ یہ دونوں حقیقی بھائی تھے اور سراج الدین جمال الدین کا بیٹا اور تقی الدین کا بھتیجہ تھا یہ نامور خاندان مدنی تھا اور اس کے امرا و فارس کی اس عہد کی تاریخ میں بہت مشہور ہیں۔ وصاف نے جابجا جمال الدین اور اس کے اہل خاندان کا ذکر کیا ہے (دیکھو صفحہ ۳۰۴ و ۴۰۵ و ۵۰۷ و ۵۰۸ و ۶۴۷) اور سب سے زیادہ یہ امر یاد رکھنے کے قابل ہو کہ خود وصاف بھی اس خاندان سے وابستہ تھا یہی وجہ ہے کہ اس کی تاریخ میں جابجا معبر کے حالات برج ہیں جس سے اس ملک کی تاریخ کے متعلق بہترین معلومات دستیاب ہوتی ہیں جو براہ راست جمال الدین اور دیگر باخبر اصحاب سے حاصل کی گئی تھیں) مثلاً اوپر کے اقتباس میں مورخ نے بہ راہ راست جمال الدین سے روایت

یعنی مہرا کو دیا ہندوستان کی لمبی سمجھتی تھی اس کی ساری تجارت کے مہلمان ملک  
تھے اور اسی وجہ سے وہ اسے ہندوستان کی کبھی سمجھتے تھے۔ ساڑھے باسو برس بعد  
ہندوستان کی اس کنبی کے لیے فرامیسی اور انگریزی تاجروں میں بیز آرمائی ہوئی  
اور ہندوستان میں انگریزی راج کی پہلی اینٹ اسی گز نامک دیں بس رکھی گئی۔  
جسے مہلمان تاجر معبر کہتے تھے۔

آگے چل کر وصال لکھتا

در آخر شہور سنہ ۸۰۰ شیخ الاسلام جمال الدین مروجہ حضرت  
جہاں نیاہ تد جیدان کہ ابراہاں حضرت برقلد  
حکومت ممالک فارس . داعنان امور دفتہ الاسلام  
ترغیب و تنبیہ کرد آس اس استعداد و چہرہ عقلمند  
ملکت رد . و عارم دولت فائز کیش تد

دور اوایل اس سال ملک اعظم مرہاں الہند تقی الدین محمد الرحمن  
الطیبی . مازا سے آگاہ سالہا دریاہ بہاہت ذکر دو جاہست  
قدر و الساع عرضہ ثروت و استملع بمباح غور گذر امیدہ بود از  
ملکت ہند بر معر فاکند کرد و اراک و دوس خرامید  
و ملک فی شہور سنہ ۸۰۰ و سعایتہ . . .

پادشاہ معمر بر مال بجاہت رعایت معبود و طریق ضلالت متہود و  
کہ بر مال و محلات اودست اخصاب دراز کند ملک معظم سراج الدین  
ابن شیخ الاسلام جمال الدین گردنایف و تائف خواطر پیوستگان کرد  
و دوست ہزار دینار زر الزام کرد تا ازین خطاب بانحال کول کرد  
و منصب ملک ماضی تقی الدین بر ملک سراج الدین مقرر داشت

والہ تھے تاہم یہی حالات پر نور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ تفسی الدین (متوفی سنہ ۵۳۸ھ) کے عہد وزارت میں مہر کی نہایت اچھی حالت تھی یہ وہی راہ ہے جبکہ مارکو پولو نے مہر کو دیکھا اور اسے بہتر حالت میں پایا تھا۔

مسلمان وزرا مہر کے ضروری حالات مختصر طور پر لکھ دینے کے بعد ہم پھر سلطنت مہر کے سیاسی واقعات کی طرف متوجہ ہوتے ہیں۔ وصال بقیہ احوال لوگ مہر انجام کتاب اس طرح لکھتا ہے :-

”راے مہر کلید نور مال چل داند سال در کمال بطلت و قدرت و نظم امور مملکت مدت رندگانی یافت کہ اندیشہ معارضے و قصد دشمنی اورا شاعل از دستاغل ضروری بقیاد و بعروض مرصعہ در سج الفرائس تختت و فرط کامرنگاری و بر خور داری از حرائر وافر و حصول شہتیا و استیفا لدات اینجانی مداں پیوست چنانکہ در خزانہ شہر مردی (مدرا) ہزار و دویست کورے از مودع ساخت ہر کورے ہزار لکے ہر لکے صد ہزار دینار۔ و اقطاع زداہر نفیس و اطلاق حواہر نفیس از در ہائے ستارہ درخت و لعل آب صفوت و یاقوت آتش فروغ و میروزہ آسمان گوں و قزقذ اس نمائے چند انکہ ذکر اند کے از بسیار و عشرے از اعتبار آں بیار زیبا عیار عبات خواہد اتفا میرا بن تقریر بدایا ترصیع زیر برد (ص ۵۲۸ ۵۲۹) . . . در حکم کلید نور در ملک مجازی حکومتے اس و عمرے متع و مدتے مافرع یافت و اورا دویس بود۔ و رگتر سردر مدی کہ ماورش را بہ حکم خلعت و کجاح حرب تعارف و آمیج حویس در قید و حیت آوزہ بود۔ دیگر پیرہ بندی کہ منت نہال وجود اوازہ حضرت الدین بود یعنی ماورش

کی ہے۔ وصال لکھتا ہے:

”جوں علوقدرو سیاہمت ذکر و نفا د امر و عطست احتشام ملک اسلام  
جمال الدین و ملک اعظم تقی الدین در اکثر بلاد ہند با صفا میں دیا رست  
ہمیشہ ملوک آں اطراف بہ موالات ایساں متعاصد و متطاہر بودہ اند و رسل  
و مراسلات در آئس ملتقات و مقتضات متوار و دامتہ۔ ایں مکتوب  
در شہور سہ ماہ (سنہ ۸۰۴) از زبان ملک اعظم محمد الدین احمد بن ابراہیم  
در خطاب سلطان علی بن ہرالدین موید در جواب تقضی استکرہ دیا رست  
طائفہ اعتدال اور مدنیۃ السلام (لعداد) کاتب را اتفاق انا اُخاد“

نور الدین جن کا ذکر اس اقتباس میں پایا جاتا ہے، جمال الدین کا لڑکا تھا وہ ۶۹۶ھ  
میں چین کی سفارت پر نامزد ہو کر گیا تھا واپسی میں جب معبر سے صرف دو دن کی مسافت  
رہ گئی تھی اس کا انتقال ہو گیا اور اس کی قبر ملک معبر میں اس کے چچا کے مرقد کے قریب  
سنہ ۸۰۴ میں جب باپ کو اس کی وفات کی خبر ہوئی تو اس نے بڑے صبر سے کام لیا  
(وصاف ص ۵۰۷) اور آخر سنہ ۸۰۴ میں جمال الدین کو کشمیر سے بلاکر مملکت شیراز پر واپس  
وہاں سخت بد نظمی بھیلی ہوئی تھی لیکن جمال الدین کی حُسن لیاقت سے چند ہی روز میں  
خاطر خواہ انتظام ہو گیا۔ لیکن زیادہ عرصہ نہ گزرا تھا کہ سنہ ۸۰۴ میں جمال الدین کا بھی  
انتقال ہو گیا۔ (ص ۵۰۷)

مسلمان وزراء نے معبر جنہوں نے دکن کی ہندو سلطنت میں ایسا رسوخ پیدا کیا تھا  
ہندوستان بالخصوص دکن کی تاریخ میں خاص طور پر تذکرہ کئے جانے کی قابل ہیں وہ  
ان مسلمان وزراء کی فہرست میں جنہوں نے دکن کی حکومت کامیابی کے ساتھ کی اور جن کا  
اختتام دولت آصفیہ کے نامور وزراء پر ہوتا ہے اولیت کا شرف رکھتے ہیں اس عہد میں  
مہر کا ملک ہند اعظم کی حیثیت رکھتا تھا اور اس کے تعلقات دنیا کے دور دراز ملکوں سے

رہیمیت در دست لشکر سدر بندی اُماد

دیں رخصت الیکے مار مال دھڑا دھڑا کلینہ رپور کہ اراغیں پیرہندی  
 نور و طرف کرامتین اراحوالی فائل اُماد اور مال و حال نہ دکر دہشت  
 پیرہندی رسامید۔ آں خدمت مرقع شکور یافت اماند نیدی سر مملکت  
 بدست در گرفت و لشکر و حراہ در تصرف آورد ارس موجب بیل لالچ  
 دم الاحیں اُماد واداجی احوث مقداریہ و قاجار سلطنت  
 مرقع۔ چوں در ہر ملت و در کیشیں بدکاری میںے ندارد۔ این مہمی ار  
 تذکار بیہ ہار است و عالیہ قدر دیر و در و در متوقع باشد۔ سدر بندی  
 ما وجود اسات سلطنت و اتیلاف تحفاید لشکر اراغے سعادت و محبت  
 محروم و طبع خام در دیگ متبی بے آتش سحت می تحبہ و از خوابیں سدار  
 بیدار می ستد تا انحال حقوق و اصاحت حقوق درو سے رسید و در ادا  
 تہو رسنہ سبعا تہ (۹) پیرہندی اعتقاد لشکر و اسید عمارت  
 آغاز در۔ سدر بندی منزع و گریزاں تد و در امن حمایت لشکر سلطنت  
 علاء الدین دہلی آویزاں پیرہندی در مملکت موروث فوت سلطنت  
 و استقلال یافت (ص ۵۳۰-۵۳۱)

اس تفصیل کا اجمال یہ ہے کہ راجہ کلیش دیو بر مال رائے معبر نے چالیس برس  
 نہایت جاہ و جلال کے ساتھ راج کیا اور خزانہ وافر جمع۔ اس کے دو بیٹے تھے بڑے کا نام  
 سدر بندی تھا، جو راجہ کی منکوہ بیوی کے بطن سے تھا اور چھوٹے کا نام پیرہندی تھا  
 جو ایک خادمہ کے پیٹ سے تھا۔ وصال لکھتا ہے کہ یہاں کے راجوں کا دستور  
 تھا کہ ان کے محل میں ہزاروں عورتیں ہوتی تھیں جو ہر قسم کی خدمتیں انجام دیتی  
 تھیں۔ پیرہندی نہایت ہوشمند اور ذہین تھا۔ راجہ نے ہونہار دیکھ کر اسے

بے ملا قدر ما توہری حریف بکستہ و اندھاس و مصطفیٰ اودے یہ عادت  
لوک انجا آئے کہ ہر روز لیدر مانتن مصلح ملک و سواج بومی یوں  
انہرا تختہ بشیب آئند و از دھام بارگاہ سلطنت بفرق انجا مدہر  
ارواح و مصلح حواس و محاسب و رکناک لازم بادشاہ باشند و لہذا در جہ  
بخردی ہر اشکمل تودہا کہ حاجب و ترخان و ساتھی و یافعی تا فرار شس و  
دریاں این طائفہ مانند و ورتیب مردوزں ہمدیگر محتاط .

بادشاہ حسب ارادہ و استحصال قرعہ انتخاب کرے کہ امداد و صحیح بستر  
و اس ہمدیگر دیمقہود این تقریر غریب عادات ایساں است .

چوں میرہ بندی را ندانست و دریت مختار می دانست و لایت عہد  
بنام او موسوم گردانید۔ بر اکتس سدر بندی از بحال متغیر و متنزہت و  
دست عبرت سر نہ حد در شیم تہورا و کشید تا حقوق اظہار کرد۔ و در آخر  
ستہ قلع و سہائے سلسلہ بہ تیغ حقیق سلب ۔ پیدرا قتل کرد  
در تہروردی یہ تیغ زنی تراج رہاد و لشکر کے کہ دہاں حوالی بود و ضبط آرد  
و بعضہ از خزانہ آتہا شہر مسکو نقل فر دو خود نیرسہ

اما کوس و اسے روین و تیغ اباناری اسیاں و سیلان گنج  
طریقت نمودہ میرہ بندی مارہال و انبال طلب تار پدر از عقب برادر  
جہادرت کرد و سر فریدر کے کہ بلعت ایساں بلاچی خوانند۔۔۔ اتفاق  
مصادقت و مصداق امت افتاد۔ و تیغ ہای ہندی .۔۔ در یکدیگر بستند  
چو در اے چوں تدمہ دست راغ جہاں چوں شست تیغ چوں چراغ  
ہر دو را در اکیعت حال ہمدیگرے جہراہ ہر میت گرفتند میرہ بندی  
تحت تیرہ بندی نمود تا از کشادمانہ زخمے یافت و ہمت فیل دار

دور در حبس بسر گذرانید (شبه مجری) صفدر را معهود داشت که متعین استخلاص معمر را و اگ گشتند و بیمار ماندت که میاں اخوین قائم بود بعضی قصبات را ایل کردند پس از معبره نظامت محاصرت نموده لشکر به انوه ارجال و امیال فراوان مداعت را متعقیل شدند ملک میو (مانسب) که خود را کیوان محل می نید اتمت برادر رحمت راجتند و لشکریان باز گردانید.

وصاف کے اس بیان سے، معلوم ہوتا ہے کہ لشکرِ علانی کی حملہ معبر سے قبل دھورِ مندر کے راجا کو بیرہ پنڈی نے فوجی مدد دی تھی بیرہ پنڈی نے یقیناً اس خطرہ کو محسوس کر لیا تھا جس سے غنقریب اس کے ملک کو سابقہ پڑنے والا تھا اسی وجہ سے اس نے چاہا کہ اگر ممکن ہو تو اس کی قبل از وقت مداخلت ہو جائے لیکن بدقسمتی سے بھائیوں کی آیس کی لڑائی نے معبر کی حالت کو ابتر کر رکھا تھا اور ایسی حالت میں ناممکن تھا کہ علاء الدین کا لشکر جو معبر کی تول و خوش حالی سے بے خبر نہیں ہو سکتا تھا ایسے موقع کو نظر انداز کر دیتا۔ سب سے بڑھ کر یہ ہوا کہ معبر کے راجہ بیرہ پنڈی نے پیش قدمی کر کے علاء الدین کا مقابلہ کیا جو غالباً خاص طور پر اس حملہ آور کی کا قوی محکم ہوا ہوگا۔

اینا جائتین قرار دیا۔ سندرندی نے حسد اور غصہ میں اپنے باپ کو قتل کر ڈالا اور اُس کی جگہ دار السلطنت مروی (مرا) میں تخت لیتن ہو گیا اور خزانہ شہر میکور کو حفاظت کے لئے منتقل کر دیا۔ جب پیرہ بندی کو خبر ملی تو انتقام کے لئے فوج کشی کی دونوں بھائیوں میں ایک تلاجی یعنی تالاب کے کنارے لڑائی ہوئی۔ پیرہ بندی زخمی ہوا لیکن دونوں طرف کی فوجیں ایک دوسرے کے حال سے بے خبر نہ ہوئیں راجہ کلیشہ پور کا نواسا الکی منار برال کرام حتی حوالی قابل کا حاکم تھا۔ وہ پیرہ بندی کا مددگار ہو گیا۔ بھائیوں میں پھر جنگ و جدال شروع ہو گئی آخر پیرہ بندی غالب آیا اور سندرندی تاب مقاورست نہ لاکر سلطان علاء الدین کے لشکر میں پناہ گزیں ہو گیا۔ اس آفتاب میں وصال نے سندرندی کے شکست پانے اور علانی لشکر میں پناہ گزیں ہونے کا واقعہ بقید سنہ درج کیا ہے لیکن افوس ہے کہ جو نسخے میری نظر سے گرے ان میں سستہ سبمانہ (منسختہ) ہجری لکھا ہے اکائی اور دہائی کے الفاظ گئے ہیں جس وقت علاء الدین کا لشکر معیرہ حملہ آور ہوا اس وقت ان دونوں بھائیوں میں جنگ جاری تھی (دیکھو خزائن الفتوح امیر خسرو) اور علانی لشکر کے مقابلہ کی تاب نہ لاکر پیرہ بندی شہر بٹشہر بھاگتا پھرتا تھا۔ بالآخر جنگوں میں پناہ گزیں ہو گیا۔ اُس کا بھائی سندرندی بھی لشکر کے قریب پہنچنے کی خرسنتے ہی دار السلطنت مرا کو چھوڑ کر بھاگ گیا تھا۔

وصاف نے تتمہ فتوح و احوال سلطان علاء الدین کے سلسلہ میں حالات سبر کو اس طرح بیان کیا ہے۔

”وایں مقام لشکر اسلام قاصد دیار دوسرے شد۔ راسے با ستار اقلغ نو  
دار ستر استمداد لشکر کرد۔“

جوں میاں راوران پیرہ بندی و سندرندی بعد از قتل یدر مراغ قائم



دہا جوں کو لوٹ کر اپنا خزانہ بھر لے۔ اس ارادہ سے فوج لیکر چلا ہی تھا کہ لشکرِ علانی کی حملہ آوری کی خبر سی۔ فوراً لوٹا اور اپنے دارالسلطنت میں آکر مقیم ہو گیا۔

وصاف اور امیر خیر و کے بیانات میں بعض جزئیات میں اختلاف ہے۔ امیر پٹنڈیا کو بڑا بھائی بتاتے ہیں اور وصاف سدر پٹنڈیا کو۔ وصاف کے بیان سے معلوم ہوا ہے کہ سدر پٹنڈیا اور راجہ دھور سمدریس آپس میں دوستانہ تھا اور ایک سالہ دوسرے کی مدد بھی کی۔ امیر لکھتے ہیں کہ عین حملہ آوری کے وقت راجہ دھور سمدریس نے حملہ آوری کے لیے روانہ ہوا تھا۔ ان جزئیات کو چھوڑ کر امیر اور وصاف دونوں کے بیانات سے معلوم ہوتا ہے کہ اس حملہ آوری کے وقت دونوں بھائیوں میں لڑائی ہو رہی تھی جس کا موجب پچھلے راجا کا اتنے بیٹے سدر پٹنڈیا کے ہاتھ قتل ہو جانا تھا۔

(باقی آئندہ)

جس وقت لشکرِ عالمی حدودِ دھور سمندر کے قریب پہنچا تو تفحصِ حالات پر  
پہ سالار ملک کا فوراً جو حالات معلوم ہوئے انھیں امیر خیر نے خزانہ نقیج میں بیان کیا۔

ملک الترق در روش کردن خبر سے تیس مشرکان آتس یاے راداموم گرم  
خیر گردیدہ از ہر طرف، در تفتیش و تفحص می بود تا آئیدہ گاہاں سازل یت  
جیاں معلوم گشت کہ دور سے مہجر کہ در اتحاد یک لے لودہ اند ہر دورا اتصال  
محکم تر از فرقہاں و دیو یکر بودیوں سندر پندیا کہ برادر کہتر است بر لے اہما  
مصالح ملکی از خون آبادست خود را کف خضیب گردانید و سرائیاں را کف  
جذبا ساختہ برادر بزرگ بیر پندیا از چندی ہزار ہندو سے کیوالی اجاع ساختم  
است و دوشہر خالی گذار شستہ و بر اسے سطح او سر بلع الیہ شدہ و بلال دیور لے  
دھور سندر چوں شہر را از ہماراے خالی شتود آہنگ آں کر کہ بغارت  
ہماجن آں ہر دو شہرین یہ ایک منزل کند و برسد ناگاہ از عقب ادارہ  
آسمان سکاف واں جذبا لہم العالمیون از کوس کر منصور شتود در غلیاں  
بجیلون اصلا ہم نمی آواہم من الصواعق خذ الموت ماندہ و از بس مہابت  
چون زحل منکس بحال بد و طالع مکلوس سوسے برج ہیو ط خویش راجہ تہ  
از سیاہ پیروانہں طاہر طیر شدہ در بیت الحیف جلیسی رہید۔

سادہ الفاظ میں اس رنگین عبارت کا بشاویہ ہے کہ حملہ آوری کے وقت مہجر  
میں دو علی کا دور دورہ تھا دورا جا راج کر رہے تھے اور باوجود بھائی ہونے کے آپس  
میں لڑائی میں مشغول تھے بڑے بھائی کا نام بیر پندیا اور چھوٹے بھائی کا نام سندر پندیا  
تھا۔ تنازع کی وجہ یہ تھی کہ سندر پندیا ہی اپنے باپ کو قتل کر کے سلطنت پر قابض  
ہو گیا تھا۔ بیر پندیا لشکرِ جرار لیکر انتقام کے لئے روانہ ہوا اور اپنی حکومت کے دوشہر  
یہ حفاظت چھوڑ گیا۔ دھور سمندر کے راجہ کو طمع دامنگیر ہوئی کہ ان دونوں شہروں کے

عہد اسلامی کی سب سے اہل یورپ نے جو کما میں لکھی ہیں ان کا زیادہ حصہ ای کی تصنیفات سے احو ہے۔ یال کارلوا (PAUL CASANOVA) نے کتاب الخلیط سے احو کر کے مصر کے تاریخی مقامات کا تذکرہ مرپ کیا ہے جو دریا کی مجلس آثار مشرقیہ کی طرف سے ۱۹۰۷ء میں تیاہ ہوا ہے۔ کتاب الخلیط سے احو کر کے ڈاکٹر وائل فیلڈ (WUSTEN FELD) نے قطیوں کے حالات ۱۸۴۵ء میں بمقام کوئٹنگس اور گراف (GRACEFF) نے الاہرام کا تذکرہ ۱۹۱۱ء میں بمقام لیسرک چھپوایا ہے۔ راویر (RAVAISSE) نے خاص شہر قاہرہ کے متعلق، طحا کے جملہ بیامات کو بہت سے عوامی نقتوں اور تصویروں کے ساتھ ایک مستقل کتاب کی صورت میں جمع کیا اور ۱۸۸۷ء میں طبع کرایا ہے۔ کاترمیر (QUATREMER) نے سلاطین ملوک کی تاریخ ترجمہ کی اور دو جلدوں میں ۱۸۳۷ء میں پیرس میں طبع کیا ملوشہ (BLOCHE) نے تیسری کی تصنیفات سے احو کر کے تاریخی اور جغرافیائی توضیحات کے ساتھ مصر کی تاریخ لکھی اور ۱۹۰۰ء میں پیرس میں چھپوایا۔

تذویر النقد ۱۸۹۷ء میں روٹک میں اور ۱۸۹۵ء میں قطنینہ میں طبع ہوا ہے اور مشہور مشرق دی ساسی د نے فرامیسی میں اس کا ترجمہ بھی کیا ہے جو ۱۸۹۷ء میں پیرس میں طبع ہوا ہے۔ اس میں تین فصلیں ہیں۔ پہلی فصل میں عرب کے قدیم سکوں کا ذکر ہے دوسری فصل حلقہ اسلام کے سکوں سے تعلق رکھتی ہے۔ تیسری فصل میں مصری سکوں کے حالات ہیں۔ ذیل کا مضمون پہلی اور دوسری فصل پر مشتمل ہے۔ تیسری فصل کا اقتباس کسی آئندہ اتاعت میں نذر ناظرین کیا جائے گا۔

(ایڈیٹر)

## نقود اسلام

جس کو علامہ تقی الدین احمد علی المقریزی کی تصنیف ”شذور العقود فی ذکر النقود“ کے مولوی محمد جعفر صاحب مولوی کامل نے اخذ کیا ہے :-

علامہ تقی الدین احمد علی المقریزیؒ ديار مصر کا مشہور مورخ ہے ۷۶۱ھ میں پیدا ہوا اور ۸۲۵ھ میں جبکہ اس کی عمر انسی سال کی تھی۔ مصر کے دار السلطنت قاہرہ میں انتقال کیا۔ ملوک حرا کہہ کا معاصر تھا اور خلیفہ المتوکل علی اللہ ۸۶۳ھ ۸۶۸ھ کے عہد میں ملک یعقوب الدین برقوق ۸۶۲ھ ۸۶۷ھ نے اسے امامت کی خدمت تفویض کی تھی اس نے مصر کی تاریخ و جغرافیہ اور آثار قدیمہ کے متعلق کئی ضخیم تصانیف لکھی ہیں۔ منجملہ اُن کے بعض مشہور و معروف کتابوں کے نام یہ ہیں۔ (۱) المواخط والاعتبار فی الحطط و الآثار اس میں مصر کی تاریخ و جغرافیہ اور آثار و عمارات کا تذکرہ ہے۔ ۸۲۵ھ ۸۶۲ھ میں دوبارہ مصر میں یہ کتاب چھپی ہے (۲) کتاب التلوک فی معرفۃ دول الملوک اس میں سلاطین ملوک کے حالات ہیں اور ۸۲۵ھ میں گوگس میں چھپی ہے (۳) التعاظ الحما باخبار ایتہ الخلفاء اس میں خلفائے فاطمیہ کا تذکرہ ہے اور ۸۲۳ھ میں احمد کی نے مصر میں چھپوایا ہے مقریزی کی تصنیفات نے یورپ میں خاص شہرت حاصل کی ہے اور مصر کے

چھ ہزار دانوں کے مساوی ہوتا ہے۔

جب جناب رسالت اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے تو اپنے ان اور ان میں کسی قسم کا تغیر و تبدل نہیں فرمایا بلکہ اسی جناب کے مطابق پانچ اونیہ چاندی میں پانچ درہم اور بیس دینار طلائی میں نصف دینار زکوٰۃ مقرر فرمائی۔

جناب رسالت اکرم کے بعد جب حضرت ابوبکر صدیق رحمہ اللہ خلیفہ مقرر ہوئے تو آپ نے بھی عہد رسالت کے عمل درآمد کو برقرار رکھا۔ حضرت عمر فاروقؓ کے عہد خلافت میں جب مالک مصر و عراق فتح ہو گئے تو آپ کی خلافت کے آٹھویں سال سئلہ میں مختلف مالک کے وفود بارگاہ خلافت میں باریاب ہوئے۔ ان میں ایک وفد اہل بصرہ کا بھی تھا اس کے سردار خنف بن عیسٰی حضرت عمرؓ سے باشندگان بصرہ کے لئے چند امور انتظامی کی خواہش کی۔ جن کی بنا پر حضرت نے مفضل بن یسار کو بصرہ روانہ کیا اور ان کے اہتمام فرات سے بصرہ تک ایک نہر بنوائی جو نہر مفضل کے نام سے مشہور ہے اس کے ساتھ ارضی کی تحقیق کے لئے جریب اور ہر جریب پر لگان کا تعین فرمایا اس کے بعد سکے مضروب کرائے جن کی شکل و صورت کسروی سکون کے بالکل مشابہ تھی۔ لیکن ان سے بعض پر ”الحمد للہ“ بعض پر لا الہ الا وحدہ“ اور بعض پر ”محمد رسول اللہ“ اضافہ کر دیا گیا تھا۔ آپ کے زمانہ خلافت میں شروع سے آخر تک دس درہم چھ مثقال کے ہم وزن معین تھے۔

حضرت عثمان بن عفان کے عہد خلافت میں جب سکے مضروب ہوئے تو ان پر آپ کے حکم سے ”اللہ اکبر“ نقش کیا گیا۔

حضرت معاویہ بن ابی سفیان نے اپنی عہد خلافت میں زیادہ کو کونہ اور بصرہ کا عامل مقرر فرمایا۔ اس علاقہ میں اس وقت تک وہی اوزان و میاں رائج تھے جن کو حضرت عمرؓ نے مقرر فرمایا تھا۔ اس کے لحاظ سے درہم میں کمی اور تغیر میں زیادتی ہو گئی تھی

قدیم زمانہ میں دو قسم کے سکے رائج تھے۔ ایک دافہ دوسرا طبریہ۔ انھیں دو سکوں سے انسان معاملات بیع و شریٰ انجام دیا کرتا تھا۔ درہم دافہ کا دوسرا نام بعلیہ تھا۔ یہ اہل فارس کے سکے تھے اور ان میں سے ہر ایک درہم کا وزن ایک مثقال سونا ہوتا تھا ان کے علاوہ ایک اور قسم کا سکہ بھی مروج تھا جسے جواز کہتے تھے۔ اس کے ہر دس موہم میں تین درہم کا نقصان ہوا کرتا تھا یعنی سات بعلیہ درہم دس درہم جواز کے مساوی شمار کئے جاتے تھے یہ کیفیت متحدہ دنیا کی تھی۔

اہل عرب ایام جاہلیت میں محض سونے اور چاندی کے کڑے استعمال کیا کرتے تھے اس کے علاوہ دوسرے متحدہ ممالک کے سکوں کا بھی ان میں رواج تھا۔ مثلاً رومیوں کے طلائی دینار جن کا نام قیسریہ تھا اور چاندی کے درہم جو دافہ اور طبریہ کہلاتے تھے۔ زمانہ جاہلیت میں درہم و دینار کا وزن زمانہ اسلام کی بنیت دو گنا ہوتا تھا یعنی چاندی کے ایک مثقال کو درہم اور سونے کے ایک مثقال کو دینار کہتے تھے یہ بلاوجہ سب کی عام حالت تھی۔ لیکن اہل مکہ کے معاملات بیع و شریٰ میں ان کا استعمال نہیں ہوتا تھا بلکہ ان میں خاص اوزان مستعمل تھے مثلاً ایک وزن رطل کا تھا رطل مارہ اوقیہ کا اور اوقیہ چالیس درہم کا ہوتا ہے اس اعتبار سے ہر ایک رطل چار سو اسی درہم کے مساوی ہوا کرتا تھا دوسرا وزن نص کا تھا جو نصف اوقیہ یعنی بیس درہم کے مساوی ہوتا تھا تیسرا وزن تورہ تھا جو پانچ درہم کے مساوی ہے۔ درہم طبریہ کا وزن آٹھ دانق درہم بعلیہ کا چار دانق اور درہم جواز کا ساٹھ دانق ہوا کرتا تھا ایک دانق کا وزن آٹھ غیر موثر حبه شعیر کے مساوی ہے۔ ایک دوسرے حبه دس درہم چھ مثقال کے مساوی ہوا کرتے تھے ایک مثقال بہتر حبه شعیر کے برابر تھا بعض لوگ بیان کرتے ہیں کہ ابتدا میں مثقال کا وزن ساٹھ حبه شعیر کے برابر ہوا کرتا تھا۔ ایک حبه شعیر سودا نہ خردل کے ہم وزن تھا۔ اس لحاظ سے ایک مثقال کا وزن خردل کے

جو مشہور صحابی ہیں اس درہم سے بیع و شراعی کرتے اور اسے محبوب نہیں سمجھتے تھے۔  
 عبد الملک کے زمانہ میں جدید سکوں کے رواج پانے کا سبب یہ ہے کہ ایک  
 دفعہ خالد بن یرید بن معاویہ نے عبد الملک سے بیاں کیا کہ علمائے اہل کتاب کا قول ہے  
 کہ وہ خلیفہ نہایت طویل العمر ہوتا ہے جس کے زمانہ میں سکے مضروب ہو کرتے ہیں۔  
 پس کر عبد الملک نے اسلامی سکے مضروب کرنے کا حکم دیا۔

بعض لوگ یہ بیان کرتے ہیں کہ عبد الملک نے میسر روم کو ایک خط لکھا جس کے  
 عنوان پر آیت قل هو اللہ احد اور خاتمہ میں جناب رسلنا صلعم کی تعریف مذکور  
 تھی یہ امر قیصر کو شاق گذرا اور اس نے جواب میں لکھا کہ اس طریقہ کو ترک کر دو ورنہ ہم  
 تمہارے نبی کا ذکر اپنے سکوں پر برائی کے ساتھ درج کریں گے۔ عبد الملک نے اس بارے  
 میں احیان سلطنت سے مشورہ کیا تو خالد بن یرید نے رائے دی کہ مسلمانوں کو چاہیے کہ  
 رومی سکے کا استعمال ترک کر دیں اور اس کے عوض اسلامی سکے مروج کریں اس رائے کو  
 سب نے پسند کیا اس کے بعد عبد الملک نے اسلام کا جدید سکے مضروب کرایا۔

بعض روایات سے ثابت ہوتا ہے کہ سب سے پہلے درہم کو ایک یہودی نے  
 مسکوک کیا تھا جس کا نام سیم تھا اور تیا میں اس کی سکونت تھی اور اسی سے نسبت دیکر  
 اس عہد میں درہم کو درہم سیمری کہا کرتے تھے۔

عبد الملک نے جب جدید سکے مضروب کرایا تو اسے حجاج بن یوسف کے یہاں  
 بھیجا اور اس نے اسے تمام بلاد اسلام میں روانہ کر دیا تاکہ آئندہ اسی نمونہ پر درہم مسکوک  
 ہوا کریں۔

عبد الملک نے جو سکے مسکوک کرائے تھے ان پر ایک جانب قل هو اللہ احد  
 اور دوسری جانب لا الہ الا اللہ نقش تھا اور اس کے اطراف دو حلقوں میں ایک  
 طرف "ضرب هذا الدہم بحدین مکہ" اور دوسری طرف محمد رسول اللہ

اور اس کے مطابق جب فوج میں یومیہ تقسیم ہوتا تو دونوں میں مساوات نہیں رہتی تھی زیادہ کو جب اس کا احساس ہوا تو حضرت معاویہ کے حکم سے ان میں ضرورت کے موافق کمی و زیادتی کا عمل کر دیا اس وقت اباب درہم کا چھ دانق اور دس درہم کاسات مثقال وزن قرار پایا۔

حضرت معاویہ نے اپنے عہد میں جو دنیا رمل کو کرائے تھے ان یراناں کی قیمتیں متعین تھیں اور اس کی گردن میں شمشیر جمیل تھی۔ صحابہ کرام رم نے اس کو پسند نہ کیا ہرگز نہیں دیکھا یہاں تک کہ ایک پایہ نے ان پر حضرت معاویہ سے بالمتافہ اعتراض کیا۔ لیکن حضرت سے اس کا کوئی جواب نہ بن پڑا تو آپ نے اُس کا یومیہ بند کرنے کی دھمکی دیکر اُسے ساکت کر دیا۔

عبداللہ بن زبیرؓ جب مکہ معظمہ میں خلیفہ تسلیم کئے گئے تو آپ نے متذیر درہم کو کرائے اور ان پر ایک جانب چھٹی رسول اللہ دوسری جانب اصر اللہ بالعدل والوفا نقش کیا گیا۔ آپ پہلے شخص ہیں کہ جھولنے والے درہم کی شکل مند پر معین شرمائی آپ کے بھائی مصعب بن زبیرؓ نے بھی عراق میں اسی نمونہ پر درہم مضروب کرائے اور ان کا وزن ہر دس درہم کوسات مثقال کے مساوی مقرر کیا۔

خلیفہ عبدالملک بن مروان کی جانب سے جب حجاج بن یوسف ثقفی عراق کا والی مقرر ہوا تو اس نے ان تمام باتوں کو تبدیل کر دیا جو عبداللہ بن زبیرؓ کی وجہ سے عمل میں آئے تھے۔ عبداللہ بن زبیرؓ اور مصعب بن زبیرؓ کے قتل کے بعد جب عبدالملک بن مروان کی خلافت مستقل ہو گئی تو اُس نے سکہ میں درہم و دنیا دونوں رمل کو کرائے دنیا کا وزن بائیس قراط اور درہم کا وزن پندرہ قراط معین کیا۔ یہ سکہ مدینہ منورہ میں بھی رائج ہوئے۔ اور انھیں صحابہ کرام نے معیوب نہیں سمجھا لیکن ان یراناں کی صورت بتی ہوئی تھی اس لئے پسندیدہ نظروں سے نہیں دیکھا گیا۔ چنانچہ سعید بن المسیبؓ



اس کو جائز رکھیں یا بدل دیں۔ آپ نے جواب دیا کہ یہ درہم امتداد عبد الملک بن مروان کے زمانہ میں مسکوک ہوئے ہیں اس وقت صحابہ کرام کثرت سے موجود تھے لیکن کسی نے بھی اسے تبدیل کرنے کی رائے نہیں دی۔ صرف ابن سیرین نے اس سے بیع و شریعی کرنا مناسب نہیں سمجھا۔ لیکن اہل مدینہ نے اس کو مکروہ نہیں خیال کیا بلکہ اسی سے بیع و شریعی کیا کرتے تھے۔

خلیفہ صالح حضرت عمر بن عبد الغزیز سے دریافت کیا گیا کہ یہودی و نصیرانی اور جنب و حائض دونوں اس سکوں کو ماتہ لگاتے ہیں حالانکہ ان پر کلام اللہ کی آیتیں ہیں ایسی حالت میں کیا یہ مناسب نہ ہو گا کہ اس کو بدل دیا جائے۔ آپ نے فرمایا کہ اگر ہم خدا کی توحید اور اپنے پیغمبر کی توصیف کو بدل دیں گے تو غیر مسلم ہم نہیں گے۔  
الغرض جدید سکے عبد الملک کے زمانہ میں رائج ہوئے اس کی وفات کے بعد ولید بن سلیمان اور عمر بن عبد الغزیز کے عہد تک برابر استعمال ہوتے رہے جب یزید بن عبد الملک خلیفہ ہوا تو اس کے ہند میں عمر بن ہبیرہ والی عراق نے درہم ہبیرہ مسکوک کرایا اس کا وزن بھی چھ دانق تھا۔ جب ہشام بن عبد الملک خلیفہ ہوا تو اس نے سلسلہ میں خالد بن عبد اللہ القسری کو حکم دیا کہ حسب سابق درہم کا وزن سات دانق مقرر کیا جائے چنانچہ یہ سکے صرف شہر واسطہ میں مضروب ہوئے اور ان کا وزن زیادہ کر دیا گیا۔ لیکن سلسلہ میں جب خالد مغزول ہو گیا اور اس کی جگہ یوسف بن عمر ثقفی عراق کا عامل قرار پایا تو اس نے سکوں کے وزن میں پھر کمی کر دی اور چھ دانق ان کے لئے وزن معین کر دیا۔

سلسلہ میں ولید بن یزید قتل ہو گیا اور مروان بن محمد جو خاندان نبی امیہ کا آخری خلیفہ ہے اس کا جانشین قرار پایا تو اس نے خزیرہ میں سکے مسکوک کر لئے یہاں تک کہ یہ بھی قتل ہو گیا۔ اور بلاد اسلام میں دولت عباسیہ کی بنیاد قائم ہوئی۔ اس خاندان

اسرسلہ الہدی و دیں الحق لیطہر علی الدین کلمہ ولو کراہ المسترکون“  
 لکھا گیا تھا۔

عبدالملک کے عہد میں جدید درہم کے مسکوک ہونے کا ایک سبب یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ شرع کی رو سے دو سو درہم پر پانچ درہم زکوٰۃ واجب ہوتی ہے۔ اگر بڑے درہم مسکوک ہوتے تو اس کی وجہ سے زکوٰۃ میں نقصان واقع ہوتا اور اگر طبریہ کے نمونے پر چھوٹے درہم بنائے جاتے تو اس سے زکوٰۃ دینے والے خسارے میں رہتے تھے اسلئے عبدالملک نے ایسا سکہ مروج کیا جس سے نہ تو زکوٰۃ میں نقصان ہوا اور نہ زکوٰۃ دہندہ کو ضرر پہنچا۔ عبدالملک سے پہلے بڑے درہم کا وزن آٹھ دانق اور چھوٹے کا چار دانق تھا اس لئے عبدالملک ان کے درمیانی وزن کو اختیار کر کے چھ دانق کا درہم مسکوک کیا لیکن شقال کے وزن میں کسی قسم کی تبدیلی نہیں کی۔

عبدالملک کے مسکوک کئے ہوئے درہموں میں تین خصوصیات پائی جاتی ہیں اور  
 (۱) ہر دس درہم کا وزن سات شقال مقرر ہو گیا۔

(۲) بڑے اور چھوٹے درہموں میں استدال پیدا ہو گیا۔ یعنی ہر قسم کے درہم کا وزن چھ دانق قرار پایا۔

(۳) سنت نبوی کے موافق ہونے کی وجہ سے فریضہ زکوٰۃ میں کسی قسم کی زیادتی یا کمی کا اس میں احتمال باقی نہیں رہا جس کی وجہ سے جمہور میں درہم شریعی کی حیثیت رائج ہو گیا اور اسی کے وزن سے زمانہ مابعد میں رطل اور صاع کے اوزان مقرر کیے گئے۔ عبدالملک کے سکوں پر چونکہ ”قل هو اللہ احد“ مسکوک تھا اور جنبہ بعض دونوں ضرورت کے وقت بیع و شری کے لئے اسے ماتمہ لگاتے ہیں اس لئے عملاء وقت نے اس طریقہ کو کراہیت کی نظر سے دیکھا اور اس کا نام مکروہیہ رکھ دیا۔  
 بعض نے امام مالک رحمہ سے دریافت کیا کہ درہم دوبار پر آیت قرآنی مکتوب ہے

ایں کے قتل ہونے کے بعد جب مامون سریر آرائے خلافت پہنچا تو اس کو کوئی شخص ایسا نہیں ملا جو درہم کو مسکوک کر سکے اس لئے اس کے عہد میں مسکوک جارت مھر کے طریقہ پر کندہ ہونے لگے۔ یہ عمل در آمد مامون کے بعد بھی منقسم واقع اور متوکل کے عہد تک جاری رہا۔

خلفا کے سیکے حاکم سونے کے ہوا کرتے تھے۔ متوکل کے بعد ترکی غلام حبیب اور خلافت پر حاوی ہو گئے خلفا کے اقتدار میں زوال آ گیا۔ عمال نے مختلف ممالک میں خود سری اختیار کر لی۔ اس پر آتوب رمانہ میں مسکوک جانت میں بھی آمیزش ہوئے گی سب سے پہلے عبید اللہ بن رباذ نے ان میں آمیزش کی سلسلہ میں جب یہ بھرہ سے بھاگ گیا تو اس کے بعد بنی بویہ اور بنی سلجوق میں بھی اس کا رواج ہو گیا۔

پہلے خلیفہ عبداللہ بن محمد السفاح نے اتبار میں اپنے درہم مسکوک کرائے اور ان پر سکۃ عباسیہ منقوش کیا۔ پہلے ایک جبہ اور اس کے بعد دو جبہ وزن میں کمی کر دی۔ اس کی وفات کے بعد ابو جعفر منصور خلیفہ ہوا اس نے اپنے زمانہ میں تین جبہ وزن کر دیا غرض کہ اس عہد میں ایک درہم ستم قیراط کے مساوی ہو گیا۔ یہ محل ۵۵۰ سال تک جاری رہا اس کے بعد محمد بن جعفر مہدی نے مدد درہم مسکوک کرائے اور ان کے عین وسط میں بطور علامت ایک نقطہ لگوا یا اس کے فرزند موعلیٰ بن محمد الہادی نے کوئی سکۃ مضروب نہیں کیا۔ جب علی بن الرشید خلیفہ ہوا تو اس نے دارالضرب کا انتظام جعفر بن یحییٰ برکی کے تفویض کیا اس نے خلیفہ کے نام کے ساتھ درہم و دینار مضروب کرائے اور اس عہد میں درہم کا وزن ایک قیراط اور کم ہو گیا۔ ہارون کے بعد امین اور مامون نے بھی سکۃ مضروب کرائے جو با رعایت کے نام سے مشہور تھے۔ مامون کا سکۃ مرو میں مضروب ہوا تھا یہ واقعہ امین کے قتل سے پہلے کا ہے۔ ہارون پہلا خلیفہ ہے جس نے دارالضرب کا انتظام وزراء کے حوالہ کیا۔ اس سے قبل تمام خلفا اس کام کو خود اپنی ذات سے انجام دیا کرتے تھے۔ دارالضرب کا یہ انتظام رمضان ۱۵۰ سال تک قائم رہا۔ اس سال جب ہارون نے جعفر کو قتل کر دیا تو اس کا انتظام سندی کے ذمہ کیا گیا۔ اس نے رجب ۱۹۲ میں درہم ہاشمی کے معین وزن میں نصف جبہ کم کر دیا۔ امین کے زمانہ میں دارالضرب کا انتظام عباس بن فضل بن ربیع کی نگرانی میں رہا اس نے سکۃ کے بالائی حصہ پر ”سبحانی اللہ“ اور زریں حصہ پر ”العباس بن الفضل“ نقش کرایا۔

امین نے جب اپنے لڑکے موسیٰ کو دلی عہد مقرر کیا تو اس کا لقب المناطق الحق المظفر باللہ رکھا اور اس کے نام سے درہم و دینار مضروب کرائے اور ان پر حسب ذیل شعر نقش ہوا۔

مکل عنہ ومفصر فلموسی المظفر ملک خص ذکرہ فی الکتاب المسطر

عبدالمد نے یہ خبر پا کر کریم خاں لاری حوالہ دار خاصہیل کو ملا کے استقبال اور سہنل بہ منزل مہمانی کے سرانجام کرنے کے لئے روانہ کیا اور ان کے بھیجے میر مفر الدین محمد شرف الممالک نے دار السلطنت سے چند فرسخ آگے بڑھ کر استقبال و ضیافت کے مراسم ادا کئے پھر تیج محمد طاہر حسیل نے حسین ساغر سے نیم فرسخ آگے جا کر ملاقات فرمائی اور ایک ہفتہ کی ضیافت کی اور ۱۲ رمضان کو سلطان عبدالمد نے نفس نفیس ملا کی میٹوائی کو روانہ ہوئے۔ چنانچہ دروازہ شہر پنپاہ سے حسین ساغر تک دو روئے فوج اور فیضان کوہ پیکر اتادہ تھے اور سلطان عبدالمد کے ہمراہ رکاب تمام امراء و درراء و ارکان دولت گھوڑوں پر سوار تھے حسین ساغر کے قریب سرپردہ اور قیوں کا ایک شاہی کھیل تیار کیا گیا تھا جس میں سلطان عبدالمد اور ملائے قزوینی کی ملاقات ہوئی۔ ملائے شاہجہاں کے بھیجے ہوئے شمشیر و خنجر مرصع اور مکتوب شاہجہانی عبدالمد کی خدمت میں پیش کیا۔ سلطان نے بادشاہ کی خیر و عافیت دریافت کرنے کے بعد حاجب پر نظر التفات مبدول کی۔ اس موقع پر ملائے قزوینی حاجب نے اپنی طرف سے یک سلسلہ فیل۔ در اس اسپ اور تیس چالیس خوان اتائے نفیس کے مع دو قطار شتر اور ایک جفت گاؤ بھیل بطور زیندہ پیش کئے۔ سلطان نے تین چار گھڑی حاجب سے ہم کلام رہنے کے بعد ان کو خلعت فاخرہ عیسیٰ کی اور جو اشیاء انہوں نے بنوان نذر پیش کی تھیں ان پر دو زنجیر فیل اور دوسرا سپ عاقی اضافہ فرما کر ان کو عنایت کئے اور بہ سواری فیل خدم و حشم کے ساتھ دولت خانہ عالی کو مراجعت کی۔

ملائے قزوینی وہ دن حسین ساغر کے کیمپ میں گزار کر دوسرے روز دار السلطنت میں داخل ہوئے اور منظور خاں میر جلد ماضی کے مکان پر جو سلطان کی طرف سے ان کی فرود گاہ کیے گئے معین ہوا تھا فروکش ہوئے۔ سلطان عبدالمد نے ۱۷ رمضان کو تیج محمد طاہر حسیل کے توسط سے حاجب قزوینی کو طلب فرما کر ندی محل میں دوبارہ ماریا ب کیا اور اس مرتبہ بھی ملہ غالباً موجودہ فتح سداں پر۔

## سلاطین قطب شاہیہ کے تعلقات خارجیہ

اور اس کا اثر

ارمولوی سید علی اصغر صاحب بلگرامی

(۲)

شاہجہاں بادشاہ ہندوستان کا جو فرمان اوپر نقل کیا گیا ہے اس کی پذیرائی قطب شاہی دربار میں کس طرح ہوئی اس کا سراغ لگانا دلچسپی سے خالی نہ ہوگا۔ قطب شاہی مورخ اس واقعہ کا یوں ذکر کرتا ہے کہ جب دکن میں متواتر یہ خبریں آنے لگیں کہ شاہجہاں اس سال جشن نوروزی دولت آباد میں منائیں گے تو سلطان عبدالمد نے ازراہ دوراندیشی ملاقیائے شیرازی کو حاجب مقرر کر کے تین زنجیر فیل اور کچھ تحایف دیکر اس تاکید کے ساتھ شاہجہاں کے کمپ پر روانہ کیا کہ راستہ میں غیر ضروری توقف کئے بغیر منزل مقصود پر بحالت تمام فائز ہوں ملائے شیرازی دولت آباد پہنچکر شاہجہاں کی خدمت میں باریاب ہوئے لیکن اتفاق سے ملاقیاء کے پہنچنے کے بہت قبل شاہجہاں نے برہان پوری سے ملائج عبداللطیف قزوینی کو فرمان متذکرہ صدر کے ساتھ حیدرآباد روانہ کر دیا تھا چنانچہ رمضان ۱۰۲۵ھ کی آٹھویں تاریخ محلی جبکہ ملائے قزوینی سرحد مالک محروسہ پر پہنچ گئے تھے سلطان

۱۱ صاحب حلیۃ السلاطین قطب شاہی قلی ۱۱

دولت آباد واپس طلب کر لئے گئے اس کے بعد یہاں یہ قرار پایا کہ زربتیکش کے سانحہ ایک  
انقیاد نامہ سلطان عبداللہ کی جانب سے ملائے قزوینی کے ہمراہ روانہ کیا جائے چنانچہ ملاؤ  
مستی الممالک کو تحریر مسودہ کا حکم صادر ہوا۔

اس انقیاد نامہ سے معلوم ہوتا ہے کہ ارتدادات زبالی کے منجملہ ملائے قزوینی کی  
ربانی یہ حکم بھی صادر ہوا تھا کہ قطب شاہی سکوں پر اس نمونہ کے موافق جو ملا اپنی ہمراہ  
لائے تھے آئندہ سے شاہجہاں کا القاب بھی کندہ ہو کر سے چنانچہ ۱۶۵۷ء کے بعد سے  
سرخ و سفید مکہ ملائے قطب شاہی رجب دہلی عبارت کندہ ہوا کرتی تھی۔

(۱) ص ۱۷۱

(۲) ص ۱۷۱

اس کے علاوہ سلطان عبداللہ نے ملا عبداللطیف کے روبرو قرآن مجید پڑھا تو رکھ کر  
ان مواعید کی جو انقیاد نامہ میں درج ہوئے تھے بہ قسم تصدیق بھی کی تھی اس دستاویز سے  
یہ بھی واضح ہوتا ہے کہ سلطان عبداللہ کو اس امر کا اندیشہ لگا ہوا تھا کہ قبول اطاعت میں  
چونکہ وہ دنیا داران دکن<sup>۱</sup> پر مبنی قدمی کر رہا ہے اس لئے یہ بات اس کے ہم عصر سلاطین  
کے خلاف فراج ہوگی اور کہیں ایسا نہ ہو کہ جب بادشاہ کی سواری دکن (دولت آباد) سے  
پایتخت (آگرہ) کو مراجعت کر جائے تو عادل شاہ ان سب کو لیکر اس کے ملک پر ٹوٹ  
پڑے اور اس کی رسوائی کے درپے ہو جائے لہذا اس خدشہ کا بھی مناسب موقع پر عبداللہ  
نے اپنے انقیاد نامہ میں تذکرہ کر دیا تاکہ بادشاہ صوبہ دار دکن<sup>۲</sup> کو ضروری ہدایات دے کر  
اس کی کوئی پیش بندی کر سکے۔ الغرض سلطان عبداللہ نے شیخ محمد طاہر کو حکم دیا کہ وہ شیخ عبداللطیف

۱۔ یہ ایک اس زمانہ کا محاورہ تھا جو معاصر تاریخوں میں متوازن استعمال ہوا ہے لفظ دنیا سے اس موقع پر  
ملک و دولت اور عہد و تروت مراد ہے۔

۲۔ اس کا مستقر اس زمانہ میں دولت آباد تھا اس لئے کہ دکن کا بھی صدر راستہ شالان محلہ کے ریلوے تھا ۱۲

خلعت واسپ و فیل سے حاجب کو سرفراز کیا۔

حیدر آباد میں ہنور حاجب کی خاطر و مدارات ہو رہی تھی دفعتاً یہ خبر آئی کہ شاہجہاں نے ایسے حاجب کے جواب کا انتظار کیے بغیر خاندوران کی سرکردگی میں ایک فوج روانہ کر دی ہے۔ چنانچہ خاندوران اپنی فوج کو لیکر قصبہ مانڈیر تک پہنچ گئے۔ بظاہر یہ تدبیر شاہجہاں نے اس مقصد سے اختیار کی تھی کہ حاجب کے توسط سے جو شرائط و فرمائشات کی گئی ہیں ان کی تعمیل و تکمیل میں افواج خاندوران کے دباؤ کی وجہ سے سلطان عبدالمد کوئی عذر و تاخیر نہ کر سکیں لیکن یہ جبر ایسی نہ تھی جس سے حیدر آباد میں ایک تھوڑے سا پرانہ ہو جاتی۔ سلطان عبدالمد نے اہل شہر کی طاعت اور اپنی داس ستاہی کی نمائش کے طور پر نصیر الملک پوچی بنگلہ اور شجاع الملک کو چند دکنی اور ہندو سرداروں کے ساتھ سرحد قصبہ مانڈیر کی طرف روانہ کر دیا اور جو رہ نفس نفیس کو لکڑی پھینک کر حصار کی مرمت و خاڑ کی فراہمی اور آلات حرب کے اجتماع میں مشغول ہو گیا۔ شیخ عبداللطیف قزوینی نے سلطان عبدالمد کی ان پیش بندیوں سے باخبر ہو کر اس کی اطلاع دولت آباد میں شاہجہاں کو دی اور زیر کش و مصاحبت پر اکتفا کرنے کا مشورہ دیا۔ جب سلطان کو اس کی خبر ہوئی تو انھوں نے شیخ قزوینی سے مراتب صلح طے کرنے کے لئے علامہ شیخ محمد ابن خاتون کو حکم فرمایا اس وقت علامہ دکن کی مرتبہ منصب پیشوائی یعنی جگہ الملکی (حدارت عظمیٰ) پر سرفراز ہو چکے تھے اور شرائط توبہ آسانی طے پا گئے مگر خطبہ سے شان صغویہ کے نام کے اخراج اور شاہجہاں کے القاب کے شمول کا مسئلہ کئی روز تک معرض بحث میں رہا۔ بالآخر سلطان نے علمائے شہر کی ایک مجلس منعقد کر کے اس بارہ میں مشورہ طلب کیا۔ سب نے علامہ ابن خاتون کی رائے کے بہ موجب یہی فتویٰ دیا کہ جنگ و جدال کے مقابلہ میں اس شرط کا قبول کر لینا اولیٰ ہے۔ چنانچہ جب تک شیخ عبداللطیف حیدر آباد میں مقیم رہے ہر جمعہ کو خطبہ میں شاہجہاں کے نام خطبہ میں لیا جاتا رہا جب ان امور کی اطلاع عبداللطیف نے شاہجہاں کو دی اس وقت خاندوران مانڈیر سے



آں ماکور و مومیں سامم نامی و لقب گرامی بندگان الملوک حاکمان  
 طلبی و بیج اسناد لایم لایم می خوانده ماتند و هرگز بیراموں روسته که  
 سالها میخوانده اند مکر دو و بیو سته در سرحد و سعید سکه مبارک که در نگاه  
 عالم میاه کند فرستاده اند میرده ماتند و بیر قبول نمودم که ارادتای سسه  
 نه جلوس مقدس ببلد دو لاکه بیوں را که هست لکه رویه می شود از حمله چاه لکه  
 بیوں ما سه نظام الملک سال سال ملا عدد و احوال سرکار خاصه تشریفه  
 داخل سازم بدس گونه که اگر ناسا حرا ده والا گوهر لکد احقر نظام شش صوبه کن  
 ماتند نه خدمت ایالت لایم و الا هر یک از عیده های آن دولت انداخته  
 که بر داحت و مذکور را می ریز او مفوض ماتند در سام و از هشت لکه پرت  
 از بله می لکه رویه که تا سر سته هشت بالمقطع برین نیار مندرگاه مقررند  
 بود میانه نیزاده لکه بیوں سال سال متصل که سه نه جلوس مبارک ماتند  
 در نگاه معلی برستم و احمیه و تاهیت حواس و میلان و آسیا و عیسما  
 موافق تهریت مصور است و رتبه بقیمت گلکده از چشمتی حال متخص شود  
 این مرید موروثی تهریم میای ملا عدد و احوال خزانة عامه سارد و در سوات آید  
 هم اگر حصه در حمله ریشکیش رتاده شود بهین طریق ملک ماتند و بعد ازین مهت  
 ماولیا سس این دولت عظمی از همی قلب بیک رنگ و موالف و با مخالفان که آتم  
 بی سستی سته بیستند از تهل و سس و مخالفت ماتند تا راستی رسوخ این  
 میازند نه تعهدات مذکور ظاهر و ماهر گردد و حضور رفت میاه فضایل و کمالات  
 و نگاه مولا عبد اللطیف رقرآن مجید دست گذارفته قسم یاد کردم که خلاف  
 احمیه تعهد کرده ام از سر نزن و اگر احواسته ماتند صدر لاف آن کردم  
 اولیای دولت قاهره در اسرار ملک من محو خواهند بود و طریق عهده های دولت

کے ہمراہ بطور حاجب کے انقیاد نامہ پیش کش لیکر شاہجہاں کے پاس جا میں چنانچہ ضد سلسلہ  
 خیل۔ پنجاہ راس اسپ بازیں و کام زریں و سمین جس کی قیمت کا اندازہ چھ لاکھ ہوں  
 کیا گیا تھا اور چند ہزار روپیہ و اشرفی جو شاہجہاں کے نام سے یہاں مسکوک کی گئی تھیں  
 ان کے ساتھ کئے گئے۔ غہ محرم الحرام ۱۰۲۶ کو شیخ محمد طاہر ملائے قزوینی کو لیکر بیرون  
 شہر خمیزن ہوئے اور اسی طرح طے منازل کرتے ہوئے دولت آباد کی جانب راہی ہوئے  
 جب قصبہ کہر کی (اورنگ آباد) پر پہنچے تو شاہ جہاں نے شاہ علی بیگ کو توال مسکر  
 شاہی اور میرزا جہم علی بیگ منصب دار ہفت صدی و متصدی خزانہ اور کشتی افضل خاں  
 کو اس لوگوں کی پیشوائی کے لئے روانہ فرمایا چنانچہ یہ لوگ شیخ طاہر اور ملائے قزوینی کو لیکر  
 دولت آباد پہنچے اور جو تحف و پیشکش ملائے تھے وہ بادشاہ کے ملاحظہ میں تیں کئے گئے  
 شاہجہاں نے شیخ محمد طاہر کو خلعت فاخرہ عنایت فرمایا اور امراء و خیراں کی سلک میں  
 ان کی جگہ مقرر فرمائی تاکہ جہد و کہ کے متصل ان کا قیام رہے۔ شیخ طاہر نے بھی اپنی طرف سے  
 پچاس خوان استیائے نعیہ کے گڈرانے اور مورد عنایات بادشاہی ہوئے

انقیاد نامہ سلطان عبدالعزیز صاحب ذیل تھا۔

”تہذیب نامہ مرید مروتی نیک خواہ و مخلص، فدوی بلا اشتہار عبدالعزیز ملک  
 انکہ چوں بندگان اعلیٰ حضرت خاتالی ظل سبحانی خلیفۃ الرحمان سلیمان مکانی  
 صاحبقران تانی خلد اللہ ملکہ و سلطانہ و افاض علی العالمیں برہ و احسانہ کہ ہزار  
 جان گرامی فدائے نام نامی و لقب سامی آنحضرت باد، از روی کرم فطری  
 ورافت جلی ایس نا محقر را بہ بشرائط ذیل نسلاً بعد نسل و بطناً بعد طین امیں  
 نیاز مند درگاہ جہاں پناہ رحمت و مودد، ایس مرید مروتی ار صدق اعتقاد  
 و وفور اخلاص تہذیبی نماید کہ ہموارہ در ایس ملک حطیبہ چہار یار با صفہ را چنانچہ  
 اسم سامی ہر یک از آل اکابر دین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین صریحاً

اور شیخ محمد طاہر کے ہمراہ اپنی طرف سے خواجہ طاہر کو روانہ کیا مگر برہاں یورپ چکر خواجہ طاہر نے انتقال کیا اس لئے بادشاہ نے خواجہ زاہد کو اس کے بجائے بھیجا یا جیسا کہ یہ لوگ اوایل شہانہ میں ممالک محروسہ کی سرحد میں داخل ہوئے حسب سلطان عبداللہ کو ان لوگوں کے آمد آمد کی خبر ہوئی تو صلح بیگ سرنوبت سرحد استقبال کے لئے روانہ کیے گئے اور حسین ساغریر حسب سابق میر مغالدین محمد ترف الما کے یتیم خانہ کی رہبرتیاں کو سلطان عبداللہ نے حسب دستور سابق حسین ساغر کے میدان میں خواجہ زاہد سے سلطان خمیون میں ملاقات کی۔ تاہم جہاں نے نواب علانی ابن خاتون کے لئے معاملات کو صلح و آسستی کے ساتھ طے کر کے صلح میں فائزے زریفت حاصل کی خلعت فاخرہ دستار و کمر بند خاصہ اور دروہ اس اسیت تازی بازیں و براق سمین روانہ فرمائی تھیں جو سلطان کے ملاحظہ سے گزرنے کے بعد علانی ابن خاتون کو مرحمت ہوئیں خواجہ زاہد رمضان کا ہمنہ حیدر آباد میں بسر کر کے عید کے بعد آگرہ واپس ہوئے۔

حضرت صاحبقران ثانی کا عہد نامہ جو لوح طلائی پر کندہ تھا حسب ذیل تھا۔

”ایالت و شوکت و عظم و جہت و شگاہ، عمدہ ارباب دول،

قدوہ اصحاب ظل، رندہ مخلصان ارادت کیش، قطب الملک بغایات

لی عایات اودتالامہ مستطہر لودہ بداند کہ جوں دریں ولا آں قطب فلک

ایالت، بیادری نخت اختیار بندگی و اطاعت ایں درگاہ آسمانچہ مودہ

خطبہ را کہ میں بیام نامی خلفائے راشدین جہدیتیں رضوان اللہ تعالیٰ

علیہم اجمعین و محلی بالقاب سامیہ مابود، در ملک خود بر کس مبارکبادوار

گردانید و وجوہ در اہم دوزانیز را بیکہ مبارک ما آراستہ و پیراستہ راحت و

قرار داد کہ ہمیشہ ہمیں دستور در تمام آں ملک خطبہ میخواندہ باتسد و زراہ

بیکہ مبارک، ماسکوک می مودہ باشند و یتیں کشی کہ مقرر فرمودہ لودیم کرد

کہ صوبہ دار کس بات نہ آگے چوں ہم خیمیاں بہ سبب پیش قدمیٰ این نیاز مسد  
در قبول اطاعت و بندگی، درگاه جہاں بیاہ مکر عداوت من جمیعاً لیستہ انداگر  
احیاً افعال حایہ عداوت معاشرت راہات عالیات ارکوتاہ الدیتی و ما عاقبتی  
دست تطاول ملک این نیاز مسد دراز کند انتاں در دفع شتر آہا رس  
د ملک من مہر و مہاوں باشد و اگر ما وجود آں کہ این نیاز مند طلب امداد  
و اعانتہ نماید و صوبہ دکن نہ تعاضل نہ گذراند و عادل حایہ نہ عطف و تعدی  
ایں نیاز مند گیرد، آں ملع درین مہنت لکہ رویہ پختی ہر سال ہجری ماسد  
ایں چند کلمہ بر سبیل حمت نوشتہ شد۔ تحریر فی التایخ شہر ذی حہ الحسرام  
سنہ ہرار و چہل و پنج۔

اس اثنا میں چونکہ برسات کا موسم آگیا تھا اس لئے شاہجہاں دولت آباد سے براہ  
برطان پور ناٹو (شادی آباد) کی جانب عازم ہوئے۔ ناٹو میں پہنچ کر بادشاہ نے کشمیر جا  
منصبتار کو بھیج کر تیج محمد طاہر کو آپ نزدیک سے جو کرانے کا انتظام کرایا اور ناٹو میں جشن  
وزن مبارک کے موقع پر تیج محمد طاہر کو حاضر رہنے کا حکم ہوا چنانچہ اس روز شاہجہاں نے  
ترازو سے وزن سے طلا و نقرہ و جواہر کے دو طبق تیج محمد طاہر کو سرفراز کئے اور اس موقع  
پر سولے حاجب قطب شاہی کے کسی امیر کو یہ نعت میسر نہیں ہوئی اکثر اوقات وطن غنیا  
سے بادشاہ تیج محمد طاہر کو مجلس خاص یعنی غسل حانہ میں بھی باریاب فرماتے تھے۔ احوال  
جب تیج محمد طاہر کو حیدر آباد واپس ہونے کی پروا لگی مرحمت ہوئی تو بادشاہ نے اظہار  
خوشنودی کے طور پر اپنی طرف سے ایک عہد نامہ مرتب فرما کر ایک لوح طلائی پر اس کو  
کنڈہ کرایا اور ایک ماتھی جس کا نام ظفر نشان تھا۔ قطب شاہ کے لئے ہمراہ کیا اور  
اس کو رنجیر و زنگ نقرئی اور زرقبت کی جھول سے آراستہ کرنے کا حکم دیا اس کے علاوہ  
شبہ مبارک اور تسبیح مرورید جس میں لہر و کہنہ کے دانے تھے۔ سلطان علیہ اللہ کو بھیجی  
لے تاہاں علیہ کا دستور تھا کہ نورور کے موقع پر سولے چاندی موتی جواہر میں بادشاہ کا درل کیا جاتا تھا ۱۲

## تہذیب

۱۔ تصنف مولوی کبیری صاحب تہذیبی ہے۔ یل۔ ایل جی، مکہ  
 ۱۹۲۰ء صفحات (۶۴) نمبتین رومیہ آٹھ آہ  
 ن کا ذکر ہے مصنف نے شرار و دو کی ابتداء سے دور جدید  
 اردو کے حالات رد کی جمع کئے ہیں اور اس کے ساتھ ساتھ  
 ن کا ذکر بھی کیا ہے جو سو سال کے عرصہ میں اس رباں میں

روڈ کی تاریخ تین دوریر تقسیم کی ہے۔ پہلا دور فورٹ وکم کا  
 ہے۔ دوسرے دو میں ان تھیں کے حالات میں جو عدر ہے  
 ر۔ ہمیں قیملہ دور عدرت شروع ہو کر سلاسلہ یہ نام ہوا ہے  
 یلدا و ل کی صورت میں سامنے کئے ہیں۔ جلد دوم میں سیرت دور  
 اب ختم ہو گئی ہے۔

آخر کو اردو کے عنوان سبب کارماہ قرار دیا ہے۔ اس میں سیرت  
 مجس آزاد۔ مولوی وکوالند۔ مولوی میر احمد۔ مولانا سلی  
 ماحد سیرت رار اور مولوی عیدیکلم شری۔ مولوی سریر مرزا۔ جس  
 مید احمد دہلوی۔ ظفر علی خان خواہ غلام القلس مارش پیارے لال  
 ی وحید الدین سلیم۔ مولوی عبدالرزاق کامیوری وغیرہ کے حالات  
 اس دور میں جس قدر شہرہ مصنف گذرے ہیں ان کے تذکرے  
 اس میں تفصیل کے ساتھ تحریر کئے ہوئے ہیں۔ مصنف کے تذکرے

والا ارسال داشت و قبول نمود کہ از حملہ ایچہ لظام الملک می دادہر سال  
دو لکہ ہوں را کہ ہشت لکہ روپیہ باشد۔ سرکار خاصہ شہر لہر رسا بدیناوی  
ما تقصیر است گذشتہ اورا عفو فرمودیم۔ بلکہ کہ در تصرف آل عمدہ ارباب  
دول است برا و مقرر و مسلم داشتیم، خدا و رسول خدا شاہد این مراتب  
ساحہ حکم میفرمایم کہ مادام آن قطب ملک ایالت واد و احاد و بہتر  
نذکرہ عمل نمایند و خلافہ آن کہستہ اتناہ اللہ تعالیٰ را و مردان کامگار  
نادر بر جوہ دارما، و امرای عالیقدرما، حموری ماں ملک مرید کو اہد سید  
و خلاف عہودی کہ دریں لوح طلا کہ در تمانہ مانی لوح محمد با است متفق  
گشتہ عمل نخواہد آمد و این قرار نفاذ و قریباً بقدر ہم چوسد سکندر  
استوار خواہد بود۔ بہتم شہر ربیع الثانی سہ ہزار و چیل و تہشت ہجری  
مطابق بہ ہم شہر لہر رسا نہ حلوس مقدس تحریر یافت۔

(باقی)

صفحہ ۸۰) پر فاصل مصوں نگارے ستاہ جہاں مادتاہ کے اس سکہ کا ذکر کیا ہے جسے  
سلطان عدالت قطب شاہ نے دارالصر کہ لکڑہ مصروب کرایا تھا۔ اور یہ بھی بیان کیا کہ یہ سکے لکڑہ  
کے لکڑے مصروب ہوا شروع ہوئے ہیں۔ لیکن بہت سیوریم لکڑ اور بادیں میریم کلکتہ میں ان کے مقوق  
موجود ہیں ان کی تاریخوں سے ثابت ہوتا ہے کہ حلوس تاجہانی کے یا چوین سال سے جو لکڑہ کے ساوی  
یہ سکے گو لکڑہ میں مصروب ہوئے لگے تھے۔ یا چوین ہی سنہ کہ ایک سکے کا لفظ ذیل میں درج ہے۔

اشرفی و روپیہ

دارالصر گو لکڑہ ————— تاریخ ضرب سببوسی و لکڑہ ہجری  
رخ اول محمد اللہ رسول اللہ  
رخ دوم ضیر گو لکڑہ  
شاہ جہاں مادتاہ  
شہاب الدین زحید  
صاحب قراٹا

مولانا شہر کا ترجمہ ایک خاص طرز پر کیا رکھتا ہے اور ایسا صبح و شام ہے کہ اس کے مات  
اوسے سالہ رجبوں پر غیر معمولی فوقیت حاصل ہوگئی ہے سو اس کے اس میں بعض  
اور بھی حویات ہیں۔ اولاً اصل کتاب میں بعض باتیں اسلامی مقدمات کے خلاف تھیں مولانا  
نے ایسے مقامات پر مناسب اصلاح کر دی ہے۔ ثانیاً مصنف نے فیض ان منہ کے لٹریچر علیہ السلام  
کی ولادت سے حساب لگایا تھا مولانا نے اس کے خلاف خواب حم المریلیں کی ولادت سے  
ہر واقعہ کا لین کیل ہے اور اس سے مسلمانوں کو یہ مائدہ ہوا کہ وہ ہر واقعہ کی نسبت اندازہ  
لگا سکتے ہیں کہ پھر اسلام سے کتنے عرصہ قبل سرور ہوا ہے۔ ثالثاً سابقہ ترجموں میں محال اور  
بلا کے اسماء انگریزی تلفظ کے موافق لکھے گئے تھے۔ مولانا نے اس میں ان اسماء کا وہ تلفظ  
اختیار کیا ہے جو محسن عرب کے یہاں مستعمل ہے۔ اور یہ تلفظ قدیم تلفظ سے بہت قریب تر ہے ان  
مولانا کی کوشش سے اس ترجمہ میں اسلامی نصیفات کی کتابیں پیدا ہوگئی ہے۔

**تاریخ مغربی یوٹو** ترجمہ مولوی محمد نجفی صاحب تھانوی، اے بی، ایل بی کتب خانہ  
ملیہ اسلامیہ ملی صفحات (۲۸۲) قیمت دو روپیہ آٹھ آنہ۔  
ڈاکٹر ابنس کی مشہور تاریخ کا ترجمہ ہے۔ اس میں قرون وسطی کے حالات ہیں۔  
سلطنت روم کے زوال سے اس کی ابتدا ہوئی ہے۔ درمیان میں صورتِ سلیمہ کا تذکرہ  
بھی آیا ہے۔ حکومتوں کے عروج و زوال کو بیان کرتے ہوئے ہر عہد کے تہذیب و تمدن  
اور علمی ترقیوں کی سرگزشت بھی بیان کی ہے۔

ڈاکٹر ابنس مالک متحدہ امریکہ کے مصنف ہیں اور کئی سال تک سلوانیا اور  
کولمبیا کی یونیورسٹیوں میں پروفیسر رہ چکے ہیں اس تاریخ میں قاضی ڈاکٹر ان واقعات کو  
خصوصیت کے ساتھ بیان کیا ہے جو انسانی حالات کی ترقی میں ضروری عناصر سمجھے گئے ہیں  
اور اس سے نوع بشر کی رفتار زندگی کا صحیح اندازہ ہوتا ہے۔ ترجمہ کی زبان صاف اور  
سلیس اور بامحاورہ ہے اور اس میں ایسی سلاست اور روانی ہے کہ یہ کتاب ترجمہ نہیں  
بلکہ تصنیف معلوم ہوتی ہے۔

**ذکر** تصنیف خواجہ محمد عبدالحی فاروقی استاد و ناظم دینیات جامعہ ملیہ اسلامیہ دہلی  
صفحات (۲۷۲) قیمت تین روپیہ۔

پروید صاحب تفسیر الفرقان فی معارف القرآن کے نام سے قرآن کریم کی ایک

ختم کر کے اون کی ستر ستروں کے مختلف نمونے بھی درج کئے ہیں جن سے زبان کی سیدیل اور ہر ایک مصنف کے طرز و تحریر و اسلوب ساں کا اندازہ ہو سکتا ہے۔

مصنف نے عام تہرت کے لحاظ سے داستان امیر حمزہ کی صحیح ضخیم جلدوں کو جو نو لکھ سو پریس میں چھپی ہیں شکیج فیضی کی تصیف بیا یا ہے۔ لیکن اس کو فیضی اسے کوئی تعلق نہیں ہے اور نہ کسی معاصر مورخ نے اسے فیضی کی تصیفات میں شمار کیا ہے حقیقت یہ ہے کہ اکبر بادشاہ نے اس داستان کا ایک مرقع بنایا کر ایاص کی بارہ جلدیں تھیں اور ۱۰ ہر جلد میں سو ورق تھے ہر ورق پر ایک یاد و تصویریں بھی ہوئی تھیں۔ اور ہر تصویر پر بطور عنوان حالات متعلقہ لکھے گئے تھے اس کی ترتیب کا اہتمام نہ اچھٹا، اللہ نستی فزویہ کی تفویض تھا۔ تصاویر خواجہ عبدالصمد مصور شیرازی کی نگرانی میں مصوران دربار بنایا کرتے تھے۔ یہ مرقع جس میں بارہ سو سے زیادہ تصویریں تھیں بیاہ و بر باد ہو گیا اس کے (۶۱) تصاویر و آئنا کے عجائب خار میں اور (۲۴) تصاویر لندن کے البرٹ اور وکٹوریامیوزیم میں موجود ہیں۔ آخر الد کر تصاویر سے انتخاب کر کے (۱۲) تصویر وکی سبت اٹیلی کلارک نے ایک کتاب لکھی ہے۔ جو ہندوستانی تصاویر کے نام سے ۱۹۲۱ء میں لندن میں بھی ہے۔

**عصرِ مسلم** مرتہ مولانا محمد عبدالحلیم صاحب سرر۔ دکنڈازیرس کٹرہ بنگ خاں لکھنؤ صفحات (۲۲) قیمت ایک روپیہ چار آنہ۔

انگریزی زبان کی مشہور تاریخ لیکٹر مارکس آف ہسٹری کا ترجمہ ہے اس میں ابتداء تخلیق عالم سے جناب مسیح علیہ السلام کی ولادت تک دنیا کی تمام فتح مند اور تمدن اقوام کے واقعات مذکور ہیں۔ دوسرے الفاظ میں یہ کتاب مصر، اسیریا، بابل، فارس، فلسطین، یونان و روم کی گزشتہ تاریخ اور وہاں کے ماتندوں کی دور افتادہ تھذیب کا آئینہ ہے۔ یہ مصاں اردو زبان میں سے نہیں ہیں بلکہ اس سے پہلے اس کتاب کے دو ترجمہ اور بھی اردو میں شائع ہو چکے ہیں۔ ان میں پہلا ترجمہ مہدی محمد سعید خاں کا ہے جو یہ المتقدین کے نام سے ۱۸۷۲ء میں علیگڑھ میں طبع ہوا ہے اس کے چار سال بعد دوسرا ترجمہ بنجاب کے مولوی علامہ صطفی صاحب نے کیا ہے جو تاریخ المتقدین کے نام سے ۱۸۷۷ء میں لاہور میں چھپا ہے۔ لیکن



مترجمہ مولوی سزا احمد سکری بی اے۔ مئی، نرکا شور پریس

کچھ عرصہ پہلے مشرکینہ ایہ اسم نے انگریزی زبان میں ہسری آڈی  
اردو لٹریچر کے نام سے زبان اردو کی ایک افسانہ تالیف لکھی ہے۔ اسی کتاب کا ترجمہ ہے  
فاضل مترجم نے صرف ترجمہ کرنے پر ہی اکتفا نہیں کیا ہے بلکہ بعض جاہد معلومات  
بھی اس میں اضافہ کر دی ہیں جس کے باعث ترجمہ اصل سے زیادہ کارآمد ہوا ہے  
ترتیب اس کی انگریزی کتاب کے بالکل مطابق ہے۔ ابتدائی ابواب زبان اردو  
کی اصلیت اور قدیم تالیف سے تعلق رکھتے ہیں۔ اس کے بعد بالترتیب باقی اقسام  
دکن اساتذہ دہلی و لکھنؤ کے حالات لکھے ہیں اس کے بعد اردو کی تالیف شروع  
ہوتی ہے اس میں ابتداً فورٹ ولیم کالج کے سربراہوں کا بیان ہے۔ پھر زمانہ  
حال تک جس قدر ممتاز نشر کار گذرے ہیں ان کا مفصل تذکرہ لکھا ہے۔ ضمناً  
دو مستقل ابواب ہیں ماول نویسی اور ڈراما نگاری کی تالیف لکھی گئی ہے۔ کتاب میں  
خصوصیت کے ساتھ ایسے واقعات کی تصحیح کی گئی ہے جو بے بنیاد اور غلط طور پر مشہور  
ہو گئے تھے۔ ان کے ساتھ ساتھ ایسے معلومات بھی کثرت کے ساتھ دیے گئے ہیں جن  
دنیا اب تک بے خبر تھی۔ العرض اردو کی تالیف نظم و نشر کی نسبت جس قدر ضروری باتیں  
ہیں وہ سب مصنف نے اس میں جمع کر دی ہیں اور اس موضوع پر اس وقت  
تک جس قدر کتابیں لکھی گئی ہیں ان سب پر کثرت معلومات اور خوبی ترتیب  
کے لحاظ سے اس کو فوق حاصل ہے۔

ہر بیان میں مصنف نے سلسلہ تالیف کو تا امکان قائم رکھا ہے۔ جغرافیہ کے  
لحاظ سے بھی مضامین کی تفریق کر دی ہے۔ التزامات کے تحت میں زبان کی تدبیر  
ترقیوں کو نمایاں کیا ہے۔ خارجی اثرات کے باعث جو تالیف برآمد ہو رہی ہیں۔  
ان کی توضیحات بھی کتاب میں جا جگہ نظر آتے ہیں۔ آخر میں یہ نتیجہ نکالا ہے کہ  
”اردو زبان ہندو مسلمانوں دونوں کے اتحاد کی ایک بہترین یا نگار ہے۔“  
بعض مقامات پر خفیف سی غلطیاں بھی نظر آتی ہیں مثلاً نظم کے بیان  
میں صفحہ ۵۶ پر وہ مجلس کو ولی امڈنگ آبادی کی تصنیف بتایا ہے۔ حالانکہ صحیح

جیکار تفسیر لکھ رہے ہیں اس وقت ملک اس کی خواہش سزا، عبرت رہاں۔ بیاں۔ بھار  
 وغیرہ مختلف ناموں پر بیع ہو کر بیوں عام ہو چکے ہیں۔ یہی اسی سلسلہ کی ایک جلد ہے  
 جس میں بارہ عم کی (۳۰) سورتوں کی تفسیر لکھ کر ہے۔ اس کے صائیں اگر چیکیا بہ ہیں لیکن  
 طرز بیان اس قدر خوب اور عام فہم ہے کہ کتاب جسم گئے بنیر چھوڑے کو دل بہیں ملے۔ اردو  
 میں اپنی طرز کی ایہ ایک ہی کتاب ہے اور موجودہ زمانہ کے ساتھ خاص مسابقت رکھتی ہے۔  
 نصیب مولانا عبد السلام ندوی صوفی پرنٹنگ اینڈ ڈپسٹنگ  
**فقراء اسلام** کینی بیڈی بھاؤ الدین بکاب صحافت (۱۶۸) قیمت ایک روپیہ  
 اس کتاب میں افاضل مصنف نے اہل علم اسلام کی ستوں آموز حالات جمع کیں  
 جہوں نے عبرت اور فقر و فاقہ کے ماحول مذہب اسلام کی خدمت کی اور اس کے اصول  
 و ارکان کو مستحکم و استوار کیا اس کی ابتدا، جنات، تمام السلیں کے حالات سے ہوئی اس کے بعد صحابہ  
 اور تابعین سے (۹) برگروں کے اور علماء و فضلاء سے (۶۳) اکابرین کے تذکرے میں اور ان  
 خصوصیت کے ساتھ اخلاق و عادات اور بصل، کمال کو تفصیل کے ساتھ بیان کیا ہے بڑی عجیب  
 کتاب ہے خلاف فہم کے اس میں بہت عبرت انگیز نکتے حل ہو گئے ہیں۔

**زبان اردو اور ادب** اردو سرور کمیٹی رپورٹ مرتبہ مولوی سید ضامن علی صاحب  
 ام لے صدر شعبہ اردو والہ آباد یونیورسٹی۔ ہندوستانی ایکادیمی  
 صفحہ (۱۳۲) قیمت (۵۰) ہندوستانی ایکادیمی نے تصنیف و تالیف کا کام جاری کر کے سے قبل یہ  
 کیا کہ سب سے پہلے اس امر کی تحقیقات کجائے کہ ہندی اور اردو زبانوں میں اس وقت کس حد تک  
 کتابیں موجود ہیں اور آئندہ کس کتابوں کی ضرورت ہے اس کام کے لئے ایک کمیٹی منعقد ہوئی  
 شعبہ اردو کے لئے اراکین دین منتخب ہوئے۔ مولوی سید ضامن علی ام لے (الہ آباد یونیورسٹی)  
 مولوی سید مسعود الحسن ام لے (لکھنؤ یونیورسٹی) مولوی رستمہ احمد ام لے (علی گڑھ یونیورسٹی) مولوی  
 ضامن علی صاحب نے بحیثیت صدر کمیٹی یہ رپورٹ مرتب کی جو اس میں اردو کی مختصر تاریخ  
 ہے اسکے بعد ادب اردو کی آئندہ ضرورتوں پر ماضی و حال کی مباحثہ مذکور ہیں ان میں اردو  
 تحفیات کی ایک فہرست ہے جس میں قدیم و جدید دونوں عہد کی کتابوں کے نام درج ہیں  
 یہ فہرست اگرچہ بہت نامکمل ہے تاہم نقش اول ہونے کے لحاظ سے یہ سچی قابل سائنس اور

کے باعث ان کے اکثر مقامات منشوش ہو گئے ہیں۔ مولانا عبدالحق صاحب نے کمال محنت کے ساتھ اس کی تصحیح کی ہے دوسرے تذکروں سے مقابلہ کر کے متکوک مقامات درست کئے ہیں اور اس بارے میں محمد افضل قاضی کے تذکرہ تحت الشعرا سے زیادہ مدد لی ہے۔ اور اس کے ساتھ ساتھ تحفۃ الشعرا سے نقل کر کے ان شعرا کے حالات بھی حواشی میں اضافہ کر دئے ہیں جو چغتایان اور تحفہ میں مشترک ہیں۔ ابتدا میں ایک مبسوط دیا چھ لکھا گیا ہے جس میں شفیق کی سوانح عمری تصنیفات کے حالات اور چغتایان کے خصوصیات مذکور ہیں۔ دیا چھ میں شفیق کا سال ولادت ۱۵۵۵ء کے عوض ۱۲۸۵ء چھپ گیا ہے۔ ظاہر ہے کہ یہ غلطی چھاپہ کی تعحیف کے باعث ہوئی ہے۔

شفیق کی تصنیفات کا تذکرہ کرنے ہے مولانا نے لکھا ہے کہ شفیق نے حقیقتاً ہندوستان کیتان کرک پٹرک کے لئے تالیف کی (ص ۸) لہذا الفہام کو سر جان لکھ کی فرمائش سے لکھا (ص ۱۰) مولانا نے شاید آل کتاب نہیں دیکھی ہیں بلکہ فہرستوں انکابیان نقل کر لیا ہے۔ دونوں کتابیں ہمارے پیش نظر ہیں ان کے دیا چھوں میں کہیں بھی ان باتوں کا ذکر نہیں ہے۔ بلکہ خود شفیق نے حقیقتاً ہائے ہندوستان کے دیا چھ میں لکھا ہے کہ میں نے یہ کتاب اس غرض سے لکھنی شروع کی کہ اسے ٹیپو سلطان کے یہاں بطور ارمان بھیجے۔ اور جب کتاب تمام ہوئی تو اسے صاحب عالیشان کے یہاں پیش کیا۔ لہذا الفہام کا جو نسخہ برٹش میوزیم میں ہے اس کے سرورق پر ایک تحریر ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ ”مرہٹوں کی تاریخ جس کو سنہ ۱۸۰۰ء میں چھپی ناراین نے کرنل ملکم کے ایما سے لکھا اور اس کے نام پر ڈیڑھ لکھیا گیا۔ ظاہر ہے کہ یہ عبارت حاجی ہے اور اس سے یہ نتیجہ اخذ کرنا کہ شفیق نے اسے کرنل ملکم کے ایما سے لکھا ایک غیر مستند بات ہے۔

طور پر اس کا مصنف دلی ویلوری ہے۔ نشر کے بیان میں صفحہ (۱۳) پر لکھا ہے کہ عبارت دانش ملاحین واعظ کی انوار سہیلی کی تلخیص ہے لیکن صحیح یہ ہے کہ علامہ ابوالفضل نے اس کی بنیاد نصر اللہ مستوفی کی فارسی کلیلہ و منہ پر رکھی ہے۔ جو

بہرام شاہ غزنوی کے عہد میں تصنیف ہوئی ہے۔  
تصنیف رائے چھپی ناراین شفیق اورنگ آبادی۔ مرتبہ مولوی  
**چغتایان شعرا** عبدالحق صاحب بی لے انجمن ترقی اردو اورنگ آباد

صفحات ۶۰۵ قیمت ہائپر وپیہ۔

اردو شعرا کی تذکرہ نویسی بارہویں صدی کے نصف آخر سے شروع ہوئی اس موضوع پر ۱۱۶۵ھ میں پہلے پہل میر تقی میر اور فتح علی گردیزی نے اپنے تذکرے لکھے ان کے چار سال بعد قیام الدین قائم نے ۱۱۶۵ھ میں مخزن نکات مرتب کیا مخزن نکات کے ۱۲ سال بعد ۱۱۷۷ھ میں چغتایان شعرا تالیف ہوا۔ یہ چاروں تذکرے اردو شعروں کی تاریخ کا اساس اولین ہیں۔ پہلے تین تذکروں میں کم و بیش ایک سو بیس شعرا کا حال ہے۔ شفیق نے اپنے تذکرے میں ۲۰۵ شعرا کے حالات جمع کئے ہیں۔ اس اعتبار سے گزشتہ تذکروں کے مقابلہ میں ۸۵ شعرا کا حال اور نمونہ کلام اس میں زیادہ ہے۔

شفیق نے میر تقی اور گردیزی کے تذکروں پر چغتایان کی بنیاد رکھی ہے اور دوسرے ذرائع سے بہت سی مفید و کارآمد معلومات اس میں جگہ جگہ اضافے کئے ہیں اور خصوصاً مجمع النفائس اور سرو آزاد کے منقولات اس میں اکثر نظر آتے ہیں شفیق دکن کا مشہور مصنف ہے۔ ۱۱۵۸ھ میں قیام اورنگ آباد اس کی ولادت ہوئی اور ۱۲۲۳ھ میں حیدر آباد میں اس نے انتقال کیا۔ آزاد بلگرامی کے ممتاز شاگردوں سے تھا۔ تاریخ و تراجم میں اس نے بہت سی کارآمد کتابیں لکھی ہیں خصوصاً اس کے فارسی تذکرے جن کے نام گل رعنا و شام غریبان بہار ہوں صدی کے تصنیفات میں ممتاز حیثیت رکھتے ہیں۔  
یہ تذکرہ نہایت نایاب ہے اور اس کا صرف ایک مخطوطہ کتب خانہ آصفیہ میں موجود ہے اس کا خط نہایت زشت ہے۔ کرم خوردہ اور آب رسیدہ ہونے

# چاند

ایڈیٹر

مشی کنھیا لال ایم اے۔ ایل ایل بی۔ ایڈوکیٹ  
چاند کا خاص ایڈیٹر نمبر نو مہر اور دہمبر کا بیجانی مہر ہو گا۔ سو سے راہداریٹر  
صاحبان نے اپنے مضامین اساتذہ ادر نظمین بھیجی ہیں۔ علاوہ ان کے متعدد درنگین  
اور سادی تصویریں اور کارٹوں بھی شامل کئے جائیں گے۔  
اس مہر کی قیمت صرف تین روپے ہوگی مگر مستقل سالانہ خریداروں کو  
معت دیا جائے گا۔ یہ رعایت سئے ستماہی خریداروں کے ساتھ نہیں کی جاسکتی۔  
۲۔ چاند کے سالانہ چندے میں خاص رعایت چاند کی کثیر اشاعت کواد  
بھی بڑھائے کی غرض سے اور بہت سے حضرات کی خاطر ہم نے یہ طے کیا ہے کہ  
جو لوگ فوراً چاند کی خریداری مسطور فرمائیں گے ان سے صرف پے لیا جائے گا۔  
چاند کی کسی خصوصیت میں کمی نہیں ہوگی۔ دیر نہ کیجئے۔ اپنا نام فہرست خریدار  
میں فوراً درج کرا لیجئے۔  
المت۔ نیچر چاند چندر لوک الہ آباد کتھر

لے  
ادبی خطوط غا  
یعنی مرزا غالب کے وہ تمام خطوط جس میں انھوں نے ادبی نکات  
بیان کئے ہیں اس کے علاوہ مرزا کے طبعی حالات اور تمام  
مکتوب اسم کا تذکرہ بھی اس میں شامل ہے ادبی ذوق رکھنے والوں کو اس کتاب  
کی ایک جلد منگا کر ضرور دیکھنا چاہئے بھید مفید ہے۔ قیمت صرف دو روپے۔  
ملنے کا پتہ۔ مرزا محمد عسکری بی اے حکیم عبدالغفر زروڈ لکھنؤ

## رسالہ

## ادب

ادب ہر حیثیت سے اسمِ باہمی ہے۔ اردو ادب کی خدمت اس کا تیوہ ہے اور تہذیب و متانت اس کا شعار۔ تمام معاصرین نے اس کا شمار بہترین رسالوں میں کیا ہے اور آئندہ بہت کچھ ترقی کے آثار پائے ہیں۔ دل آزاری اور دریغ دہنی لفظی نزاع۔ جماعتی تنگ نظری۔ مذہبی تعصب اور سیاسی اختلافات کے دھبوں ادب کا دامن پاک ہے۔ اس کی تنقیدیں بے لاک ہوتی ہیں لیکن ادب کے دائرے سے خارج نہیں ہوتیں۔ ادب کسی خاص جماعت کا نقیب نہیں ہے۔ تمام بادادب اہل ادب اس کی برادری میں شامل ہیں۔

ادب۔ دنیا کو دکھانا چاہتا ہے کہ موجودہ صحافتی طوفان بے تیزی میں بھی ادبی خدمات کا دامن تمام آلائشوں سے پاک رکھا جاسکتا ہے۔ مذاق عام کی پیروی کے سائے میں پرواہ نہ پڑھتا تو آسان ہے لیکن ادب کا مطلع نظر اس سے بلند ہے۔ وہ مذاق عام کی اصلاح اور ادبیت و ادبی خدمات کا صحیح معیار پیش کرنا چاہتا ہے کیا اردو کے ہی خواہ ان مقدس مقاصد کے حصول میں ادب کی مدد کریں گے۔

اگر آپ کو اس رسالے کی شان، بلند نگاہی اور متانت کا اندازہ کرنا ہو تو اس کے چند پرچے ملاحظہ فرمائیے۔ کتابت و طباعت دیدہ زیب، حجم کم از کم ۲۲ صفحہ چند سالانہ چار روپیہ ایک پرچہ کی قیمت ہر فیچر ادب الیکھنو اگر آپ کو بہترین تصاویر کچھ انا ان لارجمنٹ کرنا منظور قلعہ نوٹو کر فرمے تو قلعہ دار آرٹ اسٹوڈو کو یاد فرمائیے۔ اس سے بہتر نفیس کام کرنے والا آپ کو حیدر آباد میں نہیں ملے گا۔

نزدیک نشی حیدر آباد دکن

## سوانح چاند بی بی

احمد نگر کی مشہور ملکہ دیا، سلطان کی تحقیقات اور مہبوط سوانح کی  
صنم سارا طین نظام ساریہ کا ذکر ہے۔ ایشہ ہنشا، ابراہیم کی دکن کی یورپ  
جسے دکن کے مشہور مورخ مولانا سید احمد اشراف صاحبہ فاروقی، آریہ سماج نے  
بڑی محنت سے اس جائزہ میں سفند کتابوں کی مدد سے راجہ ایشہ ہنشا، ابراہیم کی  
کے لئے نہایت اچھا تحفہ ہے۔ نکلوانی جیو پانی نہایت عمدہ رہنمائی و درویش

ہلے کایتہ

دفتر ناخ، ناخ پریس، کوٹلہ اکبر جاہ حیدر آباد دکن

مستحق

مولانا حافظ محمد اسلم صاحب سبے راجپوری

زیر ادارت ڈاکٹر سید عابد حسین صاحب ایم اے بی ایچ ڈی

یہ جامعہ ملیہ اسلامیہ ملی کاما ہوا علمی و ادبی رسالہ ہی تو تقریباً سات سال سے برابر شائع ہو رہا ہے  
اور اپنے بلند علمی نمایاں کے باعث ملک میں نہایت عزت کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔ جائے  
کے مضمون نگاروں میں ہندوستان اور یورپ کے مشہور استاد شامل ہیں جن سے بعض کے  
اسا گرامی و ذیل ہیں ان تمام حضرات کے مضامین سلسلہ میں شائع ہوئے ہیں۔

زمین و آسمان (پریس) مراحت اللہ صاحبہ ملی۔ مولانا سید علی صاحبہ دی۔ یوسف حسین صاحبہ ملی (امام حسین)  
میر تقی صاحبہ ملی (اکس) ڈاکٹر علیہ الرحمہ صاحبہ ملی (کڑی) ملک اسلم صاحبہ ملی (کسیس)  
ڈاکٹر (پریس) صاحبہ ملی (کڑی)۔ سید احمد صاحبہ ملی (کڑی)۔ سید احمد صاحبہ ملی (کڑی)۔  
رسالہ کی جوبیوں کا اندازہ نمونہ دیکھ کر ہی ہو سکتا ہے جو صرف ایک کارڈ ملک پرست

ارسال کیا جاتا ہے البتہ تازہ رچہ ہر کے ٹکٹ وصول ہونے پر بھیجا جائیگا قیمت سالہ سالہ پھر دینا اور  
اراکین کی خدمت میں منت فیہ رسالہ جامعہ دہلی مفصل کیفیت مذکورہ خط

# شاہنامہ اسلام

(مصحفہ الاولیٰ القریٰ طبعہ حالند صری)

اردو نظم کی یہی ایک کتاب ہے جس میں حضرت آدم حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ہجرت، حضرت اسماعیل و اولاد حضرت اسحاق کے حالات کے بعد عرب کے ایام حاضریٰ و دنیا بھر کی تبدیلیاں، یسوعی اور اس ظلمت میں آفتاب صداقت کا ظہور یعنی نبی ملام سید الرسل حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ کی پیدائش کا بیان اور آپ کی رحلت و نبوت اور ولولہ انگیز زبان میں نظم کیا گیا ہے۔ ابتداء اس کو پڑھ کر مسلمانوں کے دل میں غیرت کی آگ بھڑک اٹھے گی۔ - رمانز ۱۷۸۱ء صفحات ۲۸۰ قیمت سے علاوہ سوا

ملنے کا پتہ - مہتمم دفتر شاہنامہ اسلام لاہور

## ایشیائی پوینج اسٹامپ بک

اس البم میں یورپ امریکہ ایشیا اور افریقہ کے قریب ایک سو مالک کے ۱۲۰ - ارقام اور ماور و کمیاں مختلف قیمتوں کے اصلی اسٹامپ جمع ہیں۔ ایسا مکمل مجموعہ جو سال ہا سال کی کوشش کے بعد فراہم ہوا ہے۔ سندوستان پر فہرست یہ کتاب - اس کی توضیحی ہرست بھی شائع کی گئی ہے۔ متعلقین اسٹامپ، متنوع کیلئے یہ نادر تحفہ ہے۔ اس کی قیمت ہر قسم کی خط و کتابت کا یہ پتہ

ایم ایم عسکری بی۔ اے

حکیم عمربالغریز روٹ لکھنؤ



# تذکرہ مصنفین دہلی

تصنیف

شیخ عبدالحق محدث دہلوی

المتولد ۹۵۸ھ والمتوفی ۱۰۵۲ھ

از زمان ابتداء فتح اسلام تا انتہائے الف عاشر

بسی و اہتمام اسل العباد

حکیم شمس اللہ قادری

بأنضمام تذکرہ احوال مصنف و تعلیقات توضیحی

در مطبعہ یارخ در بلدہ حیدرآباد دکن بطبع رسید

## تاریخ ادب اردو

یہ کتاب اردو ادب کے واسطے ایک گراں بہا اضافہ ہے جس میں زبان اردو کی ابتدا اور اس کے تمام مذاہب ارتقا اور تدریجی ترقیوں کو اس حسن و خوبی کے ساتھ دکھایا گیا ہے کہ آج تک کسی کتاب میں اس شرح و بسط اور تفصیلی حالات کے ساتھ یہ مہا نثر نظر نہیں آئے نہ صرف اردو ہی کا بیان ہے بلکہ جہاں جہاں سلسلہ تسریع میں دوسری زبانوں کا ذکر آگیا ہے اس پر بھی نظر غائر ڈال کر کافی روشنی ڈالی گئی ہے۔ اردو کی نظم کی ابتدائی حالات اور دور اول سے لیکر اس وقت تک کے تمام مشہور شہور اساتذہ کا نہایت بلیط تذکرہ اور ان کی شاعری پر بے لاگ رائیں اور کامل تنقید کی گئی ہے وہ باتیں جو دوسرے تذکروں میں غلطی سے درج ہیں یا بہت سے بے بنیاد واقعے جو مشہور ہو گئے ہیں ان کو خصوصیت سے صحیح کر کے بیان کیا گیا ہے بہت سے جدید واقعات کا ذکر کیا گیا ہے جن سے دنیا اب تک بے خبر تھی۔ دوسرے حصہ میں ہندوستان کے بہترین شاعروں ناول ناولیوں اور ڈراما نگاروں کے تفصیلی تذکرے حالات اور ان کی نصائیف کا ذکر اور ان پر تنقیدیں کی گئی ہیں۔ سیکڑوں ادبی کتابوں سے انہیں مدد ملی گئی ہے اور گویا اس صورت سے دیا کہ کوزہ میں بند کر دیا ہے۔ کتاب کے آخر میں نہایت تفصیل انگیز اور بہت مضامین شامل ہیں بہت سے مشہور شہور مصنفوں کی نایاب تصویریں بھی موقع بہ موقع دی گئی ہیں جن سے کتاب میں اور ایک نایاب مجموعہ ہو گئی ہے اصل کتاب انگریزی میں تھی جس کا ترجمہ فاضل ادیب نثار محمد مکرئی صاحب بی اے لکھنؤ نے بہت سی مفید باتوں کا اضافہ کیا ہے قیمت فی جلد پورے ملنے کا پتہ ہے۔ میجر نول کشور پریس حضرت گنج لکھنؤ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

مصنفین دہلی کا تذکرہ اور شاہ صاحب کے تصنیفات کی فہرست  
ان دونوں کا مطبوعہ متن راقم الحروف کے ذاتی مخطوط پر مبنی ہے۔ محمد شاہ  
بادشاہ دہلی کے آٹھویں سال جلوس میں یہ مقام شاہ جہاں آباد اسکی  
کتابت ہوئی ہے۔ خط شکستہ ہے جس کے باعث بعض عبارتیں صاف  
صاف نہیں پڑھی جاتی ہیں۔ کتب خانہ آصفیہ کے مخطوط سے ایسے مشکوک  
مقامات کا مقابلہ کیا گیا ہے۔ اور دو متن جبکہ کچھ عبارتیں بھی اس سے  
اضافہ کی گئی ہیں۔

ہم نے تراجم احوال کی توضیح و تشریح کیلئے حواشی میں کتابیات کا  
اضافہ کر دیا ہے اس سے ناظرین کے لئے مزید معلومات کے مہیا کرنے  
میں بڑی سہولت ہو گئی ہے اور وہ اس کی مدد سے تمام تراجم



# شیخ عبدالحق بن سیف الدین التکرالدہلوی البخاری

المتولد ۹۵۸ھ المتوفی ۱۰۵۲ھ

در بار اکبری کے مشہور زوج ملا عبد القادر بدایونی سے پہلے مصنف ہیں جنہوں نے شاہ صاحب کا تذکرہ کیا ہے۔ انہوں نے اپنی کتاب منتخب التواریخ سنہ ۱۰۵۲ھ میں تمام کی ہے اس وقت شاہ صاحب نے اپنی زندگی کے پچیس سال ختم کر لئے تھے اور اس کے بعد اڑتالیس سال اور زندہ رہے۔ ملا صاحب نے شاہ صاحب کو کمال نظم و توقیر کے ساتھ یاد کیا ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ شاہ صاحب اپنی زندگی کے اوایل ایام ہی میں مشہور اور مرجع ہو گئے تھے

ملا صاحب کے علاوہ شاہ صاحب کے دیگر معاصرین سے ملا محمد صادق ہمدانی ملا عبد الحمید لاہوری اور ملا محمد صالح کبیر نے بھی اپنی تصنیفات میں آپ کے حالات لکھے ہیں۔ خصوصاً محمد صادق نے کمال عقیدت و ارادت کے ساتھ شاہ صاحب کا ذکر کیا

ملا محمد صادق نے ۱۰۵۲ھ میں کلمات الصادقین اور اس کے دس سال بعد ۱۰۶۲ھ میں تلقات تراجم لکھی ہیں۔ ملا عبد الحمید نے ۱۰۶۲ھ کا دراول جمیع شاہ صاحب کے حالات مرقوم ہیں سنہ ۱۰۶۲ھ میں تمام تراجم ملا محمد صالح نے ۱۰۶۲ھ میں شاہ جہاں نامہ تصنیف کیا ہے جو عمل صالح کے نام سے مشہور ہے اور اس کے ختم ہونے سے اٹھارہ سال پہلے شاہ صاحب نے وفات پائی۔

مختلف کتابوں سے بہ آسانی نکال سکتے ہیں۔

اس موقع پر یہ بتا دینا بھی ضروری معلوم ہوتا ہے کہ سر جان ایٹ نے اس کے مختلف حصے انگریزی میں ترجمہ کئے ہیں جو ان کی تاریخ ہندوستان کی جلد ششم میں صفحہ (۲۸۳) سے صفحہ (۲۹۱) تک چھپے ہیں۔ ان کے ساتھ متن مطبوعہ کو مطابق کرنے کیلئے دونوں کے شمار صفحات ذیل میں درج کئے جاتے ہیں۔

انگریزی ترجمہ جلد ششم آغاز صفحہ ۲۸۳ مطابق متن مطبوعہ صفحہ ۶ سطر ۵

۲۸۴ " " " ۶ " ۱۲

۲۸۵ " " " ۹ " ۴

۲۸۶ " " " ۱۲ " ۳

۲۸۷ " " " ۱۴ " ۱

۲۸۸ " " " ۱۷ " ۳

۲۸۹ " " " ۱۹ " ۳

۲۹۰ " " " ۳۰ " ۷

۲۹۱ " " " ۲۶ " ۱۹

تاخت نامہ اختتام

سہی و کوثر شہ بہار کا امضاء ہوا۔ اس سال مکہ مکرمہ میں پہنچے اور حج بیتہ اللہ سے  
 فرانت حاصل کی۔ اس کے بعد اور کم و بیش تین سال مکہ معظمہ میں مقیم رہے۔  
 شیخ عبدالوہاب متقی | اس زمانہ میں شیخ عبدالوہاب متقی مکہ معظمہ میں مرجع خاص و عام  
 بنے ہوئے تھے یہ درگ شیخ علی منقہی، تاجر اور ولیفہ اعظم تھے۔ ہندوستان و سنی  
 کے مشہور شہر شادی آباد سندھ میں آپ کی ولادت ہوئی تھی۔ کئی وجہ سے ترکہ واپس کر کے  
 برٹن پور آئے یہاں سے روانہ ہو کر گجرات تلمیبار اور سرندیب کا سفر کیا۔ ۱۲۳۱ھ میں  
 ریارت حرمین تشریف لے گئے۔ وہاں شیخ علی متقی سے ملاقات ہوئی  
 اور ان کے کس میں شامل ہو کر حدیث و فہم اور دیگر علوم شرعیہ کو حاصل فرمایا۔ اس بارہ  
 سال تک شیخ کی خدمت مبارکت میں حاضر رہ کر فیض باریا ہوئے۔ ۱۲۴۰ھ میں بمبئی میں  
 شیخ علی متقی کا انتقال ہو گیا لوگوں کے حالتیں قرار پائے اور اپنے استاد و مرشد کے مثل  
 چھبیس سال تک حرم کعبہ میں حدیث تفسیر اور دیگر علوم دینیہ کا درس دیتے رہے۔ ۱۲۵۰ھ  
 شیخ عبدالوہاب سے تلمذ | تادمہ صاحب مکہ معظمہ میں پہنچے کے بعد شیخ عبدالوہاب کے حلقہ  
 درس میں شریک ہو گئے اور قریباً ڈھائی سال فیض حاصل کرتے رہے۔ اس عرصہ میں علم  
 حدیث کی تکمیل اور صحاح ستہ کی مد حاصل کی۔ ۱۲۶۰ھ میں مدینہ طیبہ کا سفر کیا۔ روضہ  
 کی ریارت سے مشرف ہوئے اسی زمانہ میں جذب القلوب کو کا شرف کمال  
 ہندوستان کو واپسی | ۱۲۶۹ھ کے اوائل میں ہندوستان واپس آئے کا ارادہ کیا۔ اسی  
 زمانہ میں حاجی سلیم حج و ریارت سے فارغ ہو کر واپس ہو رہے تھے۔ تادمہ صاحب ان کے  
 ہمراہ ہو گئے اور چار سے اتر کر سلیم کی متابعت میں آگرہ تشریف لائے۔

لے منتخب التواریخ دیکھو مقدمہ اول ۱۲۷۰ھ شیخ عبدالوہاب کے حالات دیکھو و التفتین کے مقصد تانی میں درجہ اول  
 ۲۵ میں ۱۲۷۰ھ جذب القلوب ص ۳۱ ۱۲۷۰ھ اخبار الانصار ص ۲۶ ۱۲۷۰ھ منتخب التواریخ ص ۱۰۱

اور ان دوسرے تعلقات کی راحت بھی کی ہے جو اس کے اور شاہ صاحب کے مابین قائم تھے  
 حادانی حالات | خود شاہ صاحب نے اخیار الایار کے خاتمہ میں اپنے حادانی کو اٹھ کر بریکے  
 ہیں اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کے اجداد اور والدین کے رہنے والے تھے سحر میں ان کی  
 سکونت تھی۔ سلطان علاء الدین خلجی ۷۹۹ھ ۸۰۶ھ کے عہد میں ہندوستان میں آئے  
 دہلی میں بود و باش اختیار کی۔ اور شاہ صاحب ۸۰۶ھ میں اسی جگہ پیدا ہوئے۔ اس وقت  
 ولادت تحصیل علم | سورجی حادانی کا فرار و اسلام شاہ صاحب نے شاہ برسر کو مست تھا  
 ۸۱۶ھ میں جب جلال الدین محمد اکبر بادشاہ تخت تیں ہوا تو شاہ صاحب نے اپنی عمر کے آٹھ  
 سال ختم کر لئے تھے اور تعلیم و تربیت کا آغاز ہو گیا تھا۔ شاہ صاحب تقریباً بارہ سال ایسے  
 والد پر گزارے یہاں تحصیل علم میں متغول و مصروف رہے۔ ۸۲۸ھ میں علوم متداولہ کو تمام  
 کر لیا۔ اور بیس سال کی عمر میں پیل علم سے فراغت حاصل کر لی۔

فتح پور کا قیام | اس زمانہ میں فتح پور داراللطفت تھا۔ شاہ صاحب دہلی سے یہاں تشریف  
 لائے اور کچھ عرصہ ملک الشعراء شیخ بیضی اور خواجہ نظام الدین احمد بروہی کی مصاحبہ میں  
 رہے حال الدین موسیٰ کی سمت | سفر فرمایا۔ ۸۵۸ھ میں شیخ جمال الدین ابی حامد موسیٰ بن حامد بن محمد  
 بن عبدالقادر بن محمد بن علی بن سعود بن اسمٰعیل بن عبد الوہاب بن غوث اعظمین شیخ عبدالقادر  
 جیلانیؒ کے مرید ہوئے اور اسی سال ۸۵۸ھ کو طریقہ قادریہ کے ارشاد و تلقین کی اس سے  
 اجازت حاصل کی۔

حرمین تشریف کا سفر | شاہ صاحب نے ۸۶۰ھ میں حج بیت اللہ کا ارادہ کیا۔ دہلی سے روانہ  
 ہو کر گجرات میں آئے۔ اس زمانہ میں خواجہ نظام الدین احمد گجرات کے میمنہ نشینی تھے ان کی

۱۔ اخبار الایار ص ۲۷ ۲۔ امز الکلام ص ۲۷ ۳۔ سبہ الرجال ص ۲۷ ۴۔ منتخب التواریخ دیکھو نمبر اول  
 ۵۔ ربدۃ الآثار خاتمہ کتاب ص ۱۲۸ ۶۔ اخبار الایار ص ۲۷ ۷۔ حادانی اس کے لئے دیکھو نمبر دوم



شاہ صاحب اپنے عہد کے یکتائے روزگار عالم اور مصنف تھے۔ خصوصاً حدیث سیر میں آپ کے یا یہ عالم اس وقت ہندوستان میں موجود نہیں تھا آپ کی تصنیف و تالیف کا سلسلہ رنفر صریح کے بعد شروع ہوتا ہے۔ ۹۹۹ھ اور ۱۰۰۰ھ کے مابین مسلسل بیچیس سال تک شاہ صاحب عقل تصنیف و تالیف میں مصروف نظر آئے ہیں۔ (اس عرصہ میں علم حدیث، سیر تصوف اور علما و صلحا کے تراجم احوال پر بہت سی مفید و کارآمد کتابیں تصنیف فرمائی ہیں جسکی تعداد ایک سو سے زیادہ ہے۔) ان کے بعض مشہور اور متداول کتابوں کے نام یہ ہیں۔

**زیلع الآثار** شیخ نور الدین الہو سن علی بن یوسف الفخفی القاضی المعروف باسم جہم المہدانی حجاز و حرم کعبہ کے شہر کے حدود میں ایک کتاب ہے۔ الآثار و معدل الانوار فی مناقب الائمة الاخیار من التیخ الآثار کے نام سے لکھی اور اس میں چالیس شیخ ارار اور صوفیائے کبار کے مناقب و احوال تحریر کئے۔ جناب غوث الثقلین شیخ عبد الجیلانی کے مناقب سے اس کی ابتدا کی اور اس شرح و ربط کے ساتھ اسے لکھا کہ کتاب کا نصف حصہ اس سے معمور ہو گیا۔ شاہ صاحب نے اس کتاب سے صرف جناب غوث الثقلین کے مناقب منتخب کئے اور انھیں زبدۃ الآثار کے نام سے موسوم کیا۔ اس انتخاب میں کسی جگہ بھی سنہ تالیف کا تذکرہ نہیں کیا ہے لیکن اخبار الاخبار ص ۱۱ میں اس کا ذکر آیا ہے اور اس سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ کتاب ۹۹۹ھ سے پہلے تالیف ہوئی ہے۔

**اخبار الاخیار فی اسرار الابرار** شاہ صاحب نے سفر حجاز سے واپس ہونے کے بعد ۹۹۹ھ کے اخیر ایام میں اس کتاب کو حتم فرمایا اور ۱۰۰۰ھ میں اس کی کتابت سے فراغت حاصل کی۔ اس میں ان متاہرہ ص ۱۱ اخبار الاخیار دیا چہ ص ۱۲۔ ڈاکٹر یوے فارسی خطوط لٹریچر میوزیم ص ۱۱ میں اخبار الاخیار کا سنہ تالیف بتایا ہے لیکن یہ غلطی ہے کیونکہ شاہ صاحب نے اس کی تاریخ تصنیف ذکر الاولیاء سے نکالی ہے۔

سلسلہ میں ملک الشرائع فیضی نے دس سے مراہبت کی اور جب لاہور پہنچا تو وہاں سے کئی حلوٰۃ شاہ صاحب کو لکھے اور انھیں اپنے یہاں آنے کی دعوت دی۔ لیکن شاہ صاحب نے اس صحبت کو نامناسب خیال فرمایا اور غدر آمیز جواب دے کر لاہور آنے سے انکار کر دیا۔

حواہ محمد باقی نقشبندی سے معیت۔ | سلسلہ میں خواجہ قطب الدین محمد باقی دہلی میں تشریف فرما ہوئے تو شاہ صاحب بھی ان کی خدمت فیض درجت میں حاضر ہوئے۔ کمال خلوص و اعتقاد کے ساتھ آپ کے ارادت مندوں میں شریک ہو کر طریقہ نقشبندیہ کے ارشاد و ہدایت کی اجازت حاصل کی تھی۔ سلسلہ میں خواجہ صاحب کا انتقال ہو گیا۔ تو شاہ صاحب نے گوتہ اختیار کر لی۔ اور تصنیف و تالیف اور درس و تدریس کو اپنا متعلقہ قرار دیا۔

شہنشاہ جہانگیر کی ملاقات۔ | شہنشاہ جہانگیر اپنے جلوس کے چودہویں سال سلسلہ میں کشمیر جاتے ہوئے دہلی میں وارد ہوا تو اس نے شاہ صاحب سے ملاقات کی اور اپنی ترک میں آپ کے فضل و کمال اور توکل و تجرد کا تذکرہ کیا۔

وفات۔ | شاہ صاحب نے اکبر و جہانگیر دو بادشاہوں کے زمانے دیکھے۔ شاہ جہاں کے اواسط عہد میں جلوس کے سولہویں سال سلسلہ کو بہ مقام دہلی انتقال فرمایا۔ روضہ حواہ نزرگ شیخ قطب الدین بختیار کاکی کے جوار میں خوش شمس کے کنارے مدفون ہوئے۔ معتقدین نے مراریر رنگ و خشت کا گتہ بنوایا جو اس وقت بھی موجود ہے۔ اور اسکی کیفیت مرحوم سر سید احمد خاں نے آثار الصنادید میں لکھی ہے۔

۱۵ طبع التواریخ ص ۲۱

۱۶ طبع التواریخ ص ۲۱

۱۷ طبعات شاہ جہانی۔ دیکھو صمیمہ دوم

۱۸ حریثۃ الاصغیا۔ جلد اول ص ۱۱

۱۹ مآثر الکرام ص ۲۱ سحہ المرحان ص ۲۲

۲۰ آثار الصنادید باب سوم ص ۱۲

جہاں کہیں دوسرے کتابوں سے مصامیں اخذ کیے وہاں اُن کے حوالے لکھ دئے یہ سلسلہ  
میں مدنیہ منورہ میں شاہ صاحب نے اس کی تالیف تسریر کی۔ اور ہندوستان واپس  
آنے کے بعد سلسلہ میں یہ مقام دہلی اس کا بیضہ کیا یہ کتاب حسب ذیل سترہ ابواب پر  
منقسم ہے۔

باب اول۔ در ذکر اہل مدنیہ طیبہ	باب دوم۔ فضائل و محامد مدنیہ طیبہ
باب سوم۔ در ذکر ماکاں مدنیہ طیبہ	باب چہارم۔ در ذکر اسباب ورود سید المرسلین در مدنیہ طیبہ
باب پنجم۔ در ذکر ہجرت سید المرسلین	باب ششم۔ کیفیت عمارت مسجد نبوی
باب ہفتم۔ در بیان تعمیر و ترمیم مسجد نبوی	باب ہشتم۔ در ذکر فضائل مسجد نبوی
باب نہم۔ در ذکر تعمیر مسجد قبا و دیگر مساجد نبویہ	باب دہم۔ در ذکر آبادی مدنیہ طیبہ
باب یازدہم۔ در ذکر فصل اکرمین کہ و مدینہ	باب یازدہم۔ در ذکر فضائل و وضع ائمہ کس
باب سترہم۔ در ذکر فضائل جہل احد و شہداء احد	باب چہار و ہفتم۔ در ذکر فضائل زیارت سید المرسلین
باب پانزدہم۔ در ذکر حکم زیارت قبر سرہب	باب شانزدہم۔ در ذکر آداب زیارت سید المرسلین
باب ہفدہم۔ در ذکر آداب صلوة سید المرسلین	

شاہ صاحب نے اس میں اپنے ان شیوخ  
راواستقین الی سلوک طریق اللیقین

سفر حجاز میں میوضات باطنی اور علوم ظاہری حاصل کئے تھے یہ کتاب سترہ میں تمام ہوئی،  
اور اس کے مضامین تین مقاصد پر منقسم ہیں۔

مقصد اول۔ در احوال شیخ علی متقی۔

باب اول۔ در ذکر محل ازابتداء حال و سیر و سلوک ایشان تا وصول بہ مکہ معظمہ  
در یافت علماء و شاہین حدیث و انتساب سلاسل مشائخ طریقت و اشتغال بہ تصنیف  
کتب و نشر علوم و تربیت طالبان حق۔

صلحا و علما کے حالات مذکور میں جو ابتداء مسیح اسلام سے الف عاشورہ کے احتشام تک سترین  
ہندوستان میں گذرے ہیں۔ خواجہ نزرگ شیخ معین الدین حشتی کے تذکرہ سے اسکی ابتداء کی  
اور جلد تراجم کو تین طبقوں میں تقسیم کیا ہے۔

**طبقہ اول** اس میں خواجہ نزرگ معین الدین حشتی اور ان کے خلفاء و مریدوں

کا بیان ہے۔

**طبقہ دوم**۔ اس میں شیخ فرید الدین گنج شکر اور ان کے معاصرین و مریدین

کا تذکرہ ہے۔

**طبقہ سوم**۔ اس میں شیخ نصیر الدین محمود چرخ دہلی کے زمانہ سے تالیف کتاب تک

متاھیر ہر قرن کے حالات ہیں۔

ان طبقات کی ابتدا میں جناب غوث الثقلین شیخ الاسلام محمد الدین عبدالقادر جیلانی  
کے مناقب و محامد مذکور ہیں آخر میں اپنے اسلاف کا تذکرہ اور خود اپنے بعض واقعات ۹۹۵ھ  
تک بیان کیے ہیں۔

**جذب القلوب الی دیار الحب** مدینہ طیبہ کی حورانیائی تاریخ ہے۔ علامہ نور الدین علی بن  
حفیف الدین عبداللہ بن احمد سیسی السہودی المتوفی

۸۸۱ھ نے ایک کتاب وقا الوفا اخبار دار الصطفیٰ کے نام سے ۸۸۵ھ میں یہ مقام مدینہ منورہ  
لکھی اور ۸۸۸ھ میں مکہ معظمہ میں مسودہ صاف کیا۔ ۸۹۳ھ میں اس کا انتخاب کیا اور اس کا  
نام خلاصۃ الوفا رکھا۔ شاہ صاحب نے وفاء الوفا پر اپنی کتاب کی بنیاد رکھی۔ اس کے سوا

۹۹۹ھ سے ۹۹۹ھ تک (حق سے ۹۹۹ھ تک) نہیں۔ میر ملا عبدالقادر بدایونی نے بھی اپنی تاریخ میں جو  
۹۹۹ھ میں تمام ہوئی ہے اس کتاب کا ذکر کیا ہے۔ ادا اس سے ظاہر ہے کہ یہ کتاب ۹۹۹ھ سے  
پہلے مشہور اور مروج ہو چکی تھی۔

(۸) شیخ محمد مصطفیٰ ارفقہا سے مدد ۹۱ شیخ احمد ابو الحرم احمد فی المولیٰ سلسلہ (۱۰) شیخ علی  
ابن جبار احمد القرطبی الخزوی الملکی (۱۱) شیخ محمد اصفیٰ (۱۲) شیخ محمد النوفری المصری المالکی  
المتوفی ۹۹۹ھ (۱۳) شیخ محمد البہنی (۱۴) سید حاتم ابن احمد الدہلوی الیمینی المالکی (۱۵)  
سیدی الشیخ انصری (۱۶) شیخ عیسیٰ المغزی المدنی (۱۷) شیخ علی ابن عیسیٰ الحبلی القادری  
(۱۸) مولانا اسماعیل تیروانی نقشبندی (۱۹) مولانا شیخ حاجی نصر احمد بخشی (۲۰) مولانا  
نصر احمد سراری (۲۱) مولانا محمد (۲۲) شیخ عبدالہ (۲۳) شیخ رحمت اللہ السندی (۲۴)  
شیخ مولانا عبدالہ السدی (۲۵) مفتیہ محمد الیبتی (۲۶) میاں خدا بخش وکنی

**ذکر الملوک** ہندوستان کی عام تاریخ ہے۔ اس میں شاہ صاحب نے سلطان مغز الدین  
محمد بن سام کی فتوحات سے شہنشاہ اکبر کی تخت نشینی تک واقعات  
تحریر کئے ہیں۔ دیباچہ سے معلوم ہوتا ہے کہ محمد بن سام کے فتح ہندوستان سے سلطان  
ناصر الدین محمود بن سلطان تمس الدین التمس کے جلوس تک جو زمانہ گزرا ہے اس کے حالات  
طبقات ناصری سے ماخوذ ہیں غیات الدین بلبن نے فیروز شاہ تک آٹھ بادشاہوں کا  
تذکرہ تیار فیروز شاہی سے منقول ہے۔ اس کے بعد اکبر کے جلوس تک جس قدر بادشاہ ہوئے  
ہیں ان کا احوال معتبر روایات اور عینی مشاہدات کی بنا پر مرقوم ہے۔

یہ کتاب سلسلہ میں تمام ہوئی ہے اور اس کے مضمین حسب ذیل آٹھ مقالوں  
میں تقسیم ہیں۔

مقالہ اول - در ذکر سلاطین دہلی	مقالہ دوم - در ذکر سلاطین بنگالہ
مقالہ سوم - در ذکر سلاطین جوینور	مقالہ چہارم - در ذکر سلاطین مانان
مقالہ پنجم - در ذکر سلاطین گجرات	مقالہ ششم - در ذکر سلاطین دکن
مقالہ ہفتم - در ذکر سلاطین مالوہ	مقالہ ہشتم - در ذکر سلاطین سمیر

شیخ نذیر بخاری (وفات ۲۵۰ھ) جہاگیر کے امرا سے دربار سے گئے ہیں۔ ان کی

باب دوم۔ در ذکر بعضی از طرق و آداب ایشان و عبادات و ریاضات  
 باب سوم۔ در ذکر بعضی مقالات و حکایات کہ دال اندر طرق و آداب و صلاحت  
 باب چهارم۔ در ذکر بعضی از خوارق و کرامات ایشان  
 باب پنجم۔ در ذکر بعضی از انتہائے احوال ایشان و ذکر فضیلت و انجہ متعلق  
 است بدان  
 ضمیمہ۔ رسالہ تبیین الطرق کہ اول مصنفات ایشان است  
 مقصد ثانی۔ در احوال شیخ عبدالوہاب متقی۔  
 باب اول۔ در ذکر مجلسی اراستہ احوال ایشان و وصول بہ مکہ مکرمہ و درایت  
 صحبت حضرت شیخ علی متقی۔

باب دوم۔ در ذکر طرق و اوضاع و آداب ایشان در طریق تصوف  
 باب سوم۔ در ذکر بعضی از مناقب و کرامات و احوال و مقامات و ریاضات و مجاہدات  
 ایشان کہ از زمان حضرت تا این وقت ظهور رسیدہ بوجود آمد  
 باب چهارم۔ در ذکر بعضی از عجائب و غرائب کہ در آواہن مسامرت و زمان ساجت و بیاد  
 باب پنجم۔ در ذکر تشریف این فقیر بہ صحبت ایشان و التزم ملازمت ایشان در مدت  
 اقامت آن مقام ترفیع و حصول اجازت خرقة خلافت علم حدیث و تصوف  
 و ادعیه و اغراب و دیگر غنایات و رجوع بوطن اصلی بامراتیان

مقصد ثالث۔ در ذکر بعضی از متابع و فقرائے آل دیار رحمہم علیہم جمعین  
 (۱) شیخ محمد بن عراقی صاحب تنزیہ الشریعہ (۲) شیخ ابوالحسن المصری البکری  
 المتوفی ۹۵۰ھ استاد مولانا محمد طاہر نقوی (۳) شیخ محمد بن شیخ ابی الحسن البکری  
 المتوفی ۹۹۰ھ (۴) شیخ رین العابدین (۵) سید عبد اللہ القادری انصاری (۶)  
 شیخ ابوبکر اسلم الخضری (۷) شیخ شہاب الدین احمد بن جبر الکی الہیثمی المتوفی ۱۰۵۰ھ

بہ ترح ۱۲ حادی الاول سنہ ۱۶ کو تمام ہوئی (۱۷) نصف لے اہل رسالہ کے  
دوام رکھتے تھے۔ سفر العادۃ اور صراط المستقیم۔ اس لئے شاہ صاحب نے بھی سحر کو ۱۱ ماہوں  
موسوم کیا۔ ایک دینی الادادہ و دسراطین القویم

شرح مشکوٰۃ المصابیح امام ابو محمد حسین بن محمد القوی المتوفی ۳۵۶ھ

صحیحہ یا ایسا مجموعہ مرتب کیا اور اس کا نام مصابیح المسما کہاجلسب، ولی الدین ابی عمر السید  
محمد بن عبد اللہ العمری الترمذی نے اس پر نظر ثانی کی۔ اولاً امامیت کو ابواب پر تقسیم کیا۔  
تایار وایات حدیث کے نام اضافہ کئے تاکہ ہر حدیث کے ساتھ اس کے ماحول کا حوالہ  
لکھا جائے۔ اس ترتیب و تہذیب کے بعد یہ کتاب بالکل جدید و لایف ہو گئی اور اسے  
مشکوٰۃ المصابیح کے نام سے موسوم کیا اور سلخ رمضان سنہ ۱۲۹۶ کو اس کی تالیف و تدوین  
مراغت حاصل کی

لمعات التنتیج انبرائی (۱) لکھنے کا ارادہ کیا عربی اور فارسی دونوں زبانوں میں اسکی

مبادی - ۱۹ سنہ کی ۱۲ دی الحجہ کو اس کام کا آغاز کیا۔ چھ ماہ کی محنت و ترقی کے بعد

۱۲ ربیع الاول سنہ ۱۲۹۶ کو عربی ترح مکمل ہوئی۔ اور فارسی ترح کا نصف حصہ مکمل پایا۔

بقیہ نصف اس کے چار سال بعد سنہ ۱۲۹۹ میں تمام ہوا تاہن

اشعۃ اللمعات بزبان ہندی ہے اس کا نام اشعۃ اللمعات رکھا اور اس میں عربی

ترج سے بہت زیادہ حوالہ نصیب و تحقیق و قیقہ بیان کئے۔ ابتدا میں ایک مقدمہ لکھا جس میں

اولاً احادیث کے اصطلاحات جمع کئے۔ اس کے بعد ان نذرہ جامعان حدیث کے تراجم

لکھے جن کی کتابوں سے صاحب مشکوٰۃ احادیث نقل کئے ہیں۔ اور ان کی تفصیل

یہ ہے - (۱) الامام الحافظ ابی عبد اللہ محمد بن اسماعیل البخاری المتوفی سنہ ۲۵۶ھ

دراش سے سلسلہ میں شاہ صاحب کے فرزند شیخ نور الحق نے ہندوستان کی مختصر تاریخ لکھی اور اسے زبدۃ التواریخ کے نام سے موسوم کیا۔ یہ کتاب حقیقت میں ایک ایک کا ترجمہ شدہ نسخہ ہے اور اس میں نور الحق نے اکبر کی تخت نشینی سے زمانہ زیمب آتا تک تحت گاہ دہلی اور اس کے معاصر سلاطین کا ذکر اضافہ کر دیا ہے۔

**شرح سفر السعادت** علامہ سید الدین محمد بن یعقوب بن محمد الہیور آبادی المتوفی ۱۱۷۵ھ نے ایک رسالہ سفر السعادت کے نام سے لکھا اور اس میں جہاد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے عبادات و عادات و اعمال و اخلاق رکھنا ہی عہدگی کے ساتھ بیان کیا لیکن اصحاب ظاہر کی تقلید میں اپنے دُعا کے خلاف جو باتیں نظر آئیں اُن کے فاسد و باطل ہونے کا اعلان کیا۔ اور اکثر مواضع پر مذاہب مجتہدین کی مخالفت کی اور جو احادیث مسامحہ کے خلاف ہیں ان کو نیز صحیح قرار دیا۔ اس کے سوا کتاب کے آخر میں ایک باب اور سائل کیا ہیں بعض احادیث کی نسبت تحقیق و تنقید کی اور ان میں موضوع اور باطل ثابت کرے میں اس جوڑی وجہ محمدتین متاخر کی پیروی کی۔ اس رسالہ کے مطالعہ سے پیر و ان مذاہب مجتہدین کے دلوں میں سہات و نزہات کے پیدا ہونے کا قوی احتمال تھا۔ اس لئے شاہ صاحب کو اس کی طرح لکھنے کا خیال ہوا تاکہ حقیقت حال کا انکشاف ہو عطا و استنباط کے مواضع ظاہر ہو جائیں۔ پس شاہ صاحب نے اس رسالہ کی موطا شرح لکھی۔ اس میں تو صحیح و تفسیر کے لئے موقع بہ موقع احادیث صحیحہ درج کئے۔ اور جن احادیث کو مضبوطی موضوع اور ناقابل اعتبار قرار دیا تھا ان کے صحیح ہونے کی نسبت حج طاعہ میں کئے۔ ابتدا میں ایک طویل مقدمہ لکھا اور اسے دو ابواب پر تقسیم کیا۔ پہلے باب میں علم حدیث کے ۴۴ مخططات۔ کتب صحاح اور ان کے جامعین کا ذکر۔ روایات، نقشہ و غیر نقشہ کی نسبت امور مایہ الاتیازہ تحقیق و تنقید کے اصول بیان کئے دوسرے باب میں المیہ مذاہب اربعہ کے حالات اور تفصیل و خلاصہ یہ تحریر فرمائی۔



بسوط کی ترتیب تکمیل سے مراد نصف حاصل کرنے کے بعد بدایع النور کی تصنیف میں مصروف و مشغول رہے اور کئی سال کی محنت کے بعد سن ۱۲۴۸ھ کے حدود میں اسے تمام کیا اور اس کے مضامین حسب ذیل پانچ اقسام پر تقسیم کئے۔

- قسم اول۔ در ذکر صفات و کمالات جناب سید المرسلین صلعم  
 قسم دوم۔ در ذکر ولادت مبارک و نبوت و ہجرت  
 قسم سوم۔ در ذکر وقائع سنوات کہ از ہجرت تا مبادی مرض و فاق و قیامت  
 قسم چہارم۔ در ذکر نہ و ش مرض و وفات و تجہیز و تکفین وغیرہ  
 قسم پنجم۔ در ذکر اولاد طاہرہ و ازواج مطہرہ و احکام و دعوات و اخوات رضاعی و خدام و موالی و کتاب عمال و موزنین وغیرہ  
 اس مکملہ در بیان بعض اوصاف کاملہ

## کتابیات

شاہ صاحب کے حالات کتب ذیل میں دیکھیے۔

- |                   |                               |                                   |       |
|-------------------|-------------------------------|-----------------------------------|-------|
| ۱۔ منتخب التواریخ | ملا عبد القادر بدایونی        | کلکتہ جلد سوم                     | ص ۱۱۳ |
| ۲۔ توڑک جہانگیری  | نور الدین محمد جہانگیر بادشاہ | کلکتہ                             | ص ۲۸۵ |
| ۳۔ بادشاہ نامہ    | ملا عبد الحمید لاہوری         | کلکتہ ۱۸۶۷ء جلد اول حصہ دوم       | ص ۳۲۱ |
| ۴۔ طبقات شاہجہانی | محمد صادق                     | نسخہ خطی طبقہ درہم باب اول        |       |
| ۵۔ کلمات الصادقین | محمد صادق                     | ذکر صد و دہم                      |       |
| ۶۔ عمل صالح       | محمد صالح کنبوہ               | نسخہ خطی خاتمہ در ذکر علما و صلحا |       |
| ۷۔ مائثر الکرام   | میر غلام علی آزاد بگلہاری     | طبع اکبرہ سن ۱۹۲۰ء                | ص ۲   |
| ۸۔ سبحة المرجان   | میر غلام علی آزاد بگلہاری     | مبئی سن ۱۳۰۳ھ                     | ص ۵۲  |

صاحب: یازمہ الصبیح (۲) الامام الحافظ ابی احسین مسلم بن الحجاج القشیری النیشاپوری  
 المدنی سلسلہ ہجری۔ صاحب جامع الصبیح (۳) الامام مالک بن انس الحیمیری الاصبہی  
 المدنی الحدیثی سلسلہ صاحب الموطا (۴) الامام ابو عبد اللہ محمد بن ادریس الشافعی المتوفی  
 سلسلہ صاحب المسند (۵) الامام احمد بن محمد بن حنبل المتوفی سلسلہ صاحب المسند (۶)  
 الحافظ ابو داؤد سلیمان بن اشعث السجستانی المتوفی سلسلہ صاحب السنن (۷) الامام الحافظ  
 ابی عیسیٰ محمد بن عیسیٰ الترمذی المتوفی سلسلہ صاحب الجامع الصبیح (۸) الحافظ ابو عبد اللہ  
 احمد بن حنبل النائی المتوفی سلسلہ صاحب السنن (۹) الحافظ ابو عبد اللہ محمد بن یزید بن  
 ماجہ القشیری المتوفی سلسلہ صاحب السنن (۱۰) الامام الحافظ عبد اللہ بن عبد الرحمن  
 الدارمی المتوفی سلسلہ صاحب السنن (۱۱) الامام الحجۃ ابی اسحاق علی بن عمر البغدادی الدارمی  
 المتوفی سلسلہ صاحب السنن (۱۲) الامام ابوبکر احمد بن حنبل بن علی بن احمد وجرودی البیہقی  
 المتوفی سلسلہ صاحب سنن الکبیر (۱۳) الامام زبیر بن معاویۃ العبدری السمرطی المتوفی  
 سلسلہ صاحب بخرید الصبیح (۱۴) الامام الحافظ محی الدین ابو ذکریا یحییٰ بن شرف النوذی  
 الشافعی المتوفی سلسلہ شایع صبیح مسلم (۱۵) الامام ابی العرح عبد الرحمن بن علی البغدادی  
 المعروف بابن الجوزی المتوفی سلسلہ

**شرح فتوح الغیب** شاہ صاحب نے شرح مشکوٰۃ کے اثنائے تالیف میں غوث الثقلین  
 شیخ محی الدین یحییٰ بن عبد القادر جیلانی رحمہ اللہ المتولد سلسلہ المتوفی سلسلہ کی کتاب فتوح الغیب  
 کا فارسی میں ترجمہ کیا۔ لغات الفتوح کو ختم کرنے سے پہلے اُس کے اسماء و نحو امضیٰ حل کرنے  
 کے لئے شرح لکھی اور اس کا نام مفتاح الفتوح رکھا۔

**مدارج النبوة و مراتب الفتوة** شاہ صاحب مدت دراز سے ارادہ کر رہے تھے  
 کہ ایک موطا کتاب میر مصطفویٰ میں تالیف کریں۔ ان کے فرزند عزیز شیخ نور الحق بھی  
 اس ارادے کی تائید کیا کرتے تھے۔ یہاں تک کہ سفر العادۃ اور مشکوٰۃ المصابیح کے شروع

اد ترجمه تایید مدینه سلیمه و کتابی است در احوال مشایخ و متاخرین که ذکر الاولایا  
 - آج آن است - از غنقوال شایب درو طلب داشت - و چند گاه بی در فتح پور بنابر  
 الفت قدیم بالک التعلیق فیضی و مرزا نظام الدین احمد صاحب لود - و میرزینر  
 تقریب ایالت ترف خدش را در یافته بیوسته از نواید صحبتش مخطوط بودم -  
 و ترفین رفتن کعبه شریفه رفیق او شد از دلی بطریق جدید بهیچ میر مقید  
 استده به گمراشته رفت و بجن سبی مرزا نظام الدین احمد و مددکاری او در چهارلسته  
 - هر جزا رفت - حاجی سکر ارج بارگشته با گره آمد  
 و ملک الشعرا شیخ میضی بعد از آمدن او ولایت دکن نابرووش قدیم شمل لویا  
 که یارا را بر لایه گرمی مجلس و هم ریانی خویش بجا می خواست - ایامینه  
 خطی چند مشتمل بر اظهار شوق طلب تنج حق را لاهور مرستاد و او از نهایت آزاری که  
 در دل داشت نیامد و مکاتیب عدد آهنگر نوشت -

## (۲)

اقتباس از کتاب طبقات شاه جهانی تالیف ملا محمد صادق بهلانی در سنه ۱۲۶۶

### طبقه دهم باب اول

در سال نهصد و نود و پنج بطریق جدید به بحرین شریفین رفت و با شیخ عبدالوهاب  
 متقی که خلیفه اعظم و جانشین شیخ علی متقی رضی الله عنهما لوده صحبت داشت و علم حد  
 تصحیح نمود - و اسناد عالی حاصل کرد - از طریق قادیانیه دستاویز مجازت و حضرت  
 شیخ عبدالوهاب متقی لوطن اصلی مراجعت نمود - و به دلی آمد - در سال هزار و هشت  
 حضرت قطب الدین خواجه محمد باقی اویسی نقشبندی قدس سره بدر المعارف دلی ارزانی

- ۱- نظر آدم ترجمه المرجان مولوی محمد شمس الدین احمد لکھنؤ ۱۰۴۵ء ص ۵
- ۲- آثار الضاید ڈاکٹر سر سید احمد خاں مرحوم کانپور باب سوم ص ۱۲
- ۳- اعجاز العلوم نواب صدیق حسن خان قوی بہاول ص ۹
- ۴- اشعار السنلا نواب صدیق حسن خان قوی بہاول ص ۳۳
- ۵- حدائق الخفیه مولوی نصر محمد لکھنؤ ۱۰۹۹ء ص ۱۰۱
- ۶- تذکرہ علماء ہند مولوی رحمان علی ریواقی لکھنؤ ۱۰۹۴ء ص ۱۰۶
- ۷- بجز قار مولوی وجیہ الدین لکھنؤ حطی
- ۸- محبوبہ الالباب ہر شے مولوی خدا بخش خاں حیدر آباد سنہ ۱۳۰۰ء ص ۱۱
- ۹- مفتاح التواریخ طاس ولیم بیل لکھنؤ ۱۸۶۴ء ص ۲۴۶
- ۱۰- تاریخ ہندوستان سرجاں ایٹ لندن بلند ستم ۱۸۵۵ء ص ۱۰۵
- ۱۱- اوٹیل بیا گریٹیکل کنٹری طاس ولیم بیل لندن ص ۱۱
- ۱۲- فہرست مخطوطات فارسی برٹش میوزیم چارلس ریو ہنداول ص ۱۴
- ۱۳- انسائیکلو پیڈیا آف اسلام ص ۳۵

## ضمیمہ

(۱)

اقتباس از منتخب التواریخ تالیف ملا عبد القادر بدایونی در سنہ ۱۰۴۵ء  
 شیخ عبد الحق دہلوی حقی تخلص میکند کہ مجموعہ کمالات و شمع فصائل است جمیع  
 عالم غلبہ و قلم را در سر ای گوید۔ در تصوف رتبہ بلند دارد۔ و از جملہ تصانیف

## بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

پروردگار عالم حل حلالہ و عظم الوالدہ فرستادہ خود و برگزیدہ درگاہ خود صلی اللہ علیہ  
 وآلہ وصحبہ وسلم میفرماید قل لو کان البحر مداد الکلمات ربی لنفد البحر قبل ان تنفد کلمات ربی  
 ولو جبا بمثلہ مداد و در جائے دیگر میگوید و لو ان مافی الارض من شجرة اقلام والبحر بحیره من  
 لحدہ سعة البحر ما نفدت کلمات اللہ ما ید دانست کہ مراد باین کلمات کہ اگر ہفت و بیایا ہی  
 شود و در حقان ہمہ قلم گردد و ہنوز سیری نشود علوم و معانی است کہ دانائے غیب از کتاب  
 لاریب بہ بعضی از بندگان خود کہ تلامذہ درس قدس و خوانندگان کتاب مبین اویند  
 تعلیم و تلقین نموده است و جو اہر حقائق و اسرار کہ از خزان جو دو موہبت تار و وقت  
 عارفان ساختہ و کنوز معارف و مواہب کہ از عالم لایہائیتہ لہ در بوطن قدس موطن ایشان  
 نہادہ و بر لسان وقت و حال و زبان تقریر و تحریر ایشان جاری گردانیدہ است و الا  
 آنچه صفات حق و ہو و ذات مطلق ست منزہ و مقدس است کہ باین تمثیل و تمطیس  
 از ان تعبیر و تقریر نمایند آنجا بے تہایت گفتن اثبات تجدید و تنائے و تقیید تبریہ و تفسیر  
 و کوتاہی ست چہ جائے اس مبالغہ کہ تا نظریہ تقیید و متعربہ تجدید ست

و فرمود و مستعدان و خدا پرستان عالی فطرت گرد آں مرکز، امره قطبیست جمع آمدند  
حضرت مخدوم را فراوان محبت و اخلاص به خدمت، خواجہ پیدا شد۔ بعد از آثار  
حضرت غوث الثقلین شاہ محی الدین بسملانی اخذ طریقہ نموده بہ طریقہ نقشبندیہ  
مشغول شد و بعد از چند گاہ اجازہ ارشاد طریقہ نقشبندیہ از آن حضرت یافت۔  
و بعد از وفات حضرت خواجہ علاء الدین چاشنی خلوت و غرلت در مذاق حضرت  
مخدوم غالب آمدہ ترک آمد و رفت خانہ عالمیایاں کرد۔ تا اسال کہ سال ہزار  
و چہل و شش است پائے تکیہ پائے ازال پیچیدہ بدیس و تلقین  
نیازمندان علم و عرفان دہلی بردارند و تمامی اوقات بابرکات بہ مطالعہ و درس  
حدیث و تفسیر مصروف است و عام خاص از انقاس تہ کہ وسے محطوط و مسرورات  
و پیوستہ بہ تصنیف کتب دینیہ استعمال دارد۔ و در علوم عقلی و نقلی تصانیف  
کرده است و تمام تصانیف وسے صغیر و کبیر تا سال مذکور قریب صد باشد۔ ازال  
جملہ شرح سفر السعادۃ و شرح مشکات و ترجمہ مشکات در سیر مدارج النبوت دریں  
ایام بہ کلک تحریر سپردہ۔

(۳۷)

### استیاس از تو زک جہانگیری

شیخ عبدالحق دہلوی کہ از اہل فضل و ارباب سعادت است دریں آمدن  
دولت ملازمت دریافت کتابی تصنیف نموده بود مشتملہ احوال شیخ ہند بنطسہ  
در آمدہ عینک زحمات کشیدہ مدتہاست کہ در گوشہ دہلی بوضع توکل و تجرید بصری  
بود مرد گرامی است ہجعتش بے ذوق نیت با نواع مراحم دلتوازسے کردہ و خدمت  
فرمودم۔

او جان جمله عالم حق جان جان شمار حق را بنیر واسطه و است است

## صل

بعد از رسول و انتقال از آن عالم حضرات انبیا صلوات الله و سلامه علیه هم که  
حاضران مجلس علم و تبارک را در حوزه درس او بودند و هر یکی کتابی از علم و بابی از دین خوانده  
و تحصیل نموده بود برسد افاده نشت کلمات الله در حلق افاده و افاضه و سود مردم  
انسان آدم صبی آمد که با وجود نسب الهوت در درس آن حلقه صدق را نومی آید زده  
صحاح لغات اسما را تعلیم نموده بود و در مدح طاعت تکیه زده ساکنان ملا را اعلیٰ را تعلیم  
و تلقین نموده حق استاد را برای اشیاء ثابت گردانیده مقدم و سحر و اشیاء گشت و معلقه  
در کشور ملکوت افکند و تمامه کائنات را تحیر و تعجب انگشت برداشته و در دست بر  
دست زدند که این حیثیت که بعضی از خاک ببارند و چنین بنوارند و بر یک زاده عالم  
ملکوت سر فراز گردانند و ندانسته که این خاک گنجینه اسرار احدی و مستودع جوهر محمدی  
و اسرار نامه الهی و مجموعه کلمات نامتناهی است و به حقیقت مقصود اقامت حجت ربوبیت  
و تعلیم آداب عبودیت و اثبات انفصلیت علم بر عبارت و اتمیت کلمات الله بر تسبیح  
و اظهار احجیت و ذوقیت حاضران مدارس علم بر ساکنان سوامع قدس بود و آدم بهجت  
مطهریت اسما و صفات الهی را نشسته بود جامع و کتابی بود وافی شتمل بر آیات و کلمات  
الهی تعالیٰ و تقدس ملائکه را بطل الله آن علوم و معارف معلوم و مکشف شد که هرگز آن را  
نخوانده و ندیده بودند و باین جهت نیز آدم را بر ملائکه حق استادی بهم رسید که کوردلی  
و سیه بخشی که این آیات نخوانده و در کوچه و محله و زرقه بدایع طرد و لعن موسوم آید  
از دیوان سعادت نام این محو و لغو یا بعد من ذلک بعد از آن چو بکلم ترکیب لبتی  
و مقتضای حکمت الهی خطیه از آدم بوجود آمد تلبی کلمات انابت و رحمت از پروردگار  
تعالیٰ و تقدس که خلق آدم من ربه کلمات نقاب علیه به مقامی بالاتر از اجتناب

آسمان که به باریق علم اقدس است      تمثیل راه مجرد در حقان محال نیست  
 هر یایه کمال که در فهم ما رسد      در بارگاه غمت باری کمال نیست  
 این سینه باریتی صفت خلق حائق است      نسبت ذات مطلق حق جز خیال نیست

اول موحی که از دریائے وحدت جوش زد و محققین کلماتی که در کتاب لاریب نیه  
 نوشته آمد علوم و فیوض حیرت انگیزی است که بر روح و فطرت محمدی که روح کل و عقل اول  
 و موجوداتانی است و مراتب بی پایان تمامه حقائق موحی و امکانی و جبر جامع حروف و اسماء الهی  
 آ آلی است فائض و نازل گشت و هر چه در کتاب صعب و تنهات و وحدت و کثرت  
 و ذات و صفات و مکتوب و مسموع و مذکور بود همه در لوح محفوظ و ضمیر و کتاب مبسوط و قلب و وی  
 ثبت یافت حقیقت محمدی را در یائے دال که ماهیات اتیان و حقائق موجودات همه امواج  
 آن بحر موحی اند یعنی مثل آنها و جدا اول و بعضی مثل اسقیه و قرب و برخی مثله کوز و اقحاف  
 و یاره نه شامه غرف و قطرات و هر یک بقدر استعداد و استعداد نصیب فیضی از آن و ریا دارند  
 سخت شاگردی رسیدند تا دازل اوست که تحصیل علوم غیبی استفادہ معارف لاریب  
 که کلمات الله و کلمات ربی عبارت از آن است تحصیل کرده و تکمیل نموده هم در آن عالم مدبر  
 میگردید و باینکه بنا کرده صالح قدیم است خلافت عن الدرب مندرسین جلوه فرموده در راج  
 انبیا که طلب علم غیب و خوانندگان کتاب لاریب اند اخاد و اماقه نموده و همه را تعلیم و تربیت  
 فرمود و گفت بنی آدم بین الماء و الطین اشارتی به شرح و بیان آن داستان است  
 یعنی پیش از خلق اجساد و استباده روح من در عالم ارواح به صفت نبوت و انبیا و تقدیم  
 و ترتیب ارواح انبیا و متصف بودم و انبیا و رسل همه یکم امت داشتند و ازینجا که بنی الانبیا  
 و رسل از القاب و صفات منقبت آیات اوست

خیر الوری امام رسل خواجہ دو کون      او از خدا و هر چه جز او منتہی از و  
 شاگرد که دکان جهان اوستاد خلق      در یائے علم و مخزن دین کان گفت و گو



حکمت الهی اقتصادی آن کرد چنانچه ابتدائی کارخانه نبوت و نجاس میص و نفوت و  
تعلیم و تربیت روح پر موع محمدی بود صلی الله علیه و سلم ختم و انتهائی این کار نیز بوی کرد  
و در ده ایجاد و انداد بوی تمام شود پس همان روح اعظم و عقل کل بصورت عصفری و شکل  
بشری وی متعلق شده از علوم و میوض که تعلق باین نسا که داشت افاده و افاض  
شرح و بیان کلمات آمد نموده عالم و عالمیان را تا دور قیامت ملو و مستحون گردانید  
نخت عصا به صحابه که به استفاضه و استفاده قربت روح جانش اهل بیت نمود که بطهارت  
و احسان مخصوص تر بودند حد اول و انهار آن دریا و کواکب و اقمار آن سفیاض گشتند  
و عالم را از آثار علم و انوار هدایت مستفیض و مستفیضی گردانیدند و بعد از ایتان تا بعین و  
تبع تابعین که سیران رایتس و و از زمان علم دین اند که جد و اجتهاد بسته و در نشر علم اصولاً  
و فروعاً کوشیده و از دین و آیات اسلام بحکم و کلمه الهی العلیا علی علیین بردند  
و آفاق و انکاف عالم را ترقا و غربا با انوار علوم و فهموم روش ساختند و از یک کلمه کلمات  
و از یک حرف حکایات استنباط نمودند و شجره طیبیه علم را که مثال کلمه طیبیه است بصفت  
اصولها ثابت و فرعها فی السماء از حقیض ثری با روح قریا بردند قال رسول الله صلی الله  
علیه و سلم لو کان الدین معلماً بالشریا لنالہ رجال من فارس و بعد از ایشاں جابیهیر  
ثقات و متا هیر علما اخبار و آثار روایت کرده انواع علوم و اقسام فنون فراهم آورده  
و قواعد و اصطلاحات ته و کتب و دفاتر ساخته و ابواب و فصول ترتیب داده  
از حد حصرو حیطة قیاس بیرون بردند و همچنین قرن بعد قرن و علما و فضلا و فضحا و بلغا  
که افاضل ملت و اکابر و اعیان این خیرامت و مکتب ال سواد علم و متحنها ببلاد و فضل  
و نبلا ی وقت و فضلا ب روزگار ندایه هیر اقلی دهر و لایتی و هر شهر ی درین مدینه  
یکهزار و کسری پیدا شدند که در هیچ ملتی و امتی ار احم سابقه و ملل سابقه با وجود انداد و  
طول اعمار بوجود نیامده و ظهور یافتنده خصوصاً از طائفه درویشاں از اهل صفت و

و ہدایت نوشت و جامعیت دیگر یافت و بعد از آدم صنفی این کلمات ابراہیم خلیل  
 رب جلیل ظهور یافت کہ بعد از تمام وادے حقوق آں پر مصب امامت و مقام علمت  
 انتصاص یافت و اذا ابتلی ابراہیم و بکلمات فاتھن قال انی عاقلک للناس اما  
 و بعد از ابراہیم موسی کلیم اللہ مشرف و مخصوص بکلمات گشت و بے واسطہ کلام حق تنید  
 و کلم اللہ موسی کلیم و پس از کلیم عیسی روح اللہ آمد و معنی کلمۃ اللہ شد و در ہر سخن کرد و  
 در ہر ہدف نفو لیت کتاب اللہ خواند و بآں کلمات مردہ را زنده گردانید و ابراہیم و ابراہیم  
 کرد و ہمہ انبیا و اولیا منظر کلمات اللہ و محل خطاب او بیند بلکہ ہمہ ذرات کائنات و اجزا  
 عالم اطلاق بہ تنائے حق و شاید بر کمالات الہی و منظر کلمات نامعد و ذاتنا ہی وی  
 تعالی و تقدس اند چنانکہ اگر نہفت دریا سیاہی شوند و ہمہ در حمال قلم گردند ہمہ ذرات  
 رباں باشند سیری مگرد۔

ہمہ ذرات آیات آکہ اند	برائشات وجود ادگو اہ اند
زبان حال ہر ایک گشتہ گویا	کہ موجو و حقیقی لمیس الا
کلام آخر ہیں فی صورۃ حضرت	کہ قانون بیانش خود و فرست
کلام البتہ موقوف زبانیت	اگر نمود زبان آنرا ریاں نیست
و گر ہمہ بہت ہر یک را زبانیت	بذیر ہر زبان شیریں میاں بہت
ہمہ کس بازبان خویش گویا است	بعلم کش حداد دست و داناست
ہر انجیہ کرد بر معنی دلالت	بود لفظی کلام از و سہ جہالت
بایں معنی ہمہ عالم کلام بہت	بگوش اہل دل را نو پیام بہت
و ہر ذرہ شنو گر گوش داری	با و از بلند اوصاف یاری

و

بعد از ظهور عالم اجسام و انقضای دور نبوت انبیائے کرام علیہا الصلوٰۃ والسلام

ارحما و تعرا بعد از حرم و یقین بہ آنکہ بیار بودند چون نام و نشان ایساں پیدا نیت  
و انحال و آثار تصنیفات و تالیفات ہویدا نتوانست نوشت۔

### شعر

اں آثار نازل علیہنا فالطہر و بہ نال الی الآثار  
و اگر یہ مینواند کہ بوجہ آورده باشد اما چون باقی ماند و مشہور نہ شد حکم مہیا نتوا  
دار و قبول و انتہار ہستی دیگرست کہ از اختیار مندرہ بیرون است  
تقول خاطر آں در دست کس نیت ۔ مقبولی کسی را دست رس نیست  
رقم آنکہ مگر چند سے کہ نام و نشان ایساں مذکور و تصانیف و تالیفات مکتوب و  
مسطور است یکی از اں افاضل کہ در زمان کرامت شان سلطان ناصر الدین بن سلطان  
شمس الدین آتش امار الدین بر تانہ کہ اورا سلطان نصیر الدین غازی گویند قاضی مہاجر الد  
جوزجانی بود مولف تاریخ طہقات نامہری کہ بنام سلطان مذکور ہو مست یا ہکاری بر اسے  
۱۰۰۰ سلطان ناصر الدین محمود بن سلطان شمس الدین آتش ۔ یہ بادشاہ ۷۳۰ھ سے ۷۳۵ھ ہجری میں  
در حکومت رہا ہے ۔ طہقات اکبری ۳۵۰ طہقات التواریخ طبع لکھنؤ ۱۳۵۰ تاریخ مرتبہ ملہ اول ۱۳۵۰  
۱۰۰۰ قاضی مہاجر الدین ۔ یہ امار مہاجر الدین بن سراج الدین دورحالی ہے اس کے حالات ، ہدایت احتیاج کیے  
اجار الا حیار ص ۱۰۰ میں مذکور ہیں اس کا او ایس کے احاد کا فصل مذکور ہوا سیار الدین احاد الدین آتش میں مذکور ہے  
طہقات نامہری سے احد کہ مرتب کیا ہے مورخ شمس میویرم میں ترقی تفعہ کے نمبر ۱۸۸ پر ملاحظہ ہو نورانی نے بھی ترجمہ  
طہقات نامہری کے دیا ہے میں اس کے حالات کسی قدر تفصیل کے ساتھ تحریر کئے ہیں ۔

۱۰۰۰ طہقات نامہری دنیا کی عام تاریخ سے اور ۷۳۵ھ کے قریب تام ہوئی ہے اس کے مضامین ۲۴۱ طہقات پر  
مستقیم ہیں (۱) درک سلاطین علیہم السلام (۲) درک خلفاء راشدین (۳) درک خلفاء اموی امیہ (۴) درک خلفاء عباسیہ (۵) درک سلاطین  
عجم (۶) درک سلاطین عرب (۷) درک سلاطین طہا ہرہ (۸) درک سلاطین صفاریہ (۹) درک سلاطین سامانیہ (۱۰) درک  
سلاطین وایلمہ (۱۱) درک سلاطین سکننگیہ (۱۲) درک سلاطین سلجوقیہ (۱۳) درک سلاطین سہاریہ (۱۴) درک سلاطین

ولایت و زماوت و عبادت و ریاضت و مجاہدت کہ مطالع انوار معرفت و مخار  
اسرار محبت و منظر کرامات و مصدر خوارق عادت و اصحاب کلمات و عبارات ظاہر و  
اہل رموز و اشارات و احوال و مقامات اس طایفہ علیہ است قدس اللہ اسرارہم و اظہر انوارہم

## وصل

و چون اس انوار سرمدی از مطالعہ انوار محمدی علیہ من الصلوٰت الصلوات انصلا و من الخیات  
اکملہا بر اطراف و اکناف ہندوستان تافتہ بر معمورہ دہلی کہ مرکز دائرہ ولایت و کرامت  
و مقبستہ الاسلام دین و ملت است قرار یافت جمعی کثیر و جم غفیر از طوائف انام و قبائل  
اہل اسلام از مشایخ عظام و علماء کرام و مصماہی شیریں کلام از آفاق عالم از ولایت عرب  
و عجم نزول اجلال نمودہ دریں بلدہ کرامت انجام آقامت فرمود و اطراف و اکناف  
اس دیاہ کہ بہ ظلمت کفر و جہل تنگ و تیرہ شدہ بود بہ نور ایمان و علم روشن و کشادہ  
گردانیدند و کاتب سلطون عہد اوقاتہ من الصلیع و الفتور تذکرہ ملوک و امرا و تاریخ  
نامہ اس دیاہ کہ مسمی بذکر ملوک و متضمن تاریخ تصنیف است ضبط نمودہ و ذکر مشایخ  
صلحا و کتاب اخبار الانبیاء کہ موسوم بہ ہمت تنبوع و اشتہار است و ذکر کردہ اما و کفر فضلا

لہ ذکر ملوک - ہندوستان کی عام تاریخ ہے اس میں سلطان معز الدین محمد سوم کی فتوحات سے ہستہ  
بر کی تخت نشینی تک سلاطین دہلی اور اہل کے ان بھیرا دتا ہوں کا تذکرہ ہے جو کمالہ دکن تجارت مالوہ حوں پور ملتان  
لشیر و غیرہ مالک ہیں بر سر حکومت ہے ہیں - یہ کتاب شمس الدین تصنیف ہوئی ہے - ذکر ملوک تاریخ نامہ ہے - سکی  
صل کیفیت ہمارے مصنفوں موہین ہند میں دیکھئے - اس کا ایک نقلی نسخہ حوالہ گریب عالمگیر کے اونیورسٹی  
میں مکتوب ہوا ہے - کتب خانہ آصفیہ میں ض تاریخ کے نمبر ۶۰۰ تاریخ حقی کے نام سے موجود ہے

۱۰ آثار الانبیاء - ہندوستان کے مشایخ صوفیہ کا بہترین تذکرہ ہے ۹۹۹ میں تصنیف ہوا ہے و کرا لا دیا اس کا  
۱۱ نام ہے - نام و تاریخ اس کتاب عربی و ترکی و کرا لا دیا اس  
اس میں ہوا چند کتب و تاریخ  
۱۲ کے عہد سے نامہ ۱۰ ایف کتاب تک دو سو چوبیسویں صدی کے حالات ہیں - ہندوستان میں کئی مرتبہ طبع ہوا  
م میرٹھ - طبع ہاشمی بیٹنڈ - مقام دہلی - مطبع محمدی سنہ ۱۲۸۳ھ و مطبع نجفی سنہ ۱۲۸۴ھ

و بعد از وی مردی دیگر تمتہ احوال سلطان فیروز شاہ و احوال بادشاہ  
گجرات سہمی تاریخ ہمارستابی نوشتہ رفته است و تاریخ محمدی سیر تاریخی است کہ  
 شخصی نوشتہ و تاریخ دیگر شمس سراج حقیقہ نوشتہ است  
 و یکی از انہا کہ مشہور است برقہ النیف و النواہی اطلا بتر اصحاب تجسی است  
 کہ در مدون لود اکر چہ سحان از ند در ان مر تہ است کہ توان ذکر کرد ام مردی بود در  
لہ تاریخ ہمارستابی۔ یہ کتاب اس وقت نہایت نایاب ہے ہمارستاہ ماد سہ جرات (۹۲۳-۹۲۴)  
 کے ایام تصنیف ہوئی ہے اس میں امیر ناصر الدین خلجی کے زمانہ سے ہمارستاہ کی تخت نشینی تک  
سلطین مند و گجرات کے حالات مرقوم ہیں۔ عہد خلجی خوار میں لکھی گئی ہیں ان میں اس کا حوالہ  
 اکثر جگہ ملتا ہے سلطنت اکری حد تاریخ مرستہ حد اول حد مر تہ مردی حد مر تہ  
منہج مصنف مر تہ مردی لے اس کی نسبت ایسی حب دل راے ظاہر کی ہے ” نہ ار ان تخصی تاریخ  
ہمارستابی نوشتہ بجارتی کہ مد عار ان مفہوم می تو دگر قریبہ وقیاس ”  
لہ تاریخ محمدی۔ یہ کتاب بھی اس وقت نہایت نایاب ہے۔ حوالہ نظام الدین احمد خشی نے اس کا  
نام بھی طبقات اکری کے امدادات میں درج کیا ہے۔ طبقات اکری حد  
لہ شمس سراج عقیقہ کی کتاب کا نام تاریخ فیروز شاہی ہے اس میں مصنف نے سلطان فیروز  
(۹۵۹-۹۶۰) کے حالات ولادت سے وفات تک نہایت تفصیل کے ساتھ تحریر کئے ہیں۔ ڈاکٹر  
امونس لے ۱۸۹۱ء میں مقام کلکتہ سلسلہ کتب ہندیہ میں اسے طبع کرایا ہے۔  
لہ مولانا صیاد الدین تھی۔ ان کے حالات احار الانبار میں صحف ایر مرقوم ہیں انہوں لے نظم و نثر میں  
 بہت سی تصنیفات اپنی یادگار چھوڑی ہیں مثلاً سلک السلوک یہ کتاب تصوف میں ہے اور ۱۲۸۰  
میں طبع مجتائی دہلی میں طبع ہوئی ہے۔ گلریہ۔ یہ ادبی تصنیف ہے اسے مرا آزاد اور محمد کاظم  
شیرازی نے تصحیح کر کے ۱۹۱۲ء میں مقام کلکتہ سلسلہ کتب ہندیہ میں چھپوایا ہے۔ کلمات ہجریہ  
عشر مشرہ۔ چہل اموس طولی نامہ۔ ان کتابوں کے قلمی نسخے برنس میوریم اور ڈیا آفس کے

خود گذارشتہ است اگرچہ در ملاغت و براعت یخداں ید طولانی ندارد اما کلام او از احتصار و ابجاز بے گوتہ متانت و یکنگلی نیست رجبی احوال دی از آنچہ دملفوظات متیلح مذکور

ست در اخبار الاخبار مسطور است رحمۃ اللہ علیہ

دیگر ضیاء البرنی صاحب تالیف یرور شاہی کہ بعد از طبقات ناصری از ابتدائی سلطنت سلطان غیاث الدین بلبن با احوال شش سالہ یرور شاہ نوشتہ است و تا لیقما در سالہا سے دیگر نیز وارو مرید شیخ نظام الدین اولیا است قدس سرہ جینری از احوال واقوال دی نیز در اخبار الاخبار مذکور است رحمۃ اللہ علیہ

(لغیہ گدستہ) سمور ۱۵۱ ذکر سلاطین کردیہ ۱۶۶ ذکر سلاطین عوارم تا امیہ (۱۰۴-۱۸-۱۹) ذکر سلاطین ستفانیہ ۲-۲۱-۲۲ ذکر سلاطین ہندوستان (۲۳) ذکر خروج جیکر حاکم - دیورہ - پیلے جہہ طبقات کو چھوڑ کر باقی کتاب کا انگریزی میں ترجمہ کیا ہے جو دو جلدوں میں ۱۸۶۳ء سے ۱۸۹۴ء تک لندن میں طبع ہوا ہے۔ ڈاکٹر طریس نے فارسی متن کے آٹھ طبعے ۱۱۹-۱۴-۱۸-۱۹ ۲-۲۲-۲۳ ۱۸۶۴ء میں مقام کلکتہ سلطنت کتب ہندیہ میں چھپوائے ہیں۔

۱۷۰ خواجہ ضیاء الدین برنی - احار الاخبار کے صفحہ ۱۱۰ پر ان کے حالات کی کمی قد تصفیل کے ساتھ ملے ہیں مولوی میمن برنی نے تالیف یرور شاہی سے اہل ذکر کے خواجہ صاحب کا ایک مہوطہ مذکورہ مرتب کیا ہے جو دہلی کے رسالہ جامعہ اقبیاء دسمبر ۱۹۲۲ء میں شائع ہوا ہے۔ خواجہ صاحب نے ۱۷۵۷ء کے بعد انتقال کیا اور مقبرہ سلطان المتلخ تیج نظام الدین اولیا کے جوار میں مدفون ہوئے۔

۱۷۱ تالیف یرور شاہی - طبقات ناصری کا مکملہ ہے اس میں سلطان غیاث الدین بلبن کی تخت نشینی (۱۲۶۴ء) سے سلطان یرور شاہ کے چھٹے سال جلوس ۱۲۷۵ء تک تحت گاہ دہلی کے آٹھ بادشاہوں کا مفصل تذکرہ تحریر ہے۔ ڈاکٹر سید احمد علی مرحوم نے اسکی تصحیح کر کے ۱۸۶۲ء میں مقام کلکتہ سلطنت کتب ہندیہ میں طبع کرایا ہے۔

۱۷۲ خواجہ ضیاء الدین کی دیگر تصنیفات کے بعض نام یہ ہیں - ماترال دات - حشرت نامہ - تالیخ آل راکہ و جیرہ آخر الد کر کتاب ۱۸۶۴ء میں بمبئی میں چھپی ہے۔

مردی بود شہاب بہرہ در اسرار امیر خسرو ذکر وی آئندہ است کہ اورا تقدم گوئند  
از ان مفہوم میگردد آجاکہ گفتہ است  
رلر لہ افگند در گور شہاب بہرہ

و درین زمانہ از سہاں وی چیزے متہو ریت  
ساج رہرہ نیر تاعری بود کہ برائے شمس الملک کہ صدر زماں سلطان علاء الدین  
لود و کتابت مصالح نمود و اکثر فصلاے عصر بردی تلمذ مسکر دند و شیخ نظام الدین اولیا  
قدس اللہ سرہ پیر در آوان طالب علمی نزدی مقامات حریری خواندہ گفتہ است  
صدر اکمل کلام دل دو سہاں شد  
و در زمان دولت سلطان علاء الدین دہلی قحطار جال افاضل و مجمع فصلاے کابل بود  
با وجود چہل و یکا برہ و بیگانگی و بے پروائی و عدم اعتنا و التفات کہ ان مرد با  
طائفہ داشت حاضیت آن زمان چنین افتادہ بود عمدہ فضلا و اشعار و اسہر  
تسرایے آن وقت میر حسن و میر خسرو و دہد علیہا الرحمہ و الغفران اما  
(بقیہ جاسیہ گذشتہ (۳) انگریزی میں گلابیہ دین ترجمہ کیا جو فارسی میں کے ساتھ مستعار میں  
کلکتہ میں چھپا ہے۔

(۴) جس میں یر و دیر لکین نے ترجمہ کیا جو ۱۸۲۲ء میں اسٹاکرٹ میں چھپا ہے۔  
لہ شہاب الدین بہرہ ان کے والد کا نام حال الدین تھا۔ بہرہ واقع مملکت فارس میں پیدا  
ہوے۔ بہرہ دستاں میں آکر دایون میں سکونت اختیار کی۔ سلطان رکن الدین فیروز در سلطان  
شمس الدین التمش کے معاصر اور صیاد الدین غنی کے استاد تھے۔ امیر خسرو کے قصاید میں ایک شعر  
بھی ملتا ہے جس میں شہاب بہرہ کا ذکر آیا ہے۔  
دردایون بہرہ سرست بر جرد جواب گر سر آرد علعلہ مرعای دہلی ریں لوا  
شیخ عبدالقادر بدایونی نے اپنی تاریخ میں ان کے حید قصاید بھی نقل کئے ہیں۔

مولانا حصیاء الدین کا اصل طوطی نامہ حسب ذیل ربانوں میں ترجمہ ہوا ہے۔

(۲) دکنی زبان میں دوتر چھے ہوئے ہیں اور دونوں مسطور میں پہلا خواصی کا تر چھے ہے۔ حوالہ نمبر ۱ میں تمام ہوا ہے دوسرا ترجمہ ابن قسطلی نے مسئلہ میں کیا ہے۔

۳۱۔ اگر نیری میں جیرا س لے ترجمہ کیا ہے حوالہ میں لکھیں لکھیں میں جیسا ہے۔

سید محمد قادری کے خلاصے کے جب دلیل تراجم سائل ہوئے ہیں۔

۱۱) دکنی ستریں۔ مترجم کا نام معلوم نہیں یہ ترجمہ ۱۷۲۲ء میں تمام ہوا ہے۔

(۲) اردو نثر میں سید حیدر بخش حیدر نے ڈاکٹر جاوید گل گرسٹ کی وراثت سے ۱۲۱۶ء

میں ترجمہ کیا اور طوطا کہانی اس کا نام رکھا۔



۱۱۱) کچھ گفتہ سمیدہ گفتہ و تیسری گفتہ سخن شیخ ایٹاں در تیسر و تفرقہ سخن اہر و وس است کہ فرمود خروما در یائے شورا است و جن جوہی تیسری۔

بعد از دور علانی علوم مرتبه علم و فضل روی به تنزل و انحطاط نهاد و سخن رنگ  
دیگر گرفت تا آنکه سلطان محمد خلیق از اقامه مضایل خطی وافر داشت اما آنقدر فضل  
که در زمان علما و الدین فراهم آمده بودند در زمان وی نبودند یکی از مشاهیر علما و اساتذ  
شهر مولانا معین الدین عمرانی بود که بکثرت و وفاداری و حمای و تمجید و نقل حوائش  
متین دارد و سلطان محمد او را به طلب قاضی عضد الملته و الدین الایچی بیشتر از فرستاده  
و تحلیه و توشیح کتاب موافقت سام خود استدعا نموده بود و چون مولانا مرد قاضی رشت  
و بر سر ولایت هندوستان ترغیب نمود و آنچه سلطان محمد درخواستیه بود اظهار کرد و با  
آن وقت نزد قاضی عضد آمد و تمامه ولایت با سلطنت پیش کش نمود قاضی طریقه حیا  
و انصاف را سلوک نمود هوای سیر هندوستان از سر بر آورد و موافقت را هم بنیام تا  
پادشاه خود ساخت.

و در عهد سلطان فیروز فیروز علماء و فضلا و فقہاء بودند کہ برمند درس و افتادہ جای  
داشتند و نامار خان<sup>۱</sup>ی کہ کتاسی بے طول و بیط در علم فقہ است ہم در عهد دولت  
له سلطان بن تغلق شاہ ۷۲۵ھ سے ۷۳۲ھ تک حکومت کی ہے۔

۱۔ معین الدین عجمی ان کے لئے دیکھتے سمجھتے المرحاں ص ۳۳۰۔ اتر الکرام ص ۱۸۴  
۲۔ آثار خان تفسیر سراج غنیف کا تیاریخ فیروز شاہی ص ۲۹۱ سے معلوم ہوتا ہے کہ خان اعظم المار  
ملطان فیروز شاہ کے امراء عظام سے تھا اور اسے علوم سرحدیہ میں خوب مہارت تھی اس نے علوم دینیہ  
میں دو مضبوط کتابیں مدون کرائی ہیں۔ ان میں سے ایک تفسیر ہے جس میں مفسر کے تمام توضیحات  
جمع کئے ہیں۔ دوسری فقہ سے تعلق رکھتی ہے اس میں فقہ گہرا مسائل فقہاء کے اختلافات اور تشریح

امیر خسرو سلطان الشعراء و برہاں الفضائل است و وہی عالمی بود از عوالم خداوندی  
 انجہ اورا اطوار سخن و اقسام کلام از صنائع و برائع و مضامین و معانی دست دادہ  
 کم کسی را دادہ باشد شعر سہار گفتمہ اما انتخاب نمودہ و در اوین متعدد جمع کردہ و ترتیب  
 دادہ است <sup>۱</sup> و در بیان کثرت اشعار خود سنہنی خوش طبعانہ بطریق ابہام و ابہام گنہ  
 اشعار اس از چہار صد ہزار کمتر است و از سید صد ہزار بیشتر و اما میر <sup>۲</sup> اگر چہ شعر کم گفتمہ  
 سہ امیر خسرو کے حالات مولانا شبلی نے شعر الحسم اور مولوی سید احمد راہروی نے  
 بیات خسرو میں تفصیل دیے لکھے ہیں۔ میر کی کہنے گنہ دیل تذکرہ دولت شاہ سمرقندی طبع لاہور  
 ص ۱۵ اخبار الاخبار ص ۹۶ ہارستان جامی ص ۹۶ میخانہ ص ۵۵ - مفت آسمان ص ۱۱۱ حوالہ عامہ ص ۲۹  
 سہیفۃ الاولیاء ص ۵۵ نتائج الافکار ص ۱۲

۱۔ امیر خسرو نے ایسے استعارہ پنچ دو ادیں میں مرتب کئے ہیں (۱) شمعہ الصغریٰ جس میں سولہویں سال سے انیسویں  
 سال تک کا کلام جمع ہے (۲) وسط النہیۃ جس میں چوبیسویں سال سے پینتیسویں سال تک کا کلام شامل  
 (۳) عہۃ الکمال اس میں وہ کلام جمع ہے جو پینتیسویں سال سے بیالیسویں سال تک معلوم ہو ہے۔ (۴)  
 بقیہ بقیہ اس میں جو کلام جمع ہے اسی کا تعلق عمر کے پچاسویں سال سے چونتیسویں سال تک ہے۔  
 (۵) نہایتہ الکمال۔ اس میں آخری عمر کے مضبوطات جمع ہیں۔

امیر خسرو نے چار روادیں ترتیب دینے کے بعد ان کا ایک انتخاب مرتب کیا اور اس کا  
 نام اربع سنار رکھا۔ یہ مجموعہ اس وقت بھی موجود ہے اور شمسہ اربع میں نول کتور پیرس میں طبع ہوا  
 لیکن اس کے اس جملہ سے "اما انتخاب سمودہ" معلوم ہوتا ہے کہ یہ انتخاب جہاں گیر کے عہد تک  
 گماں تھا اور عام طور پر مروج و مقبول نہیں ہوا تھا

۲۔ امیر خسرو سنجری۔ ان کے حالات دیکھئے کتب دیل میں۔ اخبار الاخبار ص ۹۶ تذکرہ  
 دولت شاہ ص ۱۲ ہارستان جامی ص ۹۶ نتائج الافکار ص ۱۱۱۔ ان کا دیوان گزشتہ سال  
 دہلی میں طبع ہوا ہے۔

تفراری اوست ولایتی العجم کہ قصیدہ مشہور است و فصحا و لغائے عجم و عرب  
بہ محارضہ آل دست زردہ وی نیز بہ محارضہ آل ایتادہ از عہدہ آل بروجہ آن  
سرآمدہ است و مولانا احمد تہا نیری پیر نرباں عربی شعر گفتہ و قصیدہ والیہ والہ است  
بر فصل و ملاغت وی و اینہا ہمہ در اخبار الاحیاء مطبوعہ است۔

و بعد از زمان سعادت تسان فیروز شاہ کہ اورا حتم بادشاہان ہند گویند  
و بعد از وی مجموعہ سلطنت این دیار قطعہ شدہ و مانند ملک آفاق در ہرنا صبیہ  
بادشاہی پیدا آمدہ در زمان سلطان ابراہیم شرقی کہ در جانب حویور پیدا شدہ  
قاضی شہاب الدین راوی دولت آبادی کہ شہاب تاقب و کو اکب درمی  
لہ لایمۃ العجم۔ عربی راں کا مشہور قصیدہ ہے جسے مویہ الدین اسماعیل بن حسن بن علی محرر اکاتا  
الطغرائی المنونی <sup>۱۲۸۵</sup> لے شکستہ میں۔ مقام اعداد لکھ گیا ہے اور اس میں اپنی حالت  
اور زمانہ کی شکایت بیاں کی ہے۔ کتب الطول جلد دوم ص ۲۸۸

<sup>۱۲۸۵</sup> مولانا احمد تہا نیری۔ مرید شیخ نصیر الدین محمود حیراج دہلی۔ قرآب کی قطعہ کالپی میں واقع ہے  
احبار الاحیاء ص ۱۴۰ سحیحہ المرچان ص ۱۸۶ ماترا الکرام ص ۱۸۶ تذکرہ علماء ہند ص ۱۸۶  
<sup>۱۲۸۵</sup> سلطان بن الدین ابراہیم بن سارک شاہ۔ حویور کی سلطنت ترقیہ کا تشریح کران <sup>۱۲۸۵</sup> سے  
<sup>۱۲۸۵</sup> تک حکمران رہا ہے ٹراڈی علم اور علم درست و مرماں راگدرا ہے اس کے حالات کے لئے  
دیکھئے تاریخ مرستہ جلد ۲

<sup>۱۲۸۵</sup> قاضی شہاب الدین بن شمس الدین بن عمر راوی دولت آبادی تاگرد مولانا جواہر علی دفا  
عبدالمتقندر التریجی۔ وفات ۲۵ رجب <sup>۸۴۹</sup>۔ مقام حویور مسجد سلطان ابراہیم کے جانب  
جنوب ان کا مراد واقع ہے اخبار الاحیاء ص ۱۸۶۔ سحیحہ المرچان ص ۱۸۶۔ ماترا الکرام ص ۱۸۶  
تذکرہ علماء ہند ص ۱۸۶

سلطان فیروز بنام تانار خاں کہ از ارکان دولت دی بود تصنیف یافتہ و مصنف و مولانا عالم اندہ تہی است و بعضی گویند این تانار خاں کہ این کتاب بنام اوست اور امرائے علانی لود و اندہ علم و یکی از علمائے زمان فیروز شاہ مولانا خواجگی بود استاد قاضی شہاب الدین دولت آبادی و مولانا احمد تہا نیری و قاضی عبدالمقتدر شریخی نیز از فضلائے این وقت بودند و قاضی عبدالمقتدر با وجود علم شعر نیز می گفت و شعر عربی وی بہتر از (لقبہ حاشیہ گذشتہ) کی است ان کے قادی جمع ہیں یہ دونوں کتابیں تفسیر تانار خانی اور قادی تانار خانی کہلاتی ہیں۔ تہا نیری اب ہے۔ قادی بھی اگر چہ کمیاب ہے لیکن اس کے نسخے اکثر کتابوں میں مل جاتے ہیں۔ کتب خانہ آصفیہ میں اس کا ایک نسخہ جو نویں صدی کا مکتوبہ ہے نو حلوں میں من قادی کے میر ۵ تا ۶۶ پر محفوظ ہے۔

قادی کا ذکر حاجی حلیفہ نے بھی کیا ہے اور اس کے مصنف کا نام امام العقیہ عالم علما تہا نیری ہے۔ امام ابراہیم بن محمد اجماعی المتوفی ۵۹۰ھ نے اسکی تحفہ کی ہے۔ کتب المطبوعات جلد اول ص ۱۱۱ ۱۳۲۵ء۔ ارمیتھی۔ ادبیت۔ ایک قرعہ کا نام ہے جو دہلی کے قریب وجاریں آباد تھا یا بجیر دہلی ۵۹۰ھ مولانا خواجگی۔ مرید خواجہ نصیر الدین محمود چراغ دہلی۔ شاگرد مولانا معین الدین عمرانی و استاد قاضی شہاب الدین دولت آبادی۔ امیر تیمور کی یورش کے بعد دہلی سے نقل مقام کر کے کالیسی میں سکونت پزیر ہوئے اور اسی جگہ ان کا انتقال ہوا۔ اخبار الاخبار ص ۱۳۹ مائرا الکرام ص ۵۵۱ تذکرہ علماء ہند ص ۵۵۵ ۵۵۶۔ قاضی عبدالمقتدر بن قاضی رکن الدین الترمذی الکندی الدہلوی۔ حلیفہ شیخ نصیر الدین محمود چراغ دہلی و استاد قاضی شہاب الدین دولت آبادی وفات ۶۶۱ھ مرزاں کا دہلی میں جو تہمتی کے جاب جوہر واقع ہے۔ اخبار الاخبار ص ۱۳۱۔ سحر المرزاں ص ۱۱۱ مائرا الکرام ص ۵۵۱۔ تذکرہ علماء ہند ص ۵۵۳

و عمارات خسو و لاطایل بسیار آورده و با قطع نظر از ان کتابی مفید و مانع و قابل تمسح  
و هدیه است و بعد از قاضی شهاب الدین مولانا شیخ الہداد جو سیوری کہ مردی  
ملا درویش بود نیز قلم بہ تالیف و تحریر جاری ساخت و حواشی قاضی را مترجہ کرد و در ہر  
و مدارک و خبر و دی نیز استرح نوشتہ سوالہای و ہی قوی تر از جواب ہاست و رہا  
دیگر اہل آں ریاز نیز حواشی قاضی را استرح کردہ اند و لیکن شرح میان الہداد  
نبت مایہا قوی تر و موحد تر است و متعارف و اں دیار از علوم صرفت و نحو  
و فقہ و اصول فقہ بود و علوم دیگر از محققات قلیل و نادیکہ مندوم بود و سیکہ از  
شعرای زمان سلطان فیروز بلکہ مالتر از ان مظهر کرہ بود سخن وی خالی از فصاحتی و  
شیخ الہداد جو سیوری ۳۲۰ میں ان کا انتقال ہوا ہے سلطان سکندر بود ہی کے صاحب سر تھے  
حالات کے لئے دیکھئے اجارا الا حارہ ۱۸۸ ص ۱۸۸ سوا المرحاں ص ۱۹۲ تا ذکرہ علامہ ہند  
ص ۲۵ متغ التواریخ ص ۸۶

۳۵ حواشی قاضی سے قاضی شہاب الدین دولت آبادی کی کتاب حواشی کا یہ مراد ہے۔ دیکھو  
نوٹ (۱) متعلقہ صفحہ (۱۶)

۳۵ ہدایہ فقہ کی مشہور کتاب ہے جسے شیخ الاسلام سرہاں الدین علی بن ابی بکر المرعیتی المتونی  
۳۹۳ھ نے تصنیف کیا ہے۔

۳۵ مدارک سے مشہور تفسیر مدارک التبیان و حقایق التاویل مراد ہے جسے امام حامد الدین عبد اللہ  
بن احمد السفی المتونی ۸۳۰ھ نے تصنیف کیا ہے۔

۳۵ شرح کردہ اند۔ شیخ صفی الدین بن سعید الدین۔ قاضی شہاب الدین دولت آبادی کے دختر زادے تھے  
انھوں نے بھی قاضی صاحب کے حواشی کا فیہ کی مترجہ لکھی ہے جس کا نام غایتہ التحقیق ہے۔

۳۵ مولانا مظهر متوطن شہر کڑہ۔ مرثیہ شیخ سعید الدین محمود چراغ دہلی دیکھو اخبار الا حارہ ص ۳۵۔ ملا علی  
بدایونی نے لکھا ہے کہ اں کے دیواں میں مندرہ ہزار بیت ہیں اور ان کی اولاد اگر کے عہد تک لکھنو

ایں دیار است میا شد اور از زمان او ملک العلماء میگفتند اگر چه در اں زمان دیگر علما ہم بودند اما قبولی و شهرتی کہ اورا حاصل شد دیگری را نبود خود تصنیفات دارد آثار موسوم بہ بہت قبول و استہار شل خواہی کافیہ کہ منقح ترین تصنیفات اوست و ارشاد و بدیع البیان و جہراں و برد و می نیز شرحی دارد اتمام و تفسیری دارد مسمی بحکم موانع عبارت فارسی کہ در حمایت سمع تکلفها نموده و بوجہ آں الفاظ لے حواشی کافیہ کامیہ امام مال الدین اس صاحب المتونی <sup>۱۲۶</sup> کاتب مشہور متن ہے۔ قاضی شہاب لے اس پر سوط حواشی لکھے ہیں جو شرح کافیہ کے نام سے مشہور ہیں۔ حاجی علیہ نے بھی اس کا ذکر کیا ہے۔ کشف الظہون جلد دوم ص ۵۷۷ اس کا ایک علمی نسخہ کتب خانہ آصفیہ میں فن نحو کے نمبر (۱۶۵) پر موجود ہے۔

۱۲۷ ارتاد۔ یہ رسالہ علم نحو میں ہے اور <sup>۱۲۸</sup> کتب خانہ حیدرآباد میں طبع ہوا ہے اس کا ایک خطی نسخہ جو <sup>۱۲۹</sup> کتب خانہ میں کتب ہوا ہے۔ کتب خانہ آصفیہ میں فن نحو کے نمبر ۵۵ پر محفوظ ہے۔  
<sup>۱۳۰</sup> بدیع البیان۔ یہ رسالہ علم بلاغ میں ہے۔ مولانا غلام علی آزاد بلگرامی نے اس کا نام بدیع البرا لکھا ہے۔ نسخہ المرحاں ص ۳۶۰ مائتہ الکرام ص ۱۸۹

۱۳۱ تریخ بردی۔ امام محمد الاسلام علی بن محمد بردی المتونی <sup>۱۳۲</sup> لے اصول فقہ میں ایک متن لکھا ہے جو نہایت مشہور ہے اور امام طور پر اصول بردی کہلاتا ہے قاضی شہاب الدین لے اسی کی شرح لکھی۔

۱۳۲ بحر موانع۔ ضخیم تفسیر ہے۔ کتب خانہ آصفیہ میں اس کا ایک خطی نسخہ چار جلدوں میں فن تفسیر کے نمبر ۱۳۵ تا ۱۳۸ پر موجود ہے۔ علاوہ ان میں دو ناقص نسخے اسی فن کے نمبر ۹۶ و ۹۷ پر موجود ہیں۔ پہلی جلد میں صرف سورہ بقرہ کی تفسیر ہے <sup>۱۳۹</sup> کتب خانہ آصفیہ میں لکھنؤ میں طبع ہوئی ہے۔

بود دیوانی دارد متعل بر قصیدہ و غزل و کتاب شنوی نیز دارد مسمی بہ ہر و ماہ و بعد از وی  
پسردی حیاتی فطرت و سلیقہ درست داشت اگر دریں زمان می بود در شہر سرآمد  
روزگاری شد میگویند کہ تاریخچی نوشتہ بود بنام سلیم شاہ مصنوع مطبوع کہ باقی تا  
و در زبان ما قریب بایں زبان والد کاتب الحروف شیخ سیف الدین بود کہ  
سیفی تخلص میکردند و در میان اقران خود از اہل ہندوستان در سلامت سخن و درستی  
زبان ممتاز بودند و رفتن آں عزیز از سر این مسکین مطابق آں میت است کہ میر مسرود  
در مرثیہ پدر خود گفتہ است ۴

سیف از سرم گذشت دل من دونیم تا  
و یا رواں شد و بویستیم ماند  
ایشان را رایل ست بر طریقہ تصوف و توحید و اشعار بسیار بود کہ اگر مفید  
جمع و تدوین آں می شدند دیوانی بہم میر رسید و لیکن بے توجہی و بے تعلقی ایشان  
بہ مراسم عرف و عادت براں داشت کہ مقید براں نشدند و بر مشرب ایشان فدا و توحید  
غالب بود جلہ از احوال ایشان در خامتہ اخبار الاخبار مذکور است از انجا بر حقیقت  
حال کہ ممکن میت اطلاع براں مطلع میتواں شد و عم بزرگوار این خاکسار  
(فقید حاستیہ گذشتہ) شروع اورایتہ رشد شیخ سہار الدین کے تذکرہ پر ختم کیا ہے۔ یہ تذکرہ  
سال ۱۱۰۰ میں دہلی میں چھپ گیا ہے بقول ملا عبد القادر بدایونی کے ان کے دیوان میں آٹھ نوہتر  
ایات ہیں۔ مثنوی ہر و ماہ کتب خانہ آصفیہ میں موجود ہے۔ حالات کے لئے دیکھو اخبار الاخیار  
۲۱۴ منتخب التواریخ ص ۵۷ و ص ۵۸ تاریخ فرستہ حلاول ص ۱۵ محبوب الالاب ص ۲۳ تذکرہ  
لوائے ہند ص ۲۳

۵ حیاتی وزند مولانا جالی ان کا نام عندالحی ہے ۲۳ قہ میں پیدا ہوئے اور ۵۵ قہ میں انتقال کیا  
ارالاخیار ص ۲۱۵

۶ شیخ سیف الدین سیفی ان کا انتقال ۵۹ قہ میں ہوا۔ حالات کیلئے دیکھئے تذکرہ اخبار الاخیار ص ۲۳ تا  
۲۹۲

و مانتی میت دیوانی دارد در تصاید که دریں روزگار کیا ببلکہ مایاب است  
 در اخبار الاخبار جند بیت از وے در ذکر شیخ نصیر الدین محمود قدس سرہ نوشتہ  
 شدہ است و در ہمان چہ روز ماں مغیث ماسوی نیز شخصی بود کہ عالم فضیلت بنی  
 داشت در بیان صنائع و بدایع رسالہ دارد اما مشہور نیست و ذکر یریں مرد  
 نیز در ذکر شیخ نصیر الدین محمود رفتہ است۔

دیگر طہیر دہلوی بود کہ شیخ حمالی اور آطہیر مینویانہ بہت عدم رطوبت سخن دی  
 و این شیخ حمالی در زمان سلطان سکندر لودھی و نصیر الدین ہمایون بادشاہ وارا کا بڑا  
 نفیض تہ گدنتہ میں سکونت پذیر تھی۔ منتخب التواریخ ص ۶۷

شیخ سفیت الدین ماسوی دیکھو اخبار الاخبار ص ۱۷ محمد بن توام بن ستم لخی نے ۹۵۱ھ میں  
 محرم الاسرار لطامی ترح لکھی ہے اس کے دیباچہ میں شیخ مغیث الدین کا ذکر کیا ہے اور لکھا ہے کہ  
 وہ اس زمانہ میں علم و فضل میں نے نظیر اور معانی و میاں میں نے عدیل ہیں اور ان کی تقسیمات  
 سے ایک کتاب مدیج الحکایات بھی تائی اور اسے چند ابیات بھی نقل کئے ہیں۔

۹۵۱ھ مولانا طہیر دہلوی۔ سلطان محمود شاہ بن میر ورتشاہ تعلق (۹۶۶ھ تا ۹۸۱ھ) کے  
 کے درباری تھے۔ ملا عبدالقانی بدایونی نے اپنی تاریخ میں ان کے چند تصانیف نقل کئے ہیں  
 اور ان کی نسبت لکھا ہے کہ الحق بعد از قاضی طہیر شاعرے کہ شعرش کرے خواندن کند و  
 ہندوستان برنجواست۔ منتخب التواریخ ص ۷۷

۹۵۱ھ مولانا حمالی دہلوی۔ شیخ سہاء الدین دہلوی کے مرید اور سلطان سکندر لودھی کے ندیاں خان  
 انھوں نے عرب و ایران کی سیاحت بھی کی تھی۔ دور ال عمر میں مولانا عبدالرحمن جامی اور شیخ  
 علاء الدین دوانی سے ملاقات کر کے کا بھی اتفاق ہوا تھا۔ ہمایوں بادشاہ کے زمانہ میں  
 ا دی القعدہ ۹۶۲ھ کو ان کا انتقال ہوا اور دہلی میں مدفون ہوئے۔ میر اندازین کے نام  
 ہندوستان کے مشائخ کرام کا تذکرہ لکھا ہے۔ اس کو حواجہ برگ شیخ معین الدین چشتی سے



رونگار بود لیکن حیصه که بجهت وقوع و همبوط در پادیه کمر و ضلالت رقم زد و  
 اسکار و ادبار بر خود کشیده است و زبان اهل دین و ملت و دوستان و منتیان  
 جناب سوت را از بردن نام وی و جماعه قوم دی پاک دارد و ابی السدیهم  
 ان کانوا مومنین و اراخیه بشارت میدهند بخت اهل این روزگار به نعمتی که واجب است  
 شکر آن بزرگوار اهل انصاف و جو د فرزند مسعود و نور دیده دانش و نیش نورانی است  
 به مشرقی ست که شروق نیر فضل و کمال وی در هر دو طریق دانشوری و سخنوری با وسط  
 السواء است و اعتدال نزدیک به سمت الراس رسیده است یقین نیست که اگر وی  
 نوحه برگردد و بر طریقه ستغرای زمانه تنب و رور به تنق نخ و فکر بشعر روی آورد حمله  
 لطامی و خسر و راتبع تواند کرد و جواب گفت ولیکن توجه و اشتغال وی بکانت علم  
 و صلاح و نفس الامر غالب آمده میگذارد که بطرف شعر و طریقه شعر روی آورد و در رنگار  
 جل و علا کو کب سعادت و اقبال او را از افول و نزول نگاهدارد و فرزند عزیز محمد  
 نیر در علم و فضل تالی و تابع سرادرست و جو هر طبع او بحدودت و سلامت و قوت و در علم و  
 عمل خصوصاً علم تریب حدیث موصوف و ممتاز است بل بعد الله صلواته علیهم

## وصل

چون سخن بانیا رسید قلم حیران بایستاد و سر رشته گم کرد گویا فراموش کرد که سخن  
 از تمهید و ترتیب این مقدمات و ذکر این حکایات و تریح کلمات چه بود و موضوع  
 مسئله که بود و من چون از اهل مقصود واقف بودم و در باطن وی نیز اطلاع داشتم  
 انتم که چه میخواهد و کرامی جوید و یاد که میکنند خود را از صی بلکه از خود نیز وز دیدیم  
 و روی در گریبان حیا و تشویر پیچیدیم پس گاهی بی جانب من کرد که حال چیست و  
 موجب ملال چه و گفت چه می اندیشی شرم از که داری بگو آنچه باید گفت و بیار آنچه  
 له نور الحق مشرقی ان کا اتقال السکین هوایه - حالات کیلکه دیکو بوجه المرحان صلی الله علیه و آله و سلم ما نراک ام لا مکره علماء و متقدم

شیخ ررق اندشتاتی تخلص داشتند از نوادر روزگار و مروی کامل و مستقیم و سالک  
 طریق توفیق بودہ از اہل عشق و محبت بود و در زبان فارسی و ہندوی نغمان دل پسند  
 دارند و بیان ایتان کہ بر بیان ہندو نیست سہر دانست و یاریج واقعات مشتقاتی کہ  
 در احوال سلطان بہلول لودھی و جہادست تصنیف ایتان است در فارسی مشتاتی  
 تخلص دارند و در ہندوی راجہ مولانا حسین نقشی و شیخ حاج الدین و مولانا علی احمد  
 نثانی نیز از فضلا و شعرا و اصفیائی وقت بودند رحمۃ اللہ علیہم اجمعین و دیگر از علماء و  
 فضلا و شعرا دریں شہر و شہر ہائے دیگر از ہندوستان بودند کہ ذکر ایشان طولی دارد  
 و قصہ تعلق بذكر سادہ از گدشتگان شدہ کہ اتزی و تالیقی گذشتہ نہ ذکر اسماء  
 اشخاص و یکی از آنہا کہ دریں خبروران زبان فارسی کشادہ و داد سخنوری دادہ  
 است فیضی آگرہ است کہ در فصاحت و بلاغت و ممانت و بصانت سخن مماند  
 شیخ ررق اندشتاتی - ۱۹۹۴ء میں پیدا ہوئے۔ ۲۰۰۹ء میں انتقال کیا۔ حالات  
 کے لئے دیکھو اسرار الایار ص ۱۶۔ تذکرہ علماء ہند ص ۶۳۔ ان کا تخلص فارسی میں مستانی اور  
 ہندی میں راجہ تھا۔ ہندی میں انھوں نے در سالے لکھے ہیں۔ سیم آں اور حوت برکس یہ دونوں مفہوم  
 واقعات مستاتی کے لئے دیکھو ایلٹ کی تاریخ ہند جلد چہارم ص ۵۳۲  
 ۲۔ مولانا حسین نقشی اور ان کے فرزند علی احمد مستانی در اکبری کے متاہر علماء سے تھے ملا عبد القادر ایوبی  
 نے لکھا ہے کہ پیر دیردہوں کو بہرہ میں کمال حاصل تھا۔ لوگ ان کی بہروں کو نادرہ روزگار سمجھتے کہ  
 بطور یاد گار دیاں حراساں اور عراق میں لے جاتے تھے۔ منتخب التواریخ ص ۳۲۔ علی احمد تانی جہانگیر  
 کی مجلس سرود میں جلوس کے پانچویں سال شب و روز دہم محرم ۱۰۱۹ء کو انتقال کیا ان کے  
 انتقال کا واقعہ جو جہانگیر نے توڑک میں تفصیل کے ساتھ بیان کیا ہے دیکھو توڑک جہانگیری جلد اول  
 ۱۰۱۹ء شیخ فیضی مرید شیخ مبارک ماگوری۔ ان کے حالات و تصنیفات کے لئے دیکھو دربار اکبری  
 سدا لہم جلد سوم ص ۳۱

و اہام و شطح و طامات نگاہداشتہ و بخوف و در کشف حقایق وجود و حقیقت  
حق و صفات وی غر و علا جرات و گستاخی ننمودہ و از دارہ عبودیت بیروا  
و چون دیگران در مقام غرت جناب نبوت و ادعای کمال بہ متابعت و تمکلی باجوا  
تشریف و انصاف نصیحت و می صلی اللہ علیہ وسلم از طریق تادب بذر نیقادیہ و  
اعتماد بنفس در احوال و مقامات مقرران در گاہ و بزرگان راہ تہ پیچیدہ و زنا  
از طعن و تنقیص غریزان و بزرگان نگاہداشتہ از راہ دیانت و احتیاط پائی نکشت  
در ورطہ گستاخی و خلاف فروز رقتہ و اگر فضلا و شعرا دما تر و دواوین در قنون شعر و  
ملوک و امرا و در اطوال عتق بازی مجازی افانہ خوانی و قصہ پردازی کردہ در دام  
و لہو و لعب افتادہ اند تو باری کتب و صحائف در علوم شرعیہ و تفسیر کتاب اللہ و تہ  
و احادیث رسول اللہ و لغت و منقبت انبیاء و اولیاء و حالات و مقامات و حکا  
ایشان جمع کردہ و بصراط مستقیم و طریقہ قویم دلالت و ہدایت نمودہ در مہوای ضلالت  
و کو طبیعت فروز رقتہ زدار و زرد این انشاء اللہ کتاب را اصحاب الیمین بدست  
تو دہند و بخوانند کتاب الابرار کہ در علیین ست ام کنند آل زمان کہ چہ خوانند و  
چہ نوشتہ چنانکہ امیر خسر و گفته است

باش تیار دہ برانداز و جہاں از روی کا	آنچہ اشب کردہ فردات گردت آشکار
و در قرآن السعدین خطاب بنفس خود کردہ فرمودہ است	ثنویات
نامہ عمرت بسوادی گزشت	عمر بہ یمودن بادے گزشت
سوخست و ملت زین رقم دود خام	پختہ نشد در پے سوداے خام
ز آنچہ گفتی بہ خطا و صواب	چونست پرسند چہ گوئی جواب
ایں قسم امروز کہ سوداے قت	سلسلہ گردن فرداے تست
گیر کہ نفلت سخن از در کند	کس بہ دروغی چہ تفاخر کند

داری گفتیم شرم از آن دارم که سخن در باب علم و فضل و علماء فضلا می رود و آنکه در هر دوری  
تو نیست که رسید و سکه بنام که زدند که این کار را نو کرد این امر را تجدید نمود و من مفلس منوای  
باید پایه را چه یار که در اینجا دم زخم و جیه مجال که درین مقام بایستم و به جیه نسبت خود را بیام  
و بکدام مناسب است زبان کشایم گفت تو اضع نیکوست و چشمه کرام است من تو اضع  
تو اضع الله ربه الله و لیکس در راستی جای و صدق مقام تکلف است آنچه راستی است  
بیک تکلف باید گفت و گو هر صدق در رشته انصاف بسبقت

راه تکلف مریضه با اگر صدق داری بیار و بیا

دیگر خدر چیست من خود هم زبان و هم راز و هم دم و هم ساز تو ام و هر چه اذول تو بر آید همه  
بر زبان من رفته و در ضمیر من گشته است حالت سخن ترا من بیک می دانم و عیار دانش ترا  
بهتری شناسم و آنکه حاسه فطرت و هی سلیم است و ذائقه ادراک و هی صحیح نیز لذت آن خواهد  
یافت و داد انصاف داد رحم الله من الصنف

بر سر هر امه که آصف نوشت قدر قسم الله من الصنف نوشت

و خود طالبان بسیارند مرد و قها مختلف و مقاصد و مطالب متعدد یکی طلب و  
دوق خیزی دارد و مقصود و مطلوب او طریق است و دیگری را حال بر عکس افتاده  
اگر یک معلول منکوس الحال صفراوی مزاج را حلاوت چیز در کام و قوت شیرین نفیقه  
بیا ندارد و همیشه برای همه کس نیست و لبت الحمد که در سخن ار جاده دین بیرون نیفتاد  
غان بخت نفس دهوانداده و اگر احیاناً بهمت غلبه حال و انبساط وقت از من طبعانی  
جوشی پیدا آمده و مستی سر بر زده باشد تو بدستاری توفیق و نصرت و تائید حق بدستی  
ز می مرا از آن در طبع بیرون کشیده براه راست آورده در حاق وسط طریق مستقیم  
نی گردانیده و این وصیت که مشایخ برای تو نوشته و لایحکم باحقایق و الرقائق  
این للناس علم المعاملات و مانتیوں به عن العیوب بجائے کم آورده سخن را از ابا

آورد و روی خریدار توان دید. خاطر این معامله حبس کرده، ارسود و سرمایه آن بوسیله  
 بموجب فی الیاس راحه سر بر بستر استراحت بهادرم و بقلم که مبالغه درین کار داشت  
 گفت که اے دوست دلنواز و لیسے یار نگار مرا درین معامله معذور دار که در چهار گوشه  
 خانه خود مدیده اعمال و انصاف دیدم چینی می یا بم که بکار آید جبر آن که در طاق خانه  
 ورتی چند ابتر ویرسایان افتاده می بینم تو خود در دبه می اگر چه کار آمد نیست، رگیر و نویس  
 و نمای این معامله بومی سیارم و ترا وکیل و خلیفه خود می سازم که اگر سهو و خطای راه یابد  
 مسبب می باشد و من تهمت زده نشوم و در اهل رجوع و ظهور آن بهمنیت و قوی نگارند  
 و از کتم ضمیر بر زبان آورده آن نخت علم بالقلم ذکر کرد و بعد از آن علم الانسان بالمعین  
 گفت توئی ما و ایا میض توئی کاروان علم توئی پاس بیان هم توئی بخجیان داش گفت  
 میں ستم و ستم من حی ام مرا ترین برداشته و مرد دست عایت و اینها م گرفته ب حرکت قری  
 میدانند و آلت کار کتابت می سازند عایت کار و مبالغه و اعتبار من است که مراد  
 مرتبه زبان نهند که البیان باللسان و تحقیق زبان آلت عبارت و سخن افراستن  
 است و من واسطه کتابت و صرف نگاشتن عا لسن معانی از وی لاس الفاظ و عبارت  
 پخته و از من در حلیه حروف و کتابت جلوه گر شوند تو مرا از حاک ندلت بردار و بدست  
 عزت بگیر و ترسیت کن و کار فرما سے از تو و کارگزاری ار من خادم پروری از تو و خدمتگاری  
 از من این سخن ارقلم شنیدم و جواب ناداده خواب تعاضل رفتم چون هم درین خیال خواب  
 رفته بودم در آن عالم پیر می سیم که همی فکر و همی اندیشه دامن گیر حال و پیرموی گرد خیال  
 است و صورت خواب در کلل بر میرنم و چشم میکشائیم قلم را می بنیم بر لباط همت دل نهاده  
 و سر از یامی نشناخته در خدمت ایستاده زبان خویش را از دامن آذر ساز داده و مرا  
 بمن می گذارد و سر ازین سودا باز نمی دارد این بار چون رسم تحلف از حد گذشت و مجال  
 حیات نمک آمد گفتم به گوچه می گوئی و بخواه هر چه میخوای ظاهر آن میخوای که این خرافات

تایور اندرفین تعرت ہوس      ہر دروغت نبرد نام کس  
 حاصل تزییر کم دکاستی است      رستن مرد از سبب راستی است  
 راستی آور کہ دروغت بس است      ہر چہ چنین ست چہ نیکو کس است  
 و گفت قلم من میدانم کہ بعد از امیر خسرو رحمتہ اللہ علیہ درین شہر و دیار اخیراً تو  
 در کثرت اصنبت و وجود اشتہار یافتہ از دیگرے شدہ فرق نہیں است کہ تصنیفات  
 حضرت امیر رشتہ است و الیقاب تو در شرع اگر طبائع اہل عالم با شعار موع و نفوت  
 احوال خواص اہل دین بجلالت آن موصوف ست و تکر و گیر آنکہ سخنان ترا گواراے  
 بہت و کلمات ترا حلاوتی بخشیدہ اند کہ در درون اہل قبول جای میکند و بکام ارباب  
 ذوق شیریں می آید و بر مان باطل بریں بشارتیت کہ از زبان بعضی ناظران عالم غیب کہ  
 خوانندگان صحیفہ لاریب اند یافتہ و شان ظاہر آنکہ خواطر خواص از اں راضی و ایدی عوام  
 بہ نوشتن آن متقاضی است بہر تقدیر انجہ از غیب است بے عیب است ہر چہ تازہ است  
 لدیاست بیار انجہ میدانی و قول علی اللہ للذی سل الکتاب و هو یقول  
 الصالحین۔

## وصل

عالی کہ قلم این سخنان خوش آمد آمیز بن گفت چوں روئے راستی داشت  
 تاثیر کرد از خواب نیتی و گم نامی کہ فرو گرفتہ بود قدری بیدار ساخت و من النوم  
 و الیقظہ میرے حالتی دست دہ گوستس بر آواز وئے ہنادم کہ چہ میگوید و بگتہ  
 و تفصیل سخن در رفقہ و اول و آخر آن بہ تمام نہ فہمیدہ این مقدار مرا اگر فتم کہ ولی می دہ  
 و ہمتی می بخشد نفسی بخود آدم و خواستم کہ برینہوم و کمری بر بندم و در خانہ وجود و موجود  
 خود نگاہ کنم مگر چیزے میابم کہ بپیش اصحاب کنم بہ قیاس عقل در رفقہ و حساب کار فہمید  
 حکم صاحب الہیت اوری با فیہ دریافتم کہ متاعی در خانہ نیست کہ بر سر یا زار تو اں

جنوں رقت

قصہ ام را مکن لے بہم حاصل تکرار کما ول و آزا دیکہ جو مست یوں  
 گر صوں جملہ شد آن نیز جہ پی بود مست بہتوار مرزم غافل کہ فہوا است ہزار  
 اگر احتیاط کنند حاصل قصہ عالم دریں یکہ کلہ تمام است کہ گویند پیدا کنند  
 و پدید آتند بود و نابود نہ ہوں دور و دور گشت خفیہ تہیں است کہ گفتی و کوہ ریانہ در  
 بیشہ اختصار و ایجاز سفینہ امار سماع تفصیل حال سالکان و بہ مقصد رسیدگان چہر  
 عرط البیان را کہ باعث طلب راوی گرداند و از آنہ ابست کہ مرکب شوق را نیز راند و گر آن  
 یاست ماری مرہر تقدیر بہ سامع ترانہ نواز کہ دل را متغول بہ آن سازد و گفت من ہی دایم کہ  
 عنایت و ترمق الہی دس میکہ حال تو شدہ ترا در کار سے داشتہ و از نعمتہا ناستہای  
 بخور و مہر نگذاشتہ است آب عجب دریا برآمدہ و از شیوہ خود ستانی و خود نمائی مطلق تہی شدہ  
 بگوی دوراہ کذب و مسالغہ بیوی و ادا بہمتہ رکب فحشت گفتہ تفصیل آن نیز در مواضع متعد  
 مذکور و مسطور است مبادی احوال در خانہ اخبار الاخیار کہ در ذکر متلخ این دیار است او  
 در جناب القلوب کہ تیراج مدینہ مطہرہ است و ملتہا در راو المتقین کہ در ذکر منیل حرمین  
 تشریفین است و لیکہ مجلی اراں - طریق انتصار و بعضی از ایچہ کہ در اں کتب ناگور و ترشہ  
 پارم تا بہ ذکر این غرض کہ تعداد و ترتیب تالیفات ست التہمال و انجزاریا بہ بد آنکہ چوں  
 صلیح یر و گہار اذ امل عطرت این عریب خاکسارانشا خاص خصوص گردانیدہ بود - ہم  
 و معمولان جوانی کہ آواں نست و ناما کاردانی است اقسام علوم عقلی و نقلی تحصیل کردہ و تکمیل  
 مندہ و بعد از تحصیل و استعدادہ پیرس و افادہ متغولی تند و بہدین ایام بہ توفیق و تمانید  
 الہی بہ حفظ قرآن مجیب شرف شدہ و بہ جادوئے عینی ترک دیار مفارقت اہل و عیال گشتہ  
 و در وادے طلب و عرستہ آقادیہ بہ موطن ارہاج و مستقر طلب کہ بیت رب العالمین و  
 درگاہ سید المرسلین است و کسے آوردہ بہ انعام عام و خاص بہ بطریق عموم و انتصار

چند که آنرا نصیحتات و تالیفات امام می نهند بر روی کار آرام و عدد آنها بشمارم و امام بے  
 آن را بر صفحه اظهار بشمارم و آن را در رشته تسبیح و ترتیب در آرام گفت است این خود حقیقت  
 و نه من ارادایم نیز نه این بود این خیال کاری نیست و سربط از این باری به آن همه  
 رشته بکیر و نشاسته شما اکنون آرزو به و غایتی دیگر در دل راه می یابد که از گذشته  
 احوال خود حیرت بگوئید و از مبادی حال تا اکنون که آخر صحت است جوانی که چه کردی  
 و کجا بودی و چه دیدی و چه نمودی اکنون و رجوع فکری و چه خیال داری گویا اگر طاقت مجال  
 مثال داری ست

عن دستاں خوشست گویا ناله عاتقال نکوست سنال  
 کلمه این سخن بے مانده و لاطائل است و موجب قمع وقت و حکم کفیل حاصل دارد  
 مجموع اوقات و احوال سه حالت است طفلی و جوانی و سیری طفلی مادانی است جوانی پریا  
 سیری مانوانی طفلی قصور است جوانی غرور پیری متور طفلی ایستی است و جوانی سسی و سیری  
 سستی مرا خود حاصل خم نهی و دلشاد بود و خودی و سیری و جوانی مداوم که حیثیت و متبع  
 از جوانی کیفیت است

مسن ندانم که زندگانی حیثیت	کامرانی چه و جوانی چیست
روزگاری خوی که اگویند	دل خوش در جهان کجا جویند
وصل یا کام دل بچه می یابند	کامیاب از جهان که می یابند
آنکه او دید چه مسره مقصود	کیست در عالم و که خواهد بود
آنکه مقصود یافت در عالم	که لودند و بنایه اعلم

محل احوال فقیر درین فقره منسب است دیوانی حتی که حیران و سرگردان راه  
 تزلزل و ترقی است محبوبی بود که چند گاه به تاثیر صحبت فرزندان بکمال انجمن فزون در  
 احاطه و احرار فنون کوستید و در آخر به مصداق انجمن فزون بے حوصلگی نموده هم بر سر



## فہرست تصنیفات شیخ عبدالحق محدث دہلوی

الموسوم بہ

## تالیف قلب الایف بکتابتہ فہرست التوالیف

الحمد للہ نزل الکتب السماویہ والصحف المکرمہ المرفوعہ المطہرۃ علی الارواح  
القدسیۃ العلویۃ الرسلیۃ لہدایۃ النجوس السفلیۃ الارضیۃ والصلوۃ التامۃ المیارستہ  
الرکبۃ البہیۃ علی الجوہر الاول والآخر المحمدی حافظ اللوح المحفوظ متین الکتاب المبین  
وعلی اہل بیتیہ الاطہار وصحابتہ الاحیاء واتباعہ الابرار مفسری الکتاب بمفصلۃ الخطاب  
ومحی علوم الدین پاس وستائش مرید و درکار علی الاطلاق وفیض اقام ارزاق را کہ عطائے  
اورا پایاں نیست وفیض اورا انقطاع نہ خدایے بے مانند بے ہمتا کہ بخشندہ عطایا و ثنائیدہ  
خطایاست تعالی تنانہ وعظم برانہ وجل جلالہ و کبر افضالہ و درود نامعد و درجۃ نامعد و بر  
فہرست دیوان رسالت و نظم کتاب سعادت کہ مہتر عالمیان و دانش آموزان و جان و  
استادیشیناں و راہ نمایہ پسینیاں ست و بر فرزندان و یاران او کہ مجموعہ فضل و کمال  
وجامع مراتب علم و حال و کتب علوم دین و ابواب و فصول کتابیتیں اند افاض اللہ علیہا  
من انوارہم و نفعا ببرکاتہم و برکات علومہم۔ بعضہ ارا اصحاب فضل و کرم کہ اہتمام ستان  
فصل و علم و عبادتی بجالاں ایں ضعیف و استند بعضہ از مسودات ایں مسکین را طلب می نمود

از اخذ مرتبه نعل و صوفی گشته و به سادات نقای شریف وی صلی الله علیه و سلم مکرر شرف  
 شده و کتب مانع حدیث در تمام از حضرت سید انام علیه الصلوة و السلام به واسطه نموده  
 به ایضا نهایت مقصود یافته مدتی به سجود قرآن عظیم و علم قرأت و خدمت علم حدیث رسول کریم  
 مشغول شده و به اجازت نامه عام شامل و کامل تمامه کتب احادیث در سایر علوم و فنون  
 از علما کرام آن عالی مقام علیهم رحمة الله الملک العلم خصوصاً از حضرت شیخ اجل اکرم  
 اوجده اعدل عبد الوهاب متقی قادری استاذ ذلی قدس المدر و اوصال النبی و فضیله  
 فتونه به یقین ذکر و ایثار خلوت و خلافت و برکت و شرف و مانع شده به نعمتهای بشارت  
 از خدمت وی در حصول انوار و آثار نتایج و ثمرات برکت و انعام مقام صدق و استقامت  
 در نشر علوم دینی و حصول هوا هیب یقینی شرف و بشیر گشته رجوع و عود یو طس مالوف مامور  
 و مکلف گشت در هر چه بر زبان قلم مس ازین باب جاری شده همه از رشحات یاطن و طاهر  
 آن خاطر دریا مقاطر است و این توالیف که معدود خواهند شد وجود آن بعد از قدم  
 برکت لزوم این سفر مبارک اتر است مگر اخبار الاحیاء و آداب الصالحین و یک دو  
 رساله دیگر در خود مناظره که سوید آن پیش از این در آتنائس طالب علمی صورت یافته بود  
 و تبییض و ترتیب و تنسیخ آن نیز بعد از آن اتمام یافت و اکنون امدار احصار توالیف سخن  
 تمام کنیم و چون در اسامی آن رساله جدا می بیند بالیف قلب الالیف مکتوبه مهرت التوا  
 نوشته شده بود به همان صورت نقل کنم و چون آن کتب و رسائل در هم بود بعضی به خط عربی  
 و پاره بر زبان فارسی و صف عربی به عربی کرده شد و فارسی به فارسی و همد

۳۔ وَمِنْهَا اسْتَعْتِ اللُّغَاتُ فِي سُرُوحِ الْمَكَاتِ شرح اسی مشکلات کہ در قدرو مرتبہ کو شرح عربی اسناد و در تحقیق و ہدایہ و محط و راہ راجح و قال ، و ترجمہ محتاجت زیادہ اراں آں ۔ باب ۱۰ لغت الہی سنانہ بی بسط لطیف ہند بہ ہدایہ مقبول آرا کتابت آں تدار و ہدیہ ہر سبب ہا ۔

۴۔ وَمِنْهَا بِإِيجَازِ التَّرَاثُفِ شرح المستکشف مجموعہ آندہ است شامل واید کثیرہ و عاید عربیہ و ہر اسباب و متن حدیث و ذکر کردہ و در باقی احادیث ہر مضامین آں امتضا کردہ و اختصار نمودہ است و کمایت آں ہدایہ و ہر سبب ہا ۔

۵۔ وَمِنْهَا مَارِجُ الْبُيُوتِ وَهَرَامَةُ الْقُبُورِ در سیر حضرت سید مختار و امام المتقین و الارادہ صلی اللہ علیہ وسلم مقدس اہل و دہتر ہر سبب ہا ۔

۶۔ وَمِنْهَا سُلُوكُ الْأَنْوَارِ الْإِلَهِيَةِ فِي الْجَلِيلَةِ الْعَلِيَّةِ ہدایہ کثیرہ ہر سبب ہا

۷۔ وَمِنْهَا دُرَرُ بَارِئِ الْحَيَاثِ فِي الْقَدِيمِ وَالْحَدِيثِ

۸۔ وَمِنْهَا أَسَاءُ الْأَسْتَاذِينَ رَحْمَةُ اللَّهِ عَلَيْهِمْ أَجْمَعِينَ

۹۔ وَمِنْهَا فَصُولُ الْخَطَبِ يَلِ الْإِمَامِ إِلَى الرِّمْتِ

۱۰۔ وَمِنْهَا تَبْيِيهِ الْعَارِفِ مَا وَفَّعَ فِي الْوَارِثَانِ باب ۱۰ خلاص التوفیقہ قدس اللہ

اسرارہم السید اس الحکم علی ماضی من احوالہم من احوالہم سجدتیا بنعمۃ اللہ انہما من باب اسرار

۱۔ استعت اللغات ۔ سراں فارسی ہا صاحب ے اسے لغات کے بعد تصنیف کیا ہے رشتہ مولوی

• میں اس ماحولہ محوط ہے اس کی حلد آخر سے معلوم ہوتا ہے کہ مستاد صاحب نے مشعلہ ہجری میں

تمام کیا ہے یہ کتاب دو جلدوں میں مشعلہ میں لوگتوریں لکھتوں میں چھپ گئی ہے۔

• مشعلہ مدارج النبوت ۔ یہ کتاب مشعلہ میں مدراس میں اور مشعلہ میں لکھتوں میں چھپی ہے۔

مولوی عبد المجید ساکن یلی بہیٹ ے اس کا اردو میں ترجمہ کیا ہے جو مدارج النبوت کے نام

مشعلہ میں لکھتوں میں چھپا ہے۔



و ذکر بعضی از صیغہ صلات التورہ از صحابہ و سلف صالحین رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین  
و این کتاب در مقامات و صفات الفاظ موافق شرافت و کرامت معانی آن نزدیک  
بدرجہ قبول اہل وصول واقع شدہ است نزدیک بہ مہمت ہندار و یا اللہ سمیع

۱۳۔ و منها احوال المؤمنہ الاتی عثر خلاصہ اولاد سید ستر مقبول و منتخب از  
کتاب مستطاب فصل الخطاب و ترجمہ عبارات عربی و سے و ترکہ سخنان فارسی علی ہمالہا کہ  
امرواجب الاشمال بعضی از ارباب کمال نوتہ شدہ مقدار ہزار و یا اللہ سمیع

۱۴۔ و منها زبدۃ الآثار منتخب بہجتہ الامرار فی مساقب العوت الاعظم والموالائم  
الشیخ محی الدین عبدالقادر الحسی الجیلانی رضی اللہ عنہ و کتاب بہجتہ الامرار کتابت مقرر معتبر  
مذکور مشہورین المتیخ والعلما صنفہا بعض عطاء المتیخ المقربین و بیہ و میں الشیخ رضی اللہ  
و استطلاع وقد کتبت ترجمہ فی طبقات المقربین الدہبی استقصا الشیخ محمد الخزنی و قال  
ترادت مذہ الکتاب علی الشیخ عبدالقادر الاسطوطی و کان من کبار المشایخ بمصر اکثر من  
ثلثۃ آلاف بیت

۱۵۔ و منها شرح فتوح الغیب مسمی بہ بمفتاح الفتح البواب النصوص و  
فتوح الغیب از صاحب غلیہ حضرت عوث اعظم ست کہ در تحقیق مقالات دین و کمالات  
سلہ اس کتاب کا یورام بہجتہ الامرار و معدل الانوار فی مساقب السادۃ الاخیر من المتیخ الابرار ہے اور اسے  
شیخ نور الدین ابی الحسن علی بن یوسف اللہ التامی المعروف باسمہم المہدانی محاد ہرم نے حدود سلطنت  
میں تصنیف کیا ہے ہمیں چاہیں متیخ ارار اور صوفیہ کبار کے حالات ہیں ابتدا عوث اعظم شیخ عبدالقادر  
دیلمانی کے تذکرہ سے کی ہے اور ایسے نصف سے زیادہ حصہ میں ہا یہ فتوح و مہاکیر راجعہ تحریر کیا ہے یہ کتاب ۳۱۰  
میں مصر میں چھپی ہے تادہ صاحب اس سے صرف حضرت عوث اعظم کے حالات احتمال کے ساتھ نقل کئے ہیں  
اور مولوی عبد الاحد نے اردو ترجمہ کے ساتھ سنہ ۱۲۸۰ھ میں یہ مقام دہلی چھپوایا ہے۔  
یہ یہ کتاب دہلی لکھنؤ ادیبوں میں کئی ماہ چھپی اور عام طور پر ملتی ہے مولوی ابوالحسن نے اس کا اردو میں ترجمہ کیا ہے  
جو لکھنؤ میں طبع ہوا ہے۔

و غلبۃ الحال و بیان ان نذرہ الرسائل الاربعۃ مقدار ثلثہ او اربعۃ آلاف تحفیداً  
 ۱۱ و منها الطريق القويم فی شرح الصراط المستقیم نام اصل متن سفر السعادت است کہ  
 و مشہور میان مرام بہ صراط مستقیم شدہ و در وقت کتابت شرح یوں باسم اول مذکور  
 و منطور شد بہ ہمین نام مسطور گشت و اگر اسم ثانی را در نظر آرند سلوک طریق الاحادہ فی  
 شرح سفر السعادت نام نہند و کتاب مذکور تصنیف شیخ محمد الدین شیرازی صاحب قلموس  
 ست و مقصد وی دین کتاب آنست کہ اعمال شریفہ حضرت نبوت را از عبادت و عبادت  
 با حادیت اثبات کردہ تصحیح نمودہ و مرد و آن کا بہ برائینہ مخالفت آن از مذاہب اربعہ واقع  
 شدہ تصریح کردہ است پس در شرح تأیید مذاہب اربعہ و اثبات آن با حادیت خصوصاً  
 مذہب حنفی و سارفقہ کلام مصنف کہ ادعا ہے صحت احادیث موافق مدعا ہے خود نمودہ و رقم  
 رود بطلان برخلاف آن کشیدہ است کردہ شد و این حکایت در دیباچہ کتاب بہتر  
 ازین گفتہ شدہ است کہ نامی آقا حافل شامل نافع جامع طریقہ فقہ و حدیث مقدار کتابت  
 وی قریب سی ہزار بیت حواہد بود

۱۲ و منها جذب القلوب الی ديار المحبوب تاج مدنیہ مطہرہ در بیان اسما و فضائل و مناقب  
 این بلد کریم و اہل ساکنان وی از زمان قدیم و ذکر فضائل مسجد عتیق و مقامات بتیر کہ حکام  
 و آداب زیارت فیر شریف و اقامت در آن عالی مقام در جوع لوطن بالجیزہ السلام و بط  
 کلام در امانت حیات انبیا علیہم السلام و ذکر فضائل و آداب صلوة برسید المرسلین صلی اللہ علیہ  
 سلمہ سفر السعادت شیخ محمد الدین محمد بن یعقوب بن محمد بن ابراہیم العسکری آبادی المتولد ۱۲۶۹ شہ کا رود  
 و المتوفی ۱۲۸۶ شہ نو بیست و پنج صاحب کی شرح ۱۲۸۶ شہ نو کشور پریس لکھنؤ میں طبع ہوئی ہے اور صمیم کتاب  
 ۱۲۸۶ شہ خدب القلوب - یہ کتاب ۱۲۶۳ شہ کلکتہ میں اور ۱۲۸۶ شہ لکھنؤ میں چھپی ہے۔ مولوی  
 عبد الحق بن علام رسول بن ولی اللہ نے ۱۲۶۹ شہ میں برہان اردو اس کا ترجمہ کیا جو غوث القلوب  
 کے نام سے ۱۲۸۳ شہ میں لکھنؤ میں چھپا ہے۔

ہزار بیت و چیری رسید و مسمیٰ نذر ملک کہ متعین تیارخ اوست گفت  
 ۲۰۔ **ومنها** تحقیق الاشارة الى تميم البشارة في اثبات التسارة بالجنة بسر الاصحاب <sup>المشهورين</sup>  
 المبشرة وعدم اختصارهم بها وبيان سبب انتہارهم بذلك وعدة مباحث متعلقتہ  
 بہذا الباب مع ذکر شیئی من قواعد اصول الحدیث فی مقدمۃ الکتاب وایرادندہ من فضائل  
 اہل بیت الرسالة سلام اللہ علیہم فی حاتمہ الکتاب واللہ الملہم الصواب والیہ المرجع والکمال  
 زاد ثلثة آلاف بیت

۲۱۔ **ومنها** جمع الاحادیث الاربعین فی ابواب علو الدین جمعت فیہ مقاصد  
 مختلفہ فی ابواب العلم وادراس التداوی یوفقی لشرحہا انہ خیر موفق وبعین مقدار حسنة بیت  
 ۲۲۔ **ومنها** ترجمۃ الاحادیث الاربعین فی نصیحة الملوك والسلاطین  
 ۲۳۔ **ومنها** المطلب الاعلیٰ فی شرح اسماؤ اللہ الحسنى وصفاته العلیٰ ہزار ویا <sup>نصد</sup>  
 ۲۴۔ **ومنها** ترغیب اہل السعادات علی تکیۃ الصلوٰۃ علی سید الکائنات  
 صلی اللہ علیہ وسلم مثل رفوئد ایں عل عظیم الشان و ذکر صیغ ما ثورہ وراں و ذکر صلوات  
 منقول از بعضی مشائخ عظام علیہم التحیۃ والاکرام قریب ہزار بیت ویا نصد بود بعد از ان  
 ضعیفین آل ہد کشتہ۔

۲۵۔ **ومنها** الاجوبۃ الاثنا عشر فی توجیہ الصلوٰۃ علی سید البشر رسالہ جوت توجیہا  
 التشبیہ الواقع فی الصلوٰۃ علی نبی اکرم اللہم صل علی محمد وآل محمد کما صلیت علی ابراہیم  
 وآل ابراہیم جمعہا فی مجلس واحد من وقت السحر الی طلوع ذکاء مع ما وقع فی البعین  
 من الصلوٰۃ والورد و الدعاء مقدار اربعایۃ بیت و کسر۔

۲۶۔ **ومنها** تحقیق ما ثبت بالسنة من الاعمال فی ایام السنة اور دت کید الاحادیث  
 لہ کتاب مسئلہ میں مطبع محبتانی دہلی میں طبع ہوئی ہے۔ مولوی سحاح حسن نے اس کا اردو  
 میں ترجمہ بھی کیل ہے۔ اس کے ساتھ بین السطور جمعیا ہے۔

اہل یقین موافق لسان رسالت و زبان نبوت است چنانکہ شان معارف صدیقان است  
فرمودہ اند ہزار بیت

۱۶ **و منها** الانوار الجلیۃ فی احوال المشائخ الشاذلیۃ ذکر قبہ ثمانیۃ رجال من عظامہم  
و علماہم باحتیاج تصنیف این رسالہ و تحصیل این سعادت و وقوع ذکر این اعزہ بود و سائل  
این فقیر لقل کلمات و حکایات ایساں چنانکہ در خطبہ رسالہ گفتہ شدہ است کلمات لطیف  
و نواید شریف و محال غریبہ از انفس یقینہ این قوم داد کہ نہایت مانع و سودمند

است قریب بہ چہار ہزار بیت

۱۷ **و منها** راد المتقین فی سلوک طریق الیقین در احوال شیخ عارف کامل تبع  
علی متقی و خلیفہ راستن و شیخ ولی مقتدا احمد الوہاب متقی قدس اللہ سرہا و بعضی  
دیگر مشائخ از دیار عرب و عجم و اہل عربین تریقین را دہا اللہ تشریفاً و تعظیماً رسالہ است  
بسبب مفید و مانع مرقعات صراط مستقیم و سالکان طریق توہید را درین رسالہ تقریب بعضی  
احوال این عرب و تشریف خدمت حضرت شیخ نیز مذکور شدہ است مقدار چہار ہزار بیت  
۱۸ **و منها** اخبار الاخیار فی احوال الابرار و ذکر احوال مشائخ و علما و صلحا را در  
دیار نسخہ اصل مقدار پانزدہ ہزار بیت بود و متوسط و دارد ہزار و منتخب اخیر کہ قرار یافتہ نہ ہزار  
کسری و مثبت درین مجموعہ نسخہ متوسط است و این اول تصنیف است کہ رقم زدہ کلک این  
مکس شدہ است اگرچہ بہ حسب لفظ و عبارت نہ در این مرتبہ است و لیکن بہ سبب اتمثال  
بر احوال و حکایات و کلمات بزرگان نہایت شیوع و اشتہار موسوم گشتہ است۔

۱۹ **و منها** تاریخ سلاطین بہند اصل مودہ مقدار سہ ہزار بیت بود و بعد از  
ضم احوال سلاطین اکناف و اطراف این ولایت کہ در جمع سابق ناقص ماندہ بود بہ چہار

سہ اس کتاب کے لئے دیکھئے کتاب ہذا کے صفحہ ۶ کا حاشیہ نمبر (۲)

۲۰ اس کتاب کے لئے دیکھئے کتاب ہذا کے صفحہ ۶ کا حاشیہ نمبر (۱)



۳۲ **ومنها** تکمیل الابرار و تقویۃ الایمان، ربیان عبادہ اہل سنت و جماعت  
ایراد عبارت سربنی عقاید و مترجہ آل ربان و اسی ماذکر نواید تشریفہ و نکات لطیفہ

و کلام درانی مسائل و مسائل حلافت قریب بہ ہزار بیت

۳۳ **ومنها** تحصیل التوفیق فی، صمد الفقہ و التوفیق فی، ثلاثۃ الاف بیت

۳۴ **ومنها** توصیل المرید الی الماراد سیال احکام الاحراب و الاوارد

بیان علوم و قواعد متعلقہ ماوراد و ادعیہ و اخرا ب و توفیق میان مذہب محدثین و

مشایخ کہ در انصیح و تصنیف بعضی اعمال و دین باب اختلاف دارند مشتمل بر سی و صسل

و این رسالہ توطیہ و ہدیر رسالہ دیگر است کہ در وی اوراد و اخرا ب کہ بہ اجازت تیغ

پیوستہ و بعمل کاتب حروف در آمدہ جمع کردہ شدہ و مجموع رسالتین مسمی است

باین اسم مقدار سہ ہزار بیت

۳۵ **ومنها** ثلاثۃ المصابیل الاجر و الثواب در بیان صبر بر مصائب و

بلا یا و تنبہ بر وجود نعم خفایا و تحقق معنی اجابت و مع در دعا و سلوک طریق رضا و تسلیم

در و احکام ارادیہ قہریہ و باب کریم و نادب الہی تبرک طلب و سوال با اختلاف اوقات

و احوال مقدار ہزار بیت و کسری

۳۶ **ومنها** شرح الصدور بہ تفسیر آیۃ النور ہزار بیت کسری

۳۷ **ومنها** الدر الفریدی فی بیان قواعد التوحید رسالہ مختصرہ مضبوطہ

شرحہ ہذا النمط منروجاً بالمتن خواص الالف و خمائت بیت

۳۸ **ومنها** البناء المرفوع فی تہصیل مباحث الموصوع فیہ مباحث تشریف

من مترجہ اشمیہ و شرح المطلاع و حواشیہا مع ایراد بعض نکات استیخالف فکر العاتر

فی بیان کواکب و حواشیہا خواص الالف بیت و کسر

لہ یہ کتاب دہلی اور لکھنؤ میں کئی ماچھی ہے۔

الواردة فيما جاز فيه من الاعمال في الايام والاستبهر وليا ليه مثل الصلوة والصيام  
في يوم عاشورا و ليلة النصف من شعبان وغير ذلك من الزمان صحاحا وحكاما ونعائفا  
وموضوعات نحو من الفئ سبت اداكثر قريب من ثلثه

۲۷ و منها التعليق الحادي على تفسير الرضا و على ربح البحر الاول نحو من  
عشرة الاف و نال الله التوفيق بان يضاف عليه ماشاء الله من غير تكلف واعتناء  
۲۸ و منها هداية الناسك الى طريق الماسك رسالة الميت بمصوطة مسق  
کرده مساک حج و آداب ریاست بجهت ساکنان این راه و قاصدان این درگاه ذکر  
کرده شده ریک مد هزار بیت

۲۹ و منها رسالة نورية سلطانية در بيان قواعد سلطنة و احكام و ارکان انا  
و آلات تفصیل آن و اوضاع و آداب این امر عظیم التان فرین باسم سامی سلطان آقا  
و ملک الرمان خلد الله فی مرضیه ملکه و سلطانه و اعلا امره و شانہ نزدیک به هزار بیت  
۳۰ و منها آداب الصالحین منتخب از ربع العادات ار کتاب احیاء العلوم  
در بیان آداب اکل و شرب و مسام و معاشرت و مصاحبت باصناف انام از ازواج  
و اولاد و اصحاب و خدام مقدار سه هزار و پانصد بیت

۳۱ و منها مرجع البحرین فی الجمع بین الطریقتین در جمع میان تسرعت و  
حقیقت و ذکر بعضی از اوضاع و افعال مشایخ صوفیه قدس السراپهم و مواضع  
تقیها برایشان و جواب و توجیه از ائمه ساله است مفید و مانع در تحصیل اعتقاد صحیح و حق  
صریح خالی از غش و عبارتی و حسن بیان نیست مقدار هزار و پانصد بیت

له تفسیر مهادی سے قاصی ناصر الدین الموسید عبد اللہ عمر البیضاوی کی تفسیر انوار التنزیل فی  
اسرار التاویل مراد ہے۔

عنه احیاء العلوم۔ امام محمد الاسلام بیس الدین ابی حامد محمد بن محمد العزالی المتوفی سہ کی تفسیر تھیں ہے۔

۴۵ **ومنہا** کلمات الحق الحقیقۃ من باب معارف الطریقۃ مقدار سہ ہزار بیت

۴۶ **ومنہا** صحیفۃ المودۃ مثنوی کہ در مراسلت و مکاتبت بہ برادر غوث

ویاران و دوستان و احباب و اصحاب ارباب تشریف مستہ شدہ بود تہہ آشوب  
عالم محنت است حالی از سلاستی و ملاسی نیست و کسی کہ مطلع باشد بر احوال جماعہ  
مکتوب الیہم داد کہ در ضمن بیان معانی ایچہ نکتہا و ظرافتہا رعایت کردہ شدہ است  
جد صد بیت۔

۴۷ **ومنہا** انتخاب المتنوی للمولوی المعنوی دو ہزار و سی صد بیت و بیس ار  
تروع و راں بتی چند نوشتہ شدہ کہ از تحت قلم کاتب حروف ست و صفحہ چند  
از شیرین نگاشتہ آمد۔

۴۸ **ومنہا** حسن الاشعار فی جمع الاشعار جند غزل و قصائد و قطعہا و رباعیات  
کہ بہ جہت کسرم و حیات و اخفاء آل لادم است نامرتب در بیاضہا افتادہ بود و بہ نسبت  
بے حیای کہ لازمہ طریقہ شاعریت نوشتہ شدہ و در دیباچہ رسالہ خردی از نثر در غدر کرم  
تغر کہ متضمن بہ عنعنہ قباحت بھیست ذکر کردہ شدہ است۔

۴۹ **ومنہا** ارسال المکاتیب و الراسل الی ارباب الکمال و العقائل

و عدد رسائل قریب بہ ہفتاد رسیدہ و من اللہ المزید مقدار بیست ہزار بیت

الرسالۃ الاولی۔ سلوک طریق الفلاح عند قد التزیمۃ بالاصطلاح

الرسالۃ الثانیۃ۔ ذکر اصول طریقۃ الکشف الحقیقۃ

الرسالۃ الثالثۃ۔ تعیین الطرقی ملاہل الارادہ التزام و طائف الخیر و العیال

لہ کلمات الحق یہ کتاب ۱۸۹۱ء میں لکھنؤ میں چھپی ہے۔ مولوی سید طہور رحیم نے اردو میں ترجمہ  
کیا ہے جو لطائف الحق کے نام سے ۱۳۱۲ء میں دہلی میں طبع ہوا ہے۔

ملکہ یہ مجموعہ مطبعہ حسینی دہلی میں طبع ہوا ہے۔

۴۹ **ومنہا** الدرۃ البیہتہ فی اختصار الرسالۃ التسمیہ وقع فی مجلس واحدیر

تسالیہ کج فانیہا من مایل المنطق اختصار الطعنا عجیباً فی صفحہ واحدہ واسطہ معدودہ

۴۰ **ومنہا** شرح تسمیۃ قد وقع علی طریق السط والتحقق الی قولہ بحسب تقدیم

مباحث الموصول الی المتصور علی مباحث الموصول الی التصدیق نحو من الفنی میت وکسر

۴۱ **ومنہا** حاشیۃ الفوائد الفضائیۃ الاتباع الہوی الصائیۃ من الاول

الی وجہ حصر الکلمۃ فی الاقسام ومن بحث الفعل الی آخر الکتاب بعون الملک العلام اشرت

فیہ الزب عن المجدوم المکیں الایس فی اعتراضات مولانا واستاد اعصام الدین وانکسار

وقع فیہا تثنیٰ سن النکلف فی الکلام علی ما لقیضہ شریطہ الالتزام نحو من تانیۃ الالف سبت

۴۲ **ومنہا** الاکار الصائیۃ فی ترجمہ کتاب الکافیہ در صغر رس درابتدای حال

طالب علمی بہ تقریب کسی نسبت معنوی و رابطہ قوی داشت تا آخر منصوبات تسوید نمود

تدوین تحت مرفوعات بہ بیاض رسید و عمر کاتب حروف در آن وقت پانزدہ یا شانزدہ

سال بود مشتمل بر پنجمان بسیار مقدار ہشت ہزار بیت و کسری

۴۳ **ومنہا** نظم آداب المطالۃ والمناظرۃ لمن طالع الکتاب وناظرہ رسالہ منظومہ

فنونیت در آداب بحث و مطالعہ خالی از بسطی و سلاستی نیست درایام تحصیل نوبتہ شد

ہفت صد بیت و کسری

۴۴ **ومنہا** نحات العشق والمحبۃ فی تطیب قلوب الاجتہد در نکات و حکایات

محبت و عشق مازنی مجاری کہ در زمان کودکی و مازنی واقع شدہ بود در یک بہرہ ہزار

بیت و یا نصف

۴۵ **ومنہا** تسمیۃ علم منطقی کا مشہور متداول متن ہے اور اسے حکم الدین عمر علی القہر دینی شاگرد خواجہ نصیر الدین طوسی نے

اس کا نواید الفاضلیہ کا فیہ اس حاجب کی شرح ہے اور مولانا نور الدین عبدالرحمن الحامی المتوفی سجدہ

اسی سجدہ میں تصنیف کیا ہے۔

اس کا فیہ کج کا مشہور متن کج تیج جمال الدین اس حاجب المتوفی سجدہ کی تصنیف ہے۔

الرسالة الخامسة والعشرون كشف آصار الظلم من وجه لسان الحال والقلم  
 الرسالة السادسة والعشرون سلوك الطرق الفجج بالاجتناب عن الاحرام والافواح  
 الرسالة السابعة والعشرون كشف الآثار عن تحقيق معنى الكسب والاعتبار  
 الرسالة الثامنة والعشرون ترك الاختيار والتدبير بالاكتمال بتدبير العليم الخبير  
 الرسالة التاسعة والعشرون تحقيق الباس عن قول ايمان الباس  
 الرسالة الثلثون وجود الفاني احدى الدات بالغيث من جميع النسب والهجرات  
 الرسالة الحادية والثلاثون هداية طريق التربية والتعليم ببيان حقيقة الرضا والتعليم  
 الرسالة الثانية والثلاثون التعظيم الامر الله والتفقه على خلق الله  
 الرسالة الثالثة والثلاثون مشاكلة الابرار بين التجلي والاستتار  
 الرسالة الرابعة والثلاثون هداية الانام الى التمسك بالشرائع والاحكام  
 الرسالة الخامسة والثلاثون تبينه اولى الارباب على ملازمة الادعية والاحزاب  
 الرسالة السادسة والثلاثون استيناس انوار القوس في شرح دعاء النس -  
 الرسالة السابعة والثلاثون تجلية القلوب مقدس المكوت بشرح دعاء القنوت  
 الرسالة الثامنة والثلاثون تفصيل البركات والطيبات ببيان معنى التحيات  
 الرسالة التاسعة والثلاثون تسبب الفوائد بتصور عظيمة رب العباد  
 الرسالة العاشر والرابعون كسل في المواظبة والمداومة على العمل  
 الرسالة الحادية والرابعون تنوير القرينة البدر في تصوير معنى ستر الصدر  
 الرسالة الثانية والرابعون تدقيق البيان في ايجاب الشكر المزيد واستلزامه حصول  
 المحبة والتوحيد  
 الرسالة الثالثة والرابعون تحقيق الدعاء والاستمداد بلسان القائل واسمال المستأجر  
 الرسالة الرابعة والرابعون - في لسان القلم ببيان معنى قولهم لا اله الا الله

- الرسالة الرابعة - بنيد إلى العلوم - النهي عاود حال الاجتهاد والافتقار  
الرسالة الخامسة - تحصيل الكمال الذي اعمى العقول الجدي  
الرسالة السادسة - قريح الاسماع باحتمالات احوال التلويح و احوالهم في السماع  
الرسالة السابعة - درود الابداد بالاسعدانة على الاراد  
الرسالة الثامنة - رعاية الانصاف والاسدال في اعتماد الصلوة من باب السلام  
الرسالة التاسعة - ايراد العبارات الفصيحة في شرح قول النبي عليه السلام الذين  
الرسالة العاشرة - اقامته المرام في احوال المواسم  
الرسالة الحادية عشرة - لطبيب الايمان بمباحة انفسان  
الرسالة الثانية عشرة - احتيايا بالافراد والنجلى لاستطارة الكسوف والنجلى  
الرسالة الثالثة عشرة - تحصيل المطلوب من تطارص المصوب  
الرسالة الرابعة عشرة - تدبير اولى الاعلام بان لذات الدنيا كلها آلام  
الرسالة الخامسة عشرة - شرح نعمت العيب بالممام ضعف المتعيب  
الرسالة السادسة عشرة - تقسيم الامام على اربع اقسام  
الرسالة السابعة عشرة - تبليغ النافلين بعباء الدنيا و اربابها و اربابها و اربابها و اربابها  
الرسالة الثامنة عشرة - سلوك اقرب السبل بالتوجه الى سيد الرسل  
الرسالة التاسعة عشرة - صدق التعطش والادام في طلب المقصد والمرام  
الرسالة العشرون - تثبيت القدم في الاصطلاح بترك صفة الاضداد والافعال  
الرسالة الحادية والعشرون - تجديد الذكر في بيان حقيقة الشكر  
الرسالة الثانية والعشرون - اتخاف الاجابة به بيان حديث المجتهد  
الرسالة الثالثة والعشرون - حفظ الوقت بترك الاضداد والافعال  
الرسالة الرابعة والعشرون - التزم المتك واللجاء بالوقت بين الموت والرجاء

الرساله الخامسة السنون و جداول المرد و باسته تمام الورود  
الرساله السادسه السنون جمع كلمات العارفين من اهل الصدق و اليقين  
الرساله السابعه السنون الرد على الدعاء و الباطله التي صدرت لبعض الناس طلبه  
مدد این کتب و رسائل که بر صفحه بیان نگاشته آمد ارسای متجا و درست و شمار  
این رسائل ارتفعت بالا اگر اینها را جدا جدا بنمایند و رسم دکان داری در میان آرند  
والی که عدد آن به چند رسد و هنوز سلسله سخن دراز است و در فیض الهی بازی کجارسد  
و کجارسازد اگر چه درین ایام دست طبیعت بشری در قبول است و علوم و دوز و روستا بهر  
وارد و شوق پرواز بعالم دیگر غالب و اجابت داعی حق را منتظر است و اندک با حرکت  
صیحت و اگر عدد ابیات بر روشن کاتبان بنمایند میتوان گفت که از چهار صد هزار بیت  
بیشتر است و از پانصد هزار کمتر و اگر حجاب را تمام از پرده اجمال و ابهام بر آرند چهار صد  
و شصت هزار بنمایند و چون اطوار سخن متنوع و انواع علوم متعدد بود مجموعه بسمه قسم انعام  
یافت و هفتی در حکم دفتر و جلدی اقسام و اقسام پذیرفت و اگر این همه را یک صحیفه  
سازند و در یک جلد شیرازه بنهند بیشک در نظر سرف و عادت از دایره متابعت  
و ملائمت بدر افتد و برداشتن بار آن بر دست طبیعت گران آید و چون اطوار سخن متنوع  
و انواع علم متعدد بود ترتیبی و تمیزی می بایست اعتبار کرد ازین جهت تالیف و ترتیب  
در سه دفتر نهاده شد کتب و رسائل عربی در هر فن و هر باب که باشد جدا جمع کرده شد  
و آنچه زبان فارسی بود دو قسم شد و تحقیق این تقسیم تفصیل این اجمال در خطبه دفتر عربی  
مبین شده است و مجموعه آسامی کتب و رسائل از خود و بزرگ که در آن دفتر مکتوب  
ست چهل و هشت چنانکه در دوائر که بر پشت دفتر کشیده شده اقسام یافته است و عدد  
آنچه درین قسم تانی مکتوب است - منبرده و آنچه در دفتر ثالث اقسام یافته چهار صد  
مجموع شصت و پنج عدد و رسائل که از کتب و رسائل المکاتیب و الرسائل اباب

الافى القدم العدم

الرسالة الخامسة والاربعون اظهار الحسرة والاستبصار بوقوع النقص في اصلاح المبادىء والمبادىء  
الرسالة السادسة والاربعون حرقه النحان بتمنى الكشف والبيان  
الرسالة السابعة والاربعون طيب المزاج ببيان الذوق في مقام الاطلاق  
الرسالة الثامنة والاربعون حراست الايمان من مكاييد الشيطان  
الرسالة التاسعة والاربعون توصية الاصحاب بالصبر في جميع الابواب  
الرسالة العاشرون تنبيه اهل الفكر على رعاية آداب الذكر  
الرسالة الحادية والعشرون تذكرة اهل الذكر ببيان فضيلة الذكر على الفكر  
الرسالة الثانية والعشرون الاعتصام بحبل الصبر الثبات عند اجتماع اسباب اللذات والتهوى  
الرسالة الثالثة والعشرون تنبيه الاداني والاعالي بالخوف والكوت في حضرة اللابى  
الرسالة الرابعة والعشرون تبصير الاغنيا الفقراء بآمال الانفيا  
الرسالة الخامسة والعشرون استقار اعتبار الاجاد والاشباح عند ملاقات القلوب الارواح  
الرسالة السادسة والعشرون تحصيل النظم البركات بغير سيرة والعاديات  
الرسالة السابعة والعشرون ترجمة مكتوب النسيب الابل في تغزيبه ولذمعا ذبن جبل  
الرسالة الثامنة والعشرون ايراد العبارات به لسان اهل الاشارات  
الرسالة التاسعة والعشرون طلاقة اللسان بكتابت حال العراق والهجران  
الرسالة الستون اظهار القلق والاضطراب في حصول المطلوب بلا ارتياب  
الرسالة الحادية الستون توصية الاخوان بالصبر على جفارة اهل الزمان  
الرسالة الثانية الستون طلب الغور في ذكر باحت سفر لاهور  
الرسالة الثالثة الستون سلوك الطريقة على نهج المجاز فتنرة الحقيقة  
الرسالة الرابعة الستون تليته السائل به بيان المسائل



## اطراف الاسماء

- آداب الصالحین - ۲۸ -  
 ابراہیم بن مبارک شاہ - ۱۵ -  
 ابن جہضم  
 ابن شاطی - ۱۰ -  
 ابو الفضل غلامی - ۱۰ -  
 الاجوبۃ اثنتی عشر - ۳۵ -  
 احمد بن نسری - ۱۲ - ۱۵ -  
 احمد بن ڈاکٹر - ۸ -  
 احمد مہر دی - ۱۲ -  
 احوال الائمہ اثنتی عشر  
 اجار الاخیار - ۶ - ۸ - ۱۰ - ۱۵ - ۱۸ - ۲۴ - ۲۸ - ۳۲ -  
 اربع عناصر - ۱۲ -  
 اردوئے قدیم - ۱۰ -  
 ارسال المکاتیب والرسائل - ۳۹ -  
 ارتداد - ۱۶ -  
 اسماء الرجال الروات - ۳۰ -  
 اشقۃ اللغات - ۳۱ -  
 الاکار الصافیہ فی ترجمہ الکامیہ - ۳۸ -  
 اکبر سلیمان جلال الدین محمد - ۶ -  
 اتحاب المتنوی مولوی - ۳۹ -
- الوارثہ جلیبہ فی احوال الشایخ التازیانی - ۲۲ -  
 اویس بن ریب مالکیز - ۶ -  
 بحر موح - ۱۶ -  
 بدیع البیان - ۱۶ -  
 بدیع الحکایات - ۱۸ -  
 بدیع المیزان - ۱۶ -  
 برہان الدین علی المرعیانی - ۱۶ -  
 بزدوی فی الاصول - ۱۶ -  
 بغوی ابو محمد حسین بن سعید الفراء - ۳۸ -  
 لقیۃ حقہ - ۱۲ -  
 البناء المرفوع فی ترصیع مباحث المرفوع - ۳۶ -  
 بہادر شاہ بادشاہ گجرات - ۹ -  
 ہجرت الاسرار - ۳۲ -  
 ہماں - ۲۰ -  
 مقامات خاں - ۱۳ - ۱۴ -  
 تلح الذین - ۲۰ -  
 تلح ریزہ - ۱۱ -  
 تاریخ آلی براکہ - ۸ -  
 تاریخ بہادر شاہی - ۹ -  
 تاریخ سلاطین ہند - ۳۴ -

الکمال والفضائل تصت و مہرب و اگر آتہارا جدا جدا شمارند صدوسی و دیگر دو عدد  
 آیات معلوم شد کہ قریب بہ پانصد ہزار و اہل ست اگر چیزی ازاں بہ مرتبہ قبول یافتہ  
 احمد شد و اگر نہ ہمہ بیچ مقصود رضائے حق و عطاے اوست۔ انی لا الہ الا انت  
 عامل مکرم تبارتی می بخشد و لا الہ الا انت الدین السالم کرمی شکند و الا سمان سین انخوف و الارضا  
 و ما عندکم نمقد و ما عند اللہ باق و العاقبتہ بالخیر انشاء اللہ الخلاق۔

تمام شد

- سلك السلوك - ۹-۱۰  
 سليمان اعظم - ۱۰  
 سير العارض - ۱۸  
 سيف الدين سيفي - ۱۹  
 شمس العارفی - ۱۲  
 شرح مشکب - ۳۸  
 شرح الصدور بفتیحة النور - ۳۴  
 شرح فتوح الغیب - ۳۳  
 شرح فخر الاسرار لطای - ۱۸  
 شمس سراج حقیقت - ۹-۱۳  
 شمس الملك - ۱۱  
 شهاب الدین دولت آبادی - ۱۴-۱۵-۱۶  
 شهاب همزه - ۱۱  
 صحیفه الموده - ۳۹  
 صفی الدین جوهری - ۱۴  
 ضیاء الدین احمد خان نیر - ۷  
 ضیاء الدین برنی - ۸  
 ضیاء الدین خشی - ۹-۱۵  
 طبقات مصری - ۷-۸  
 طریق الافاده فی شرح سفر العاده - ۳۲  
 طریق التویم فی شرح صراط المستقیم - ۳۲  
 طغرائی مویده الدین اسماعیل بن حسین الکتاب - ۱۵  
 طوطا کھانی - ۱۰  
 طوطی نامه - ۹-۱۰  
 طہیر دہوی - ۱۸  
 طہر احسن - ۳۹  
 عالم سید - ۱۰-۱۶  
 عبدالرحمن جامی - ۱۸-۳۸  
 عبدالقادر جیلانی نورنا الاظم شخ - ۳۳  
 عبدالقادر ساکن علی - ۳۱  
 عبدالقادر شری - ۱۹  
 عبدالوہاب متقی - ۲۸  
 عسر میرہ - ۹  
 عضد الدین الایچی - ۱۳  
 علاء الدین خلجی سلطان - ۱۱-۱۳  
 علی احمد تانی - ۲۰  
 غایۃ التحقیق - ۱۴  
 غرة الکمال - ۱۲  
 غلام علی آزاد بگرامی - ۱۶  
 خواصی - ۱۰  
 غوث الاظم - عبدالقادر جیلانی  
 غیاث الدین بلبن - ۸  
 قنادی تارخانی - ۱۴  
 فتوح الغیب - ۳۳  
 فخر الاسلام علی بن محمد بدوی - ۱۶  
 فضل الخطیب - ۳۱  
 فقہ تارخانی - ۱۳  
 فواید الفاضیہ - ۳۸  
 میرزستہی - ۸-۹-۱۳-۱۴

- تاریخ فیروز شاہی - ۸ - ۱۳  
 تاریخ محمدی ۹  
 تحفہ التوفیق فی معرفۃ الفقہ والنسب ۳۲  
 تنقید الصغیر ۱۲  
 تحقیق الآثار - ۵ - ۳۵  
 تحقیق ما تبسبب النشہ - ۳۵  
 ترجمہ احارث الاربعین - ۳۵  
 ترجمہ اہل العادۃ - ۳۵  
 تلیہ المصابیل الابرار والنواب - ۳۴  
 التعلیق الحادی علی تفسیر البیضاوی ۳۶  
 تفسیر تاج الخانی  
 تکمیل الایمان وتقویۃ الایمان - ۳۴  
 تلخیص ۱۳  
 تحصیل الریالی المراد - ۳۴  
 تنبیہ المعارف - ۳۱  
 تیمور امیر ۱۴  
 جامع ابرکات مخب مترح المتکو - ۳۱  
 حدیث القلوب - ۲۴ - ۳۲  
 جلال الدین دوانی - ۱۸  
 جمال الدین ابن صاحب - ۳۸  
 جامی دہلوی - ۱۸  
 جمع الاحادیث الاربعین - ۴۵  
 جہانگیر نور الدین محمد - ۱۲  
 جہت نرجس - ۲  
 چہل ناموس ۹  
 حاشیہ مواجد الصباۃ - ۳۸  
 حافظ الدین عبدالمدین احمد لکھنوی  
 حاشیہ فی الماصول - ۱۳  
 حیدرستان نامہ - ۸  
 حسن الاتحار - ۳۹  
 سید حسن بنی - ۸  
 میر حسن دہلوی  
 حسین نقشبندی - ۲  
 حیات دہلوی شاعر - ۱۹  
 حیدر بخش حیدری - ۱۰  
 امیر خسرو - ۱۱ - ۲۳ - ۲۴  
 خواجہ شمس الدین - ۱۴  
 الدر البہیمہ فی اختصار الرسائل الثمینیہ - ۸  
 الدر الفریحی قوائد الحقوید - ۳۴  
 ذکر احازت الحدیث - ۳۱  
 ذکر ملوک - ۳۵  
 راح - ۲  
 ررق الدہشتاکی - ۲۰  
 رسالہ نوریہ سلطانیہ - ۳۶  
 رکن الدین فیروز - ۱۱  
 ریورٹی - ۴۰  
 زواہد المنقذین فی سلوک طریق الیقین  
 زبدۃ الآثار - ۳۳  
 سکندر لودھی - ۱۸  
 سہار الدین دہلوی - ۱۸ - ۱۹

۳۸	مات العلق والمحنة	۱۲	وسط الحیوة
۲۱	را الحق مترقی	۳۳	ولی الدین ابی عبد المد محمد بن عبد المد الخلیف الیہ عزری
۳۳	رالدین ابی الحسن علی الشافعی	۱۰۰	شیخ الہداه جون یوری
۱۲	بایۃ الکمال	۱۴	ہدایۃ فی الفقہ
۲	اقعات مشتاقی	۲۶	ہدایۃ الناسک الی طریق المناک

## فہرست مندرجات تذکرہ مصنفین دہلی

	نوشۃ حکیم سیدس الدقادی	تقدمہ
۵	احوال شیخ عبد الحق محدث دہلوی	(۱)
۹	تصفیات شیخ عبد الحق محدث دہلوی	(۲)
۱۸	متون مشاہیر مورخین نسبت ترجمہ احوال شیخ عبد الحق	(۳)

### تراجم تذکرہ مصنفین دہلی

۷	قاصی منہاج الدین حورحانی	۱
۸	حاجہ ضیاء الدین برنی	۲
۹	شیخ ضیاء الدین شیبی	۳
۱۱	مولانا شہاب الدین ہمرہ	۴
۱۱	مولانا تاج الدین ریزہ	۵
۱۲	امیر خسرو دہلوی	۶
۱۲	میر حسن دہلوی	۷
۱۳	مولانا معین الدین عمرانی	۸
۱۴	مولانا عالم بن طلائعہ میتی	۹

- فیضی فیاضی - ۲۰  
 قرآن السعیدین - ۲۳  
 کافیه - ۳۸  
 کلیات و جزییات - ۹  
 کسب الدقائق - ۱۳  
 کلماتیدین - ۱۱  
 گلر - ۹  
 گل ترست - ۱۰  
 لامیۃ اللحم - ۱۵  
 لطایف التخیل - ۳۹  
 لمعات السقیح شرح مشکوۃ المصابیح - ۳۰  
 لبس ذاکر - ۹  
 ماتر السادات - ۸  
 مبارک ماگوری شیخ - ۲۱  
 مجدالدین محمد فیروز آبادی - ۳۲  
 محمد بن تعلق سلطان - ۱۳  
 محمد بن قوام بن رستم بلخی - ۱۸  
 سید محمد قاری - ۱۰  
 محمد ہاشم - ۲۱  
 محمود شاہ بن محمد شاہ بن فیروز تاتلی - ۱۸  
 بجی الدین عبدالقادر جیلانی - شیخ - ۳۳  
 مدارج النبوت - ۳۱  
 ماراک السنن - ۱۴  
 مرج البحرین فی الجمع بین الطریقین - ۳۶  
 مرغوب القلوب - ۳۳  
 مراد سراج اسنخہ - ۳۰  
 المطلب الاعلیٰ فی تفریح اسماء السداسی - ۲۵  
 مطلع الانوار البیہ  
 نظم کرہ - ۱۰  
 معزالدین محمد بن سام سلطان - ۶  
 شیخ مسن الدین شیخی - ۱۸-۹  
 معین الدین مولانی - ۱۲-۱۱  
 منیشت الدین مانسوی - ۱۸  
 مفصل الفتوح - ۱۳-۳۳  
 مدار الانوار - ۱۳  
 منہاج النبوت - ۳۱  
 منہاج الدین جوزجانی قاضی - ۴  
 موافق - ۱۵  
 مہر ماہ ثنوی - ۱۹  
 ناصرالدین ابوسعید عبدالمدبر فیادوی - ۳۶  
 ناصرالدین بکتلیس (امیر) - ۹  
 ناصرالدین محمود بن تمس الدین آتش - ۴  
 نجم الدین عمر القزوی - ۳۸  
 نصیر الدین چراغ دہلی - ۱۲-۱۵-۱۸  
 نصیر الدین طوسی - ۳۸  
 نصیر الدین محمد ہایون - ۱۸  
 نظام الدین احمد ہروی - ۹  
 نظام الدین الاولیا - ۱۸-۱۱  
 نظم آداب المطالعة والمناظرہ - ۳۸  
 نکات الحق - ۳۹

# سلسلہ متون تاریخی

نمبر (۳)

## تذکرۃ الملوک

تصنیف ملا فیض الدین ابراہیم بن نور الدین توفیق شیرازی  
بیجا پور کے سلاطین عادل شاہی اور ان کے معاد شہان ہندوستان و دکن  
ایران کی تاریخ - ابتداء ظہور سلطنت بہمنیہ سے سلسلہ تک -

### فہرست مضامین

سلاطین بہمنیہ کی تاریخ ابتداء سے سلطان محمود شاہ کے جلوس تک سلسلہ	باب اول
تذکرہ یوسف عادل شاہ	باب دوم
تذکرہ اسماعیل عادل شاہ	باب سوم
تذکرہ ابراہیم عادل شاہ اور تاریخ راجگان بیجا نگر	باب چہارم
تذکرہ علی عادل شاہ - تاریخ جلوس سے راجہ والی بیجا نگر کے حملہ اور گڑگاہ	باب پنجم
سلاطین گجرات کی تاریخ اکبر کے فتوحات تک - سلاطین نظام شاہی کی اد	باب ششم
تطبیق شاہی کی تاریخ - عہد حکومت علی عادل شاہ کے بقیہ واقعات فتح بنگالہ اور کاسٹ	باب ہفتم
افضل خاں کی سرگذشت اور علی عادل شاہ کے بقیہ واقعات -	باب ہشتم
ابراہیم عادل شاہ اور ابراہیم بن برہان نظام شاہ کی تاریخ	باب نہم
سلاطین تیموریہ کے حالات بابر سے جہانگیر کے جلوس تک - سلاطین صفویہ	
تاریخ بالخصوص شاہ عباس ماضی کا مفصل تذکرہ سلسلہ تک - ملک عمر کا	
تذکرہ بنا رات ایلورہ کا حال - دکن پر شاہ زادہ پر دیز کا حملہ اور اسیر گدہ	
کی فتح سلسلہ	

قیمت دس روپیہ - پہلی جزو - جزء اولی تیار

۱۴	مولانا خواجگی	۱۰
۱۴	فاضل عبدالمقتدر شریکی	۱۱
۱۵	مولانا احمد متھاسیری	۱۲
۱۵	قاصی مہاسبہ الدین زاولی دولت آبادی	۱۳
۱۶	مولانا شیخ الہمداد جون پوری	۱۴
۱۶	مولانا مظہر کرہ	۱۵
۱۸	مولانا سفیث الدین ہانسوی	۱۶
۱۸	مولانا ظہیر دہلوی	۱۷
۱۸	شیخ جامی دہلوی	۱۸
۱۹	حیاتی ابن جال دہلوی	۱۹
۱۹	شیخ سیف الدین سیمی	۲۰
۲۰	شیخ رزق الدستدانی	۲۱
۲۰	مولانا حسین نقشی	۲۲
۲۰	شیخ تاج الدین دہلوی	۲۳
۲۰	مولانا علی احمد نشانی	۲۴
۲۰	شیخ فیضی اکبر آبادی	۲۵
۲۱	شیخ نور الحق مسترقی	۲۶
	محمد ہاشم دہلوی	۲۷
۲۹	زہرست تصنیفات شیخ عبدالحق محدث دہلوی	





# سلسلہ متون تائیچی

نمبر (۱۲)

## تاریخ سلطان محمد قطب شاہی

ہندو کے سلاطین قطب شاہیہ کی تاریخ جو ۱۵۲۶ء میں سلطان محمد قطب شاہ کے حکم سے تصنیف ہوئی ہے

### فہرست مضامین

سلاطین قطب شاہیہ کا نسب نامہ - امیر مرادوسف ترکمان اور

اس کی اولاد کا تذکرہ مرقوم ہے۔

۹۵۰ء	۹۵۲ء	ذکر سلطان قلی قطب شاہ	نالہ اول
۹۵۰ء	۹۵۰ء	ذکر حبیب قلی و سہمان قلی قطب شاہ	نالہ دوم
۹۵۰ء	۹۵۰ء	ابراہیم قلی قطب شاہ	نالہ سوم
۹۵۰ء	۹۵۰ء	ذکر محمد قلی قطب شاہ	نالہ چہارم
۹۵۰ء	۹۵۰ء	ذکر محمد قطب شاہ	نامہ پنجم

۱۵۲۰ء سے پانچویں سال جلوس  
۱۵۲۵ء تک

قیمت دس روپیہ - پانچ جز - جز اول تیار ہے



# **"Victorial Hyderabad"**

**HISTORIC — DESCRIPTIVE — PICTORIAL**

**AN UNPARALLELED COMPILATION**

**AN AUTHORITATIVE REFERENCE BOOK**

**OF**

**HYDERABAD STATE**

5693

SU

***Produced at Immense Cost***

A Unique Piece of Work

Printed on Superior Art Paper

Handsomely Bound and Profusely Illustrated

Many Rare Pictures

**PRICE OF BOTH VOLUMES B. G. RS. 55.**

***Apply to,---***

**CHANDRAKANTH PRESS,**

**GOWLIGUDA, HYDERABAD-DECCAN,**

**(INDIA)**